TEXT LIGHT WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222334

UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—43—30-1-71—5,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY U. 860

Call No. Accession No.

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

طلسم حیرت

مطبع نامی منشی نولکشور میں بطبع مزین مطبوع ہوا

اعلان۔ کاپی رائٹ اس کتاب کا بحق مطبع محفوظ ہے

اطلاع اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین انمین بعض کتب قصہ جات نثر و نظم اردو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

قصہ جات نثر

الف لیلہ ۔ اردو مترجمہ منشی طوطا رام تخلص شایان

ایضاً ۔ عربی ترجمہ مترجمہ منشی عبد الکریم

فسانہ عجائب ۔ باتصویر مولفہ مرزا رجب علی بیگ سرور ۔

ایضاً ۔ بغیر تصویر ۔

سروش سخن ۔ بجواب فسانہ عجائب مصنفہ سید فخر الدین حسین مودودی ۔

باغ و بہار ۔ یعنے قصہ چار درویش مولفہ میر امن دہلوی ۔

طلسم فصاحت ۔ مصنفہ مولوی محمد حسین جاہ ۔

سہیل امین ۔ مصنفہ مولوی رفیع الدین وکیل عدالت ۔

وقائع راجکمار ۔ مصنفہ کنور جگت سنگھ خلف مہاراجہ مان سنگھ ۔

بیحی بہادری ۔ مترجمہ راجہ شیو پرشاد ستارہ ہند ۔

آرائش محفل ۔ قصہ حاتم طائی باتصویر مولفہ سید حیدر بخش ۔

آرائش محفل ۔ بغیر تصویر ۔

داستان امیر حمزہ ۔ باتصویرات بنظر ثانی حافظ محمد عبد اللہ بلگرامی ۔

نوطرز مرصع ۔ قصہ چار درویش بعبارت مسجع مولفہ منشی محمد عوض زرین ۔

بستان حکمت ۔ اردو ترجمہ انوار سہیلی کا مولفہ فقیر محمد خان گویا ۔

قصہ سیاہ پوش ۔ مولفہ عنایت اللہ خان قیس

فسانہ معقول ۔ مصنفہ سید غلام حیدر خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ۔

قصہ سورج پور ۔ ایک زمیندار کا فسانہ مولفہ جرنیکی لال

آئینہ عقول ۔ یعنے قصہ قاسم و ہاشم و روح افزا زوجہ خلیفہ بغداد مترجمہ سید غلام حیدر خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ۔

جادہ تسخیر ۔ نادر عبارت مسجع مصنفہ نواب محمد حیدر علی خان بہادر ۔

نورتن ۔ مصنفہ محمد بخش تخلص مہجور ۔

قصہ اگر گل ۔ مولفہ عاصی تخلص ۔

تقریظ طلسم حیرت چکیدۂ خامۂ سحر طراز حضرت استادی مولوی محمد محی الدین خان صاحب ذوق کاکوروی دام اقباله

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حبذا یہ افسانہ سحر طراز معشوقہ سراپا ناز ہے کہ ہر صفحہ جسکا آئینہ دار چہرۂ خوش بیانی اور ہر سطر مسلسل طرۂ بازار رخسار معانی ہے مدعنوانی بارقہ افروز جبین پر نور لوح پیشانی افشان طراز پیشانی حور بیاض مین اسطور سے صبح بنارس پیدا سواد مداد سے شام اودھ ہویدا بیان بزم جمشیدی پر طعنہ زن ہے تقریر رزم تیغ آزمائے معرکۂ سخن ہے ہر فقرہ سینہ ہنگامہ آرایان سخن مین آمادہ خنجر گذاری ہر نقطہ عرصہ گاہ بیان مین مصروف سپرداری مضامین رنگین غازہ طراز چہرۂ قرطاس تعالی اللہ نشین مردم دیدۂ قدر شناس ہر سخن چشمک زن ابروے شاہدان معنی ہر مصرعہ نشتر فروش شریان جان شعری نظم تعالی اللہ عجب نثر دلاویز ہے بحمد اللہ رشک نظم گہر ریز ہے نہین ہے نثر نسخہ آسمان ہے + نہین ہے شعر شعر آسمان ہے + ہر اک فقرہ کہ پیغام جنون ہے + پیرایہ ان مضمون کو فسون ہے + زہے بوستان دلبری ہے + صبا روح سرو اس باغ کی ہے ہر دم آتش گل آتش فشان ہے + بلبل اس گلستان کا باغبان ہے + ہر غنچہ بیان کا طبع نکتہ گستر + عنادل شور تحسین سخنور + گل پژمردہ خورشید اس چمن کا + مہ کامل یہان بتا سمن کا + زہے گرم سواد دلبری ہے + ورق برگ گل نیلوفری ہے + مدعنوان ہے ابروے معانی + جداول جدول جوے معانی + حقا کہ یہ وہ داستان پروردہ ہے جسکے سامنے شعلہ آواز مرغ داستان سرا سر دہ طوطی تقریر سخنوران بخیرہ تن مین گھبراتی ہے کہنا تو ایک طرف سننے والون کی روح پھڑ پھڑاتی ہے کیونکر نہو کہ مولف افسانہ نے دریا کو کوزے مین بند کیا ہے گرم بیانی سے شعلہ کو مملو مپہنہ کیا ہے کبھی پا ریگ کو جادۂ قبول ارباب نظر بنایا آراستگی طبع مستقیم سے معانی بیگانہ کو راستہ بتایا مضامین چیستہ سے ہو گردن جو کڑی بھولی حاسدون کا رنگ زرد ہوا رنگین ادائی دیکھ کے آنکھون مین سرسون پھولی غبار خاطر گرد ہوا اسکے فقرات رنگین سے بعد ایک مدت کے شگفتگی حاصل ہوئی طبیعت اس ہیچمدان ذوق کاکوروی

تسوید تاریخ تالیف مائل ہوئی چنانچہ تمام چند مادہ مرقوم ہین جس سے سال تالیف بہ اختلاف سنین مفہوم ہین

تاریخ تالیف

عجب باغ سبز ہی یہ فسانہ
روانی عبارت کی کبک دری ہی
عجب داستان طرفہ مضمون رنگین
سخنور کو گر دعوی ہمسری ہی

کہ ہر حرف سے فارغ خزان سے بری ہی
ہر اک نقطہ ہی خو نازک ادائی
یہ نقش سلیمانی اور وہ پری ہی
فسون پری یا کہ رنگین فسانہ
لکھا ہی ذوق یون سال تصنیف اسکا
جو یہ باغ تو وہ گل جعفری ہی

ہر اک مصرعہ چستہ ہی سرو موزون
ہر اک فقرہ آمادہ دلبری ہی
لگھے تو مقابل ہین جعفر علی ہی
طلاقت ہی یا جادو سامری ہی

ایضاً از مصرع تاریخ

لکھون مین مدح افسانہ کہ وصاف اس طلاقت کے
نہ ملحق داستان ہی طائر دستان سرا بارے

کہ یہ رشک چمن اور وہ بہار طبع موزون ہی
نہ افسانہ فسون بہر پری زادان مضمون ہی

۱۸۷۲ع

ایضاً بہ تعمیہ چار عدد

کیا طرفہ داستان ہی اور کیا بیان رنگین
از روے داد ہی ذوق یہ قول اہل بینش

یہ تختہ چمن ہی وہ ہی بہار معنی
ہان یہ طلسم حیرت وہ گنج بار معنی
۱۲۸۹ھ

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-7

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جل شانہ حدیقہ حمد پروردگار ہمیشہ بہار ہے شگفتہ کلمزار ہے جسکا ہر تنا اسکی صنعت کا ہے بابار انہار
دہین ازہار و اثمار ملئے بار ہو اَلْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ وَالْحَبُّ
ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ فَبِاَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ سلطان العلما در بہاران زد مرگش دردی ست +
پشہ کے واندکہ این باغ از کے ست + اس گلستان کے دیباچہ ثنا مین اگر عندلیب خامہ ہزار زبان
بہم پہونچاے اسکے عہدہ سے بر نہ آسکے قلم ہو جاے لکھنا بار ہو زبان ہل کر آبلہ دار ہو اور گلگون خیال
ابلق ایام خصال باوجودیکہ تند و تیز رفتار ہے ہو سیجہ روح عیسی و طائر سدرہ وار روح الامین سا سبکبار ہے
الا اس گلزمین بوستان قدم میں لیلا کیا ہے فکر ہمدم قدم کم رکھ سکتا ہے خوف آسیب سے سانس ہم ہے دل مین بھی
گھٹے مین سسکتا ہے ہر روش پر چوک کر راہ بھولتا ہے دم بھولتا ہے ایسی سستی سوار ہے گویا سوسن کی رسن مین
گرفتار ہے او طوطی زبان کو اگرچہ طاقت گویائی ہے خدا نے قوت ناطقہ عطا فرمائی ہے مگر اس گفتگو مین کشمکش
ادب و آرزو سے ایک گرد و باختہ کا حال ہے ہاتھون کے توتے اڑے ہین لال ہے انگور زخم آئے ہین
گویائی کے لالے ہین اور فہم فربہی اثر اسیر نہال ہے کہ جو بھی جودت نے خود رائی سے نافرمان
نبکر گلہاے مضامین حمد کو مثل بوٹے اکسیر اثر لالا کہ اس غنچے مین خار من لگا یا تو مرحم کہنہ نے آکر
زمانہ سجدہ طور شعلہ نور باغ فناک بھڑکا کر تودہ خاکستر بنا سے سعادت اثر بنایا اس مقام پر چراغ عقل

ذی قوت ہے سو کور باطنوں کا کل بیوقوف بیوقوف کہ دن سے انکھوں میں جالا چھایا ہے اون بھولی
ان تباخسانوں میں سمجھتا ہی بالکل ہیچ ہے جب نبیوں کے کہ اے مالک ما عرفناک حق معرفتک ہیں ہم
سے برگان وادیہ جہالت کو کیا یارا ہے بیان ہی سکوت شایان ہے

نعت سرور کائنات مفخر موجودات باعث خلق عالم فخر آدم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اے احمد مجتبیٰ علیک الصلوٰۃ مقصود بل الیٰ علیک الصلوٰۃ کا فرمایا اللہ کہ گویا احمد ہی ہادی عالم
علیک الصلوٰۃ سخن سنجان خیالدان پنج کنج خانہ وباغ میں نقد عقل و ذکاوت کے لوگ رکھتے ہیں کیمیاے
نعت سرور کائنات کے حصول میں کہ درحقیقت آن حقداروں کے حق میں اکسیر ہے اتنا اوقات سوختہ اور
رنج سہ سکتے ہیں کہ خاک ہو گئے ہلاک ہو گئے ماشاء اللہ اکسیر ہی بھر اکسیر مطلوب سے زر عادت خاطر خواہ
میران سے رہے ہیں کہ کانٹے سے باریک تر ہی نہ تولا اور صرافان بازار گفتار جنکی دکان فن میں یہ اہم درک
کما تو انہیں انبار ہزار در ہزار بلکہ بیشمار ہیں وہ بھی اس کیمیاے باصفا کی تلاش میں کہ فی الواقع انکے
واسطے اکسیر زندہ کن دل مردہ ہی سر خیال کے بل ایسے مرحلہ پیماے صحرا سے دشوار گزار ہیں کہ ماہی اور
درہم وار ہو گئے پاندی سے گنجے ہوئے ہمہ تن وا ندار ہو گئے تاہم ایک ذرہ گرہ زبان سخن سرا نہ دہن میں کلا ایک
تاریک گھری نہ کھولا اور جو کبھی کسینے باعانت فکر کہ مثل عقل اسکا کچھ ذکر نہیں وہ واقعی اور بہ ہزار کاہش سے
شاید بقدر پا لیا ہو ہی ہیچ صفت بدرنج دگر بہ تمام پہونچائی تو من بھر گیا سیر ہوئے وانہ بھر بادام رنج و رکا ڈھیر ہوئے
گویا سنگ پارس یا اکسیر ہاتھ آئی بیہوش ہو گیا رستے بیت کا دم بھرنے لگے اپنی تحریر و تقریر پہ مرنے لگے بیشتر تن تراز و
ہو کر پلے پانو وا آپ کو سنجیدہ فہمیدہ نکتہ بینیوں میں چیدہ سمجھ کر بڑھ بڑھ کر بولنے لگے پانوں سر کی بھول کر
گجھڑی کی پگڈنڈی پہ چلے شاہیت اوج خرد کے برابر خود کو تار کر دے تو سنے لگے ذلیل سے راہ پیدا کی
اپنی بات کے طلبگار ہوئے امید ہے اور جو اسپر کبھی بوجہ الوہیت میری طبیعت نہوں اپنی تعریف
میں آپ لب کھولے انا حمید کی ہانک بولے گدھے کی گون میں نوست کاہو کا اتنی سی فہم پہ اتنا
پھولے ایسے بھولے تھے پر یہ اس عقل پہ پیا بھید تھا پھیری یہ جانتے ہیں تاہم عالم کی دانائی و بینائی
ازل سے ہماری بانٹ میں آئی ہے ایسی کہ اب ہم ہی ہیں یہ عاصی ان سخن سنجوں کا ہم سنگ کیسا

ہم پلہ پاسنگ نہین بات کرنے کا ڈھنگ نہین پڑھنا لکھنا خاک نہین جانتا کون چیز ہو بقول مشہور ٹھیکرے پر لکھے نام محمد فاضل الف کے نام بے نہین جانتا اکیا تمیز ہوا الا چونکہ اعانت رب العلی و استعانت صاحب لولاک لما شامل حال ہی لہٰذا اس تحریر کا خیال ہی رب یسر و تمم بالخیر رباعی اے صاحب لولاک لما خذ بیدی ؎ دوران بسر ہم ریخت بلا خذ بیدی ؎ فریاد رسے نیست کہ فریاد برم ؎ فریاد رسا بہر خدا خذ بیدی

مخمس در ذکر معجزات آنحضرت صلعم

الٰہی کس شاہ دو جہان کی یہ نعت آئی مری زبان پہ ؎ کہ جس سے تحسین و آفرین کا بلند ہی شور آسمان پہ
ثمر شجر شاخ غنچہ و گل تو لوٹے جاتے ہین زعفران پر ؎ صبا جو کہتی ہی واہ واہ تو ورد سوسن کی ہی زبان ہے
درخت سب لیکے آب زر گل نثار کرتے ہین باغبان پہ

صدا یہ بلبل کی آرہی ہی کہ مرحبا شاد باش شیون ؎ فدا اگر دل تیری گفتگو پہ ہزارون جنت کرورون گلشن
چہک چہک کر یہ کہتے ہین تمام مرغان باغ مسکن ؎ بھرے چمن بند باغ عالم گل مطالب سے تیرا دامن
شگفت کی جا ہی ایسی چھیڑے یہ کیون ہین محو اسے نیک جان پہ

اسی تفکر مین تھا مین بیٹھا کہ کہا وہ کھا یہ سروش غیبی ؎ کہ اے تغافل شعار نادان کدھر ہی ہر آسیمہ سر یا
خیال دل مین تو کر ذرا تو کہ مدح آئی ہی لب پہ کسکی ؎ یہ شان و شوکت یہ عذب و لذت ملی ہے تو غیر کو یہ ملی کبھی
ارے یہ وہ ذکر ہی کہ جسے تو کیا ہو خالق کی ہی زبان پہ

یہ نعت اس نور عرش کی ہی جو عین اعیان دو جہان ہے ؎ ہما کے مانند جسکا سایہ پری کی نظرون سے بھی نہان ہے
ہوا نہ ثابت ستارون کو یہ کہ سایہ اس نور کا کہان ہے ؎ کہان مہ کیسی کسکو اس ہوس مین فلک پہ خورشید جو عیان ہے
بہت سی کی دوڑ دھوپ اسنے ملا نہ پرچھائین کا نشان پہ

وہ باغ اعجاز مین کھلائے جو دیکھے شداد خار کھائے ؎ مقربو ست کا ہو سے حضرت کی جنت اپنی کو بھول جائے
جو دیکھے عیسیٰ تو بنکے بلبل چہک چہک کے یہی سنائے ؎ نہ کیون یہ باغ خلیل کو اب یہ آتش عشق یون جلائے
کہ ایک گٹھلی جلی ہوئی سے لگے شجر وقت امتحان پہ

کہ ایک انگشت کے اشارے سے بخشے مہ کو دو تیغ تیران ؎ گئے بتایا البو نے اکدم مین مہر کو نوش بر سفوان

سے گیا مشت خاک سے بند شعلۂ کین نار فوج گبران | گئے کیا حکم نطق فرما کے سلک نیرون کو گوہر افشان

کہین فراخی یہ دی کہ تھا شبہہ خوان رزق کا خوان نا تمام

تبارک اللہ فلک کو وہ بخشی مقدم سے سرگرانی | کہ آگے کرسی کے پیچ چارم نے کی قصیدہ فخر بالا خوانی

سپہر اول نے سر اٹھا کر کیا تھا دعویٰ لامکانی | رواں تھا کیوان کی بھی بان پہ کہ میں ہوں پیر جہاں آسمانی

مقابلہ کو تھا فوق تاثیر خط تثلیث روشنان پر

لراب دل اندازِ شیون دورن سینہ بشن بلبل | ہزار عشرت ہے شاخ غم پر نشید نغم و سرود غلغل

ہوا ہے بال امید سے کہ چراغ غصہ فراغ یاس گل | کہ تیری شاخ مراد دین کو کریگا سرسبز بے تامل

وہی کہ ہیں ذی الوفا یہیں کہ سنگ خارا آستان پر

مسدس بتذکرۂ معراج شریف

شب فکرت میں ہیں نور تحمید کا ظہور | لیلۃ القدر کی ہے کاکل شب قائم کا نور

جوش سودا ہی مجھے بھر کا ہے شب رنگ شعور | طایر فکر سویدا میں ہے رنگ دیجور

نکتہ حیرت کا لکھے گر بفراخی دل تنگ

ابلق لیل و نہاری میں ہو سکتے کا رنگ

عالم نور ہی کو شب میں دیے ہے حیرت | میرے اللہ ہی کیون بدلی ہوا کی نکہت

دودہ لیل ہے دید میں گھٹا کی صورت | پانی پانی ہیں ستارے دھوان دھار آنکی جہت

حرم ولیہ ہے وہ نور تحیر کا دور

سیہ پوشش ہو پڑی کعبہ کے اوپر جسطور

اس سیاہی کو مگر خال سویدا کہیے | خون سودا دیت زلف زلیخا کہیے

آبرو چشمۂ ظلمت و خضر یا کہیے | حجر کعبہ کا ہے سنگ سرا پا کہیے

اور یہ کچھ نہیں تو تو سیہ کار و مغموم

روشنائی یہ سیہ نامۂ اعمال ذموم

چھپ ہوں میں خانۂ شب میں ستارا ہے تصویر کا ڈھنگ
کہوں تشبیہ میں اسکی وے روشن اس رنگ
شیشۂ دل میں بھرا ہے مگر اشب یہ آہنگ
کھاتا ہے قافی بھی مقابل کی ہے دل کا زنگ

مشک کافور ہوا اور نور و خانی بن جائے
حبش ہو جائے حلب آئنہ پانی بن جائے

یعنی یہ شب نہیں غافل ہیں جلو ریز بلال
نجم ثابت نہیں یہ دانت ہیں انجم کے مثال
لکھتے ہیں پیشانی کا ہے انکے نہیں بدر کمال
کہکشاں یہ نہیں ہے سمجھو روانہ خال

اور لپٹ ہے جو ہوا میں یہ گل شب بو کی
ہے بس انفاس میں خوشبو دم اللہ ہو کی

ہے یہ وہ شب کہ گئی جس سے سیہ چال بدی
سنکے یہ دل سے کہا میں فرزہے بوالعجبی
کالانعام کالکواب مدحت معراج نبی
وائے برباد برین غفلت و این تشنہ لبی

مرحبا اے شب لیلائے رواق شبرنگ
حبذا اے شب سلمائے براق شبرنگ

بولا دل خامۂ آہوئے ختن کی خاطر
آہوگیری کی خطر خامہ ہرن مو ہو کر
شیر سر ہوں نیستان قلمدان کے سر
لسیہ گوشوں میں قلمدان کے لگا چھپنے مگر

نصف شب جب بجا گھڑیال تو چپکے سے نہنگ
وقت تھا چلتے ہوئے آخر او ٹھا چھوڑ پلنگ

آگے خود قرب قلمدان اٹھایا جو قلم
بولا خامہ سنا پابند سیہ حال الم
چاہا کھولوں دہن نافۂ دوات و سم
تیز دستی نہ دکھا بار ہے میں اگر بس تھم

ہو نہ ایسا کہ تری تیغ زبانی بٹ جائے
اصفہان سیف زبانی کو تری ٹن کٹ جائے

ہاں مرے ضیغم میدان شفاعت طلبی
لینا ہیں اسد اللہ تیا تشنہ لبی

بخشو وہ جام مجھے خبستن مطلبی — ہو مسدس مین مرا نام شبیر بن لقبی

شعر وہ ہون کہ جو یہ بصفت آہو گیا ہین
نشے ہوجائین ہرن پہ کڑیاں چوکڑی بہائین

بارک اللہ شب معراج شہنشاہ حجاز — پردۂ چرخ تھا سامان سما سے دسا
تھا ستارون مین بھی اسرار کا سارا انداز — دست بستہ تھی ید قدس براہ آواز

جبکہ ہاتھون سے حنی نوبت آرائش زا
آستین کے چلی کوسون سے گل مثل صبا

باد زات کی تو ہوا خواہی سلیمان کو ملی — دم عیسی کو ہوئی خدمت جاروب کشی
آبرو خضر نے چھڑکاؤ مین ساری پائی — مشعل افروزی مین موسی کو ضیا ہاتھ آئی

گل رخسارۂ یوسف نے بچھائے قالین
چاندنی چشم سفیدی کش یعقوب بچھین

بسکہ سادی ہے طبیعت دل شیدا کی مرے — دور تعریف براق رم جو جی مین تھی مرے
انجا کل شیشۂ فکرت رنگ کلفت سے — گھوڑے سے کاغذ کے یہ دوڑائے کچھ مین لکھے

قلم تیزرو کشا کانپ کے جون رات کو چنگ
کاغذ دست ہوائی ہوا جس طرح پتنگ

جب گیا دل سے فلک کو وہ گذر کر آیا — لیس ہذا البشر چرخ کمان چلا آیا
قدر انداز قضا گوشے مین چھپ تھرایا — تیر اخضر یہ جگر کھینچ کے لب پر لایا

زہ کبادہ کش تو مین حدوث اور قدم
دونون گوشے سنحر اکیا ہی ملا سے باہم

چوکیدارون نے جو پس عرش کی دیکھا رفرف — چھوڑ کے کوچے چلے تخت کے رخ باندھ کے صف
دیکھی ونگل مین جو آئینہ وہ رحل مصحف — ابر ہونڈھون پہ اٹھائے اترا کرسی کی طرف

لگ گئی پیٹھ پلنگ سے اسد گردون کی
سات سیڑھی کہین حمل جبکہ یہ چرخ دون کی

طائر سدرہ رہا باز تو بڑھکر وہ ہما
استوا سے ہوا فائز بمقام اعلا
قاب قوسین او ادنی کا جو دم تیر آیا
نکتہ ما کذب الفواد بھی معلوم ہوا

ہٹو الگو اجو ہون منکر تو کرو منہ کالے
چشم مازاغ بصر مین بھلا شبہہ کیا ہے

تھی شب رونق معراج شہ تکوینات
مشکل لوح قرآن چرخ کے سارے طبقات
کہکشان مین بسم اللہ کی شان تھی آیات
سورۂ فاتحہ تھا اخضر اول بصفات

پوچھو ایمان سے تو تھا مصحف گردونکا وہ رنگ
سورۂ نجم تھا ہر نجم سر ہفت اورنگ

قاضی چرخ پہ تھی سورۂ لقمان کی شان
اور مریخ پہ تھا سورۂ توبہ کا نشان
سورۂ نون و قلم منشی چرخ گردان
لہب و ناس و نسا زہرۂ و ہندو کیوان

گیسوے لیل پہ تھا سورۂ واللیل کا نور
سورۂ نور و قمر کا رخ مہ پر تھا ظہور

عزم بالجزم ہوا چرخ کا جب مد نظر
رکھا اقصا مین قدم منبر تشدید کے سر
ہوئین شادی سے مغنین صوفیون کی زیر و زبر
مثل اعراب ہوے انبیا سب پیش نظر

یون ہوے کرسی کے اوپر متمکن حضرت
جیسے ہو آیہ کرسی مین جلوس برکت

ہفت طبقات فلک ختم ہوے زین عشر
منزل مصحفی ہون حافظے سے حسن صورت
بلکہ یون پہونچے وہ برخوان خلوص دعوت
جیسے لکھا ہے مضاف آ گئے اضافت کی جہت

لامکان کی کرے کیا ذہن مفسر تفسیر

یعنی حرف مقطع کا خدا ہی ہی خبیر

حافظ نے ترے حفاظ کو مار اشیون
ختم قرآن کیا اس بحر مین سار اشیون

پانی پانی ہی جگر قلب ہی پار اشیون
واہ دریا کو ہی کوزے مین اُتار اشیون

پڑھین اس بحر مین کید و مجبر یہا حافظ
کوئی اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ

منقبت اصحاب کرام و آلام تبت رسول انام صلی اللہ تعالے علیہم اجمعین

اور جنکی شان مین مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا فرمان پروردگار ہی اُنکی منقبت ہر فرد بشر کو درکار ہی لیکن یہ نکتہ سبکو معلوم ہی کہ انہین کے اوصاف مین حکم اصحابی کالنجوم ہی ثابت ہی اگر یہ بدر شجاعت بہ تیغ ہلال سیاست جانب ظلمت کفر مائل بروشنگری نہوتے تو ہمسے کور باطن کیوان سیرت بے بدھ زمانہ کے سنیچر نیا کے مشتری نہوتے حضوصًا جناب خلافت مآب صدیق صحیفہ صدق و صفا فاروق مجمع شہور استلاغنی خوان معنی و نیر برج اِمقضی علم و عملی تا ابد ساقی کوثر شکنندہ در خیبر بوتراب کرم اللّٰہ وجہہ جنکی یہ ادنا صفت ہی سے شاطہ ولایتش از زیب گر شود اعجاز عیسوی کند آرایش ضمیر گیر و بہر دوست سر خود اجل زبیم جائیکہ عمر ہر تو کشد خنجر تبسم تیغ میغ مرگ بارندہ احسان غفمان آرندہ اگر بہ گردن دشمن پھانسے کو رفت تو جہنم ہی تو وہ شاہد مراد دوست کو آئینہ رخسار ارم ہی توسن وہ کہ جسے ایک عالم دُلدُل کہے چمن طاقت کی بوے گل پریشان کن گوش بلبل کہے اگر ایک نکتہ انکی صفت کا تحریر کرون اشہب قلم قدم قدم پر بیدم ہو کر اسکندری کھائے پا بہ باد پا ہوا مین اگر منھ زور ہو دو روہی ملکمائے سبحان اللّٰہ وہ رفتار اُس نسیم بہار دُلدُل کی پوٹی مین فراخی عرصہ دہر تنگ سرسٹ مین پا کمیت خیال لنگ کچھ ابلق ملیل و نہاری پر موقوف نہین سبز چرخ اخضر نے اکثر سر جھکا کر وقت عنان گردش ایک قدم برہنہ پہونچا مال کا رشل بیزرال بلبلا چرخہ رشتہ دم توڑ کر اڑین ہوا کا دی لگا نا ہمسے دل تنگون کا روند ا بھول کر تبلائے صد محن ہوا یہ تمام و صاف ہی اگر نہ شبل سطے ساخت اند الملجم سمند

بکامی رہا و بطبع شرنگ لیکن کیون نہو ع زہے شاہ مرکب شہسوار + جیسا یہ سازو سامان کیا تھا و شاہان
افسوس جز کمی بخت کیا تصور کرون اور کیا کہون کہ ایسے آفتاب عالمتاب کے سایہ مین رہکر نفس کی
زیادتی سہون محروم و ناکام و وڑتا وھوتا پہرتا اور بھٹکتا پہرون دشمن ایمان کی آنکھہ مین کھٹکتا پہرون سے
اے وصی رسول خدا بیدی + چند باشم ملول خدا بیدی + اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی
آلہ و صحبہ بعدد معانی جمیع القرآن حرفاً حرفاً و بعدد کل حرف الفاً الفاً

عرض حاجت بدرگاہ رب العزت باستعانت جناب محبوب سبحانی حضرت شیخ الشیوخ غوث الثقلین عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ برکاتہ

اسیرم در پریشانی اغثنی غوث جیلانی | شدہ غم را فراوانی اغثنی غوث جیلانی
سبک کردم گران جانی اغثنی غوث جیلانی | بشد مشکل در آسانی اغثنی غوث جیلانی

مریضم با تو درمانی اغثنی غوث جیلانی

زدست غم در آزارم دریغا آوخ و دردا | بدام غم گرفتارم دریغا آوخ و دردا
مقدر کردہ ناچارم دریغا آوخ و دردا | بشفقت آہ بیمارم دریغا آوخ و دردا

اسیرم من بحیرانی اغثنی غوث جیلانی

ز طعن خویش و بیگانہ ندامت می کشم ہردم | زدست این سیہ بختی چہ شامت می کشم ہردم
برائے نام و ننگم ملامت می کشم ہردم | ز تیر طنز و تشنیعات ضربت می کشم ہردم

مشبک شد دل جانی اغثنی غوث جیلانی

بدام نفس امارہ گلو دارم گلو دارم | بقید حرص ناکارہ در آزارم در آزارم
پے زر خوار و آوارہ در افکارم در افکارم | بزندان تن خونخوارہ گرفتارم گرفتارم

فتادم نفس شہوانی اغثنی غوث جیلانی

غیاثا مستغیثا را تو ای غوثی بسوے حق | کنونم گرد نم بربان پیچ زق زق بق بق
چنان در غفلتم شاہا کہی باد آرش مطلق | کہ چون ثابت قدم مانم زمین و زنگ گھشت

کند این عقل نادانی اغثنی غوث جیلانی

توئی کان آب را از چاه تیره بیش بگرفتی … توئی کز فرط رحمت خویش جریش بگرفتی
توئی کو دست ملکوتی ز زر دسطیش بگرفتی … توئی قدم شفیع ما بدوش خویش بگرفتی

توئی محبوب سبحانی اغثنی غوث جیلانی

سبحان آورده نفس ما شها بهر خدا مددے … خدا هم کرده بخت ما برائے مرتضیٰ مددے
بقعر افگنده هوش ما بآل مصطفیٰ مددے … پئے خیر النسا مددے برائے فاطمہ مددے

کند ربے توکه ورمانی اغثنی غوث جیلانی

کسے بار زرسرے دارد کسے گوهر همی بارد … کسے بر حسن دل دارد کسی الفت همی کارد
کسے گریان کسے خندان کسے با عیش بگذارد … کسے درد و غم و رماند این ارد نه آن دارد

مرا بانست یکجانی اغثنی غوث جیلانی

تو درمانی همه دردے تو گرد و نی همه گردے … تو خورشیدی همه بردی و لیکن با دم سردی
همی گویم بصد دردی خدایم اینچنین کردی … که و رپش و پس مردی نگیریم از کسے مردی

همین خواهم ز سبحانی اغثنی غوث جیلانی

وران وقتیکه مرغ جان کند پرواز سوے آن … بخوانم خرم و خندان که اشهدان با ایمان
رسیدم اندرین مکان که هم سودست و هم نقصان … خداوندا چنان گردان که گویم از لب القان

شدم کشتی طوفانی اغثنی غوث جیلانی

کشند تا کے بلا شیون خدا را سایهٔ افگن … که گرود و دانست دامن بذیر و زیر او مسکن
رها از سیل جسم و تن نهد زیر قدم گردن … کند با این و آن من ز سوز خویشتن روشن

همین کامد پریشانی اغثنی غوث جیلانی

تذکرهٔ چند سطور راقم داستان ژولیده بیان

پیتبلا رنج و محن و لفتش بردار ارباب سخن سنجدان بینه و هن متوقع عنایات لم یزلی محمد جعفر علی متخلص

پشیمیوان شاگرد نظم ناظم قلمرو سخنوری ملک الشعراء امثال سعدی و انوری شامل ہین شعار آشنا تقطیع سحار و واقف رموز شعر گوئی و مضمون بندی کاشف عقود سخن فہمی و مشکل پسندی شعراکے فوق مولوی محمد محی الدین خان صاحب ذوق شاگرد رشید مخترع طرز شعر خوانی آغا نوازش حسین خان صاحب عرف مرزا خانی متخلص نوازش کاہی جنکے اشعار شکر بار ہین اگر کوئی ایسا نا متخلص طوطی ہند تحریر کرے تو مثل بلبل تصویر نقشہ پیدا ہو ہزار ہزار شیدا ہو بلکہ اصل یہ ہی اصل ہو جاوے جان چہاپی صفیر کرے مضمون بندی مین شعر فارسی ہندی کا ڈھنگ ہے جسکی تلاش طرز مین ردیف و ہمسر کے اوہم فکر کا قافیہ تنگ ہے وہ سر اشنا ہے کیسا ہی طباع ہو تاب کر مر جاوے ایسا مضمون ہاتھ نہ آوے بحر علم و عقل کے شناور ہین اور تمیز بہت زبان و ذہن حسن رنگیں الفاظ نے انکے کلام بلاغت نظام پر حرف گیری کی منہ کی کہائی نوبت سر بگریبان آئی خفیف ہوا جو اس خمسہ سالم نہ ہے ندامت مستزاد سے ردیف ہوا اور نثر مین یہ عاجز نثار سحر گفتار رتبہ زبان ناسخ نثر اوستادان ذوی شکور نزدیک ور مرزا رجب علی بیگ صاحب سرور مرحوم مغفور سے تلمذ رکہتا ہے سبحان اللہ وہ بے نظیر فصیح و خلیق شفیق سنجیدہ گرم و سرد زمانہ دیدہ بستان عزلت گزینان برگزیدہ کسی کا انیس نہ تہا مگر ملاقات کا مشتاق ہوکر اگر بدا ندیش بھی جاتا اس انس سے پیش آتا گویا برسون کا جلیس تہا اور قطع نظر اس سے اس وزیر ملک الشعرا کا یہ دستور تہا جس فقیر کو بحالت نزار دیکھا فرط قلق سے بیخود ہوا چشم اشکبار دیکہا اسکا رحیم مزاج تہا بحر سخاوت سینہ مین اس مستوجب نعیم کے جوش مارتا ضبط نہو سکتا خوان و کشتی کے گھاٹ اتارتا باینہمہ کہ گردش سپہر بے مہر و زمانہ پر جفا نشتر زن رگ جان تہا مگر جہان تک کہ امکان تہا دیتا اسکا محسن ہے تا و دم سحر کلامی کے تو کیا لکھون کہان میرے دست و بازو مین طاقت ہے گو الطاف ایزدی سے زبان قلم مین طاقت ہے الا اگر فقیر یہ دعوی کرے بالکل خطا ہے کہ درگاہ عالم ایجاد سے اوس حد فصاحت کو تیغ زبان جلال بادشاہان عطا ہے **مولف** دو عالم کی دو ورقی پر جو حرف مدح جا پائے + بیاض صبح کی یہ روشنائی صاف اڑ جائے + میدان صفت بہت طول ہے کیا عرض کروں اسکے طے کرنے کو عرصہ درکار ہے مد نظر اختصار ہے کہ تہوڑا زمانہ ماضی و مستقبل کا حال لکھنا ضرور ہے نیا مذکور ہے لیکن یہی خیال دامن گیر حال ہوتا ہے کہ سامعین کی سمع خراشی نہو نکتہ چین حرف کا متلاشی نہو تو البتہ ایک

سخن ساز کا پردہ رازورپردہ اس قانون سے باز کردن کہ ایک دفعہ کے مطالعہ مین ان اہل ارباب نشاط
کا چنگ شادی سے تارتار ہوجائے دو سطرین کو حرف مطلب آئینہ وار نظر آئے بالکل صاف صاف کہہ نہین سکتا
سکتا خلاف کہہ نہین سکتا کہ آمین مدمقابل کی قلعی کہلتی ہے عیوب ہی بند بند لکھتا خوب
دست تحریر ریش ہے کہ جن حضور نے سرورپہ طعن تشنیع مین ذہن گندکی تیزی دکھائی ہے انکو کیا سوائی
جب آپ کے ہموطن پر اس غضب کا فقرہ چھوڑ نکا کہ آپ سے ہوا انہون نے چھوڑ کا کھایا یہ ہمراہ
آیا یہ تھی برباد کردی بادی ظرافت کی طبیعت شاد کردی پھر آپ سے کے مقدمے مین تو
بندہ اپنے طعنہ زن نہین پر غالب یون ہے کہ اگر حضرت کے اوستاد ظفر کرتے تو تیز جوہر شمشیر زبانی
کو اختر تاثیر بناتے گو کہ آپ کے نزدیک برج اسد پر ہے اپنی حد پر ہے گا وزمین دکھا دیتا آہو پری کا
مزا چکھا دیتا مگر جائے شگفت ہے کہنے والون مقام گفت ہے کہ اُستاد فصاحت بنیاد بلبل
ہزار داستان طوطی ہندوستان نے گلزار سرور پر باغ باغ ہوکر وہ رنگین تقریظ فرمائی کہ باغ و بہار
پر خزان آئی پھر حضور نے کیا سمجھ کے کلام سرور مین شاخ نکالی نکتہ چینی کی نظر سے آنکھ ڈالی چرخ
تازہ گل کھلایا کلی ہی وہ تھا آج یہ ماجرا نظر آیا کہ گڑ گڑ ہی رہے چیلے شکر ہوگئے شاگرد اُستادی کا دم بھرنے
لگے اپنی تحریر پر مرنے لگے یہ لیاقت اور سرور پر زبان طعن دراز مثل مشہور تھا اور نواب کا تیرانداز
ابھی کچھ کہون تو پیچ در پیچ ہوکر کیسے جھول جھال چھوڑ کر لکھنؤ سے سٹکیے اور پیچ نکہ آج کل آپ
کا بجز الکلام ہی لیاقت کا ڈر کھاہی فقرہ کا سقم تحریر پڑا یا جائے قرینہ لڑایا جائے پر منہ سے پائے اپنا
کھائے اے صاحب ابھی آپ انڈے کے ملوک ہین وہی دن گذرے ہونگے کہ دولتخانہ سے قدم خاک
فرماتے گلزار لکھنؤ کی بلبل و بلکہ عقل کے طوطے اُڑا سے ہمصفیرون کے لہان ترک مین یہان کی بات
مین لنبی چوڑے بانکے سب کے کرتے کھائے پرکٹی اُڑانے کو سر گریبان پشیمانی میانی سے آشنا اپنی دو خانی
کھڑکی جھانکی غالباً اگر چند سے یہان اڈا آپ کا اور رہا ہمصفیر پر بیز بیز بولینگے آپ ایسا تیز بولینگے
پر اتنا سمجھیے شعر کلاغے تنگ کبک را گوش کرد ✤ تنگ خویشتن ہم فراموش کرد ✤ اس مقام پر
یہ خمسہ جرات حسب البیان ہے خوب چسپان ہے جرات اب انکو مشفق جرخ شتل ہارنجی ہے

نباہ جو کرتے تھے لیل و نہار شطرنج بازی ... تن تب ... رحمن ...
حضور بلبل بستان کرتے نواسنجی یہ حضرت سلامت لیے منتظر آپ کو میان مشہور بنانا بالکل الو بنانا ہے
نصیحت کرتا ہون جرعہ نوشی مین اس جام دردآلام سے باز رہے ... عشق سے بے مدد والا کرے اپنی
گردن کو لم کے پھندے سے کہ دام شیطان جلساز دغاباز کا ہے بچکی رسے کہ ... فریق ...
جسمین خلقت کمیاب ہے دانا ہو تو اس فریب کی ٹٹی کے قریب نہ لٹکے مصرعہ مرا و ما نصیحت بود
سامعین اوج تمکین اور ناظرین بریشن کی خدمت مین عرض ہے کہ ان عقودہ بیہودان کی گرہ بار
کہرنی اور نکتہ چینی مین ایک ملیّی کی گولی دے پہری ہے لیکن بقول شیخ سعدی شیرازی شعر
ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی * کاین رہ کہ تو میروی بترکستان است * اپنی اکثری منزل کاٹنی پڑی ہے یعنی
تحریر اس پریشان تقریر کا لکھنا منظور ہے وقوعہ واقعات عرض کرنا ضرور ہی الّا یہ عرض کرتا ہون کہ شاید
اس بات سے دانا بدلین اوروں کی طرح ہاتھ بھی جہاڑین یا کوئی صاحب تندخوئی کی چہری
یا شہیر اگر اس پراگندہ خاطر کو ریختہ پرگردان کر دل لگی بازی جان کر لقوون کی گلی لقوون کی محفل
جن مین مون ... نامبرو گئی ہے دلکش کہہ کے ساتھ میری ... زبان لال بند کو کھول کر لیا تا
کے پرزے اڑاتے ہین بلند پروازی سے وہن کے جو سلے وطلے ہین اس ضعیف بازو پر بھی
طبع آزمائین عذر معذرت خیال مین نہ لائین لہذا از راہ حفظ ما تقدم کرتا ہے کہ جو تازہ مضمون یہ عاصی
عرض کرے اوسے تاویل شاعرانہ تصور فرمائین کس لیے یہ ناقابل اس قابلیت کی قابل نہین
قابلون کے غلامون کے مقابل نہین ہان اگر سخنوران بحر طبع کا مرزبوم خوش باشون کا ہجوم چھوڑ کر
چھوٹے لٹورون کی صحبت بہ نازاغون کی نشست مین جہان الف دنشر ہٹ کر پرے مین ہنس کھیل جاتے
ہین والا گہرون کی آبرو شل ہوتی چونکہ جانتے ہین تیلی تنبولیون سے تہر جاتے ہین خس دریکوہ
بو علی سینا الکو کا سنی کا سیل جانتے ہین توفیق غفور جوگیون کا بھیس کرکے یا ہو یا علی مدد کہتا ہوا جب
متصل مشہور اتنی دور مسافت دربار نصیب آفت جان کہ از مجبور ہو کر کے زرجہ جان کا فرکر کے
ایک ادھ ہڈی گاڑی کو صبر کر ڈیڑھون کی مٹی مین چیخ چلا جی پر کھیل کے ساری کٹریان جھیل کر جاؤن

ان کا بلی گھاگھروں کی مار کھاؤں تب تو قمر اس صحرائے پُرخطر میں پیر ماروں برہنہ پا لق و دق
عبد اس وادی پُرخار میں قدم آتاروں مگر نہ اے مہربان یہ پاپی کی کھیتی ہے کہ تم سے صاحب جوہروں کی
صحبت سے زرگر جھگڑ کوئی بات لیاقت کی دریافت کرکے ذہن کی آتا رہے یعنی فرودگاہ میں لا کے اس
مزخرفات میں بناہوں جیسا کہ یار عیار خلیق و متین و ذہین ظرافت پیما حکمت آشنا منشی محمد اکرام علی صاحب
حسرت نے جسکے نام جلادت نشان کو اگر ادب سے اسم شیر خدا کا تابع نہ ہو تو برشی جری بنندہ کے
آہو سے نظر کو قطعہ قرطاس کے لئے و سرمن بوچھا اور ذکر ظرافت جو تحریر کروں نام قوت نامیہ تو تختہ
کاغذ زعفران زار نظر آئے تماشائی ہستی تو شعبہ اس گلستان بخیر ان کو گلشن کشمیر سوچے ایک بار زبان
شعر کے بارے میں اس حرص الفت کو عجب دو میں مجھے ال یا حد پیمائش سے زیادہ ہلکان کیا یعنی ایک مرتبہ
چند اشعار کچھ چشتر کمترین نے محب ہمنشین کی خدمت میں پیش کیے گو بہادل دبیل کے حق میں کانٹے
بوئے دشمنی ہجاں خویش لی کہ آن و ہمیں امانت میں نے ودیعت رازیبانہ دل سے جھلکا کر باریکی سخن
کی داد فرمایا گرد آوری مضمون کی تیری تیز ذہنی ہی فنون کی ہے تجویں حاتم لی نہایت مسرت ہوئی
لیکن چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار تکلیف کا کم پیس کرکے تھوڑی نثر ل نقشہ یادداشت بر عکس اغیار
صفحۂ قرطاس گو سہارہ کھنچیے تو غالب ہے تختہ مسطح دہر گشت وار سرسبز و تر ہے بے کھٹ تیرے نام کی
ناؤ ہمیشہ وارد و سند گو یادگار رہ کتاب ہے کتاب کے نام سے ہم لوگوں کے نشان کا جھنڈا جب تک قائم منزل بچہ
آفتاب رہے اس پایہ کی تحسین ہوں برہم کے مستطیر نے نقطہ وار پرکار سے یہ کڑی سنکے واجب العرض سمجھ میں
کیا کہ اے برادر حسن جیا یار اکہار دریا کنار آپ سے ڈانڈ میں ڈی کا مجھے کب یارا ہے جو کچھ فرمائیے بسر و چشم
گوارا ہے کچھ دن یوں ہی آئے سے بلے میں تلے ایک شب بعد نماز وتر یہ تکلیف جانماز پر پڑا سو رہا تھا کہ غفلت شروع
ہوئی خواب میں ایک بزرگ کی زیارت سے مشرف ہوا حصول شرف ہوا آس قطب دوران غوث زمان
کی سواری کا اہتمام خدام کا ازدحام اگر غلام تحریر کیسے تو حرف مطلب ناتمام سمجھا ہے الغرض کلام ہمارا
خلاصہ یہ کہ اس وقت احترام کو میں نے دوڑ کر سلام کیا آپ نے مجھ ناکام کو پہچان کر دو کتابیں حسرت
فرمائیں وقت معائنہ عجب کیفیتیں نظر آئیں جو دیکھا تو ایک میں بخط باریک نستعلیق لکھا تھا یا لقط المدکر تحریر میں کنجان

مانند نوشتۂ تقدیر مین ہنوز ایک ہی کتاب مطالعہ مین آئی تھی کہ سحر ہوگئی صبح کو خواب کی کیفیت اُسی
دوست کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کی اُس غرض آشنا نے اپنے مطلب کی تعبیر فرمائی تحریر فسانہ کی ترغیب
دلائی ناچار تابعدار نے اُسی وقت کمر حمیت ہمت درست دل مین باندھی فسانے کے بارہ مین
دوبارہ عرض پیرا ہوا کہ نیا کہان سے لاؤن جو حضرت کو سناؤن انھون نے فرمایا حکایت آذر شاہ
کوکب ہندی کی کہ سرور نے شگوفۂ محبت مین مجمل بیان کی ہے جسکی انشا پردازی کی تمنا لکھی ہے اُسے
تو مفصل تحریر کر بات ٹالنے کی نہ تقریر کر مین نے کہا ماشاء اللہ آپ جان بوجھکے بدنام کرتے ہین حق
دوستی ناحق تمام کرتے ہین بھلا تصنیف جناب سرور رونق انجمن اور تالیف فخر الدین محمد سخن کے
سامنے کہ یہ بہرہ ور دریا کو کوزہ مین بند کرتے ہین نکات مشکل پسند کرتے ہین میری تحریر کیا فروغ پائیگی خلق خدا مفت
بیوقوف بنائیگی انھون نے فرمایا نادان خدا کسی کی مشقت رائگان نہین کرتا تیرے بھی کلام مین مزا عطا کر دیگا
کسی بات کا لطف بھر دیگا اس بات سے دل مین ذوق کی ایک چوٹ سی لگی شوق لکھنے تمام صبح و شام
مین مشغول ہوا جد و جہد مین شمول یہ دل ملول ہوا ازبسکہ طبیعت وحشت اثر ہے کثرت تخیلات ہجوم مکدرات
سے دفعتہً قلب ماہیت ہو کے طبیعت سست ہوگئی نہ لکھنے پر عزیمت چست ہوگئی دست در آستین
ہو دستکش منجمد رہا پھر سے لکھنے کو جی نہ چاہا ایک مدت یون ہی تمام ہوئی کل امر مرہون باوقاتہا
اختتام گردش ایام ہوئی اتفاقاً ایکدن تذکرہ مجمع مین استعارہ تلمیحی آیہ کریمہ انی [illegible] لکھا تھا
کہ ایکبارگی ایک روشنی نہایت سفید و شفاف جیسے ستارون کے ٹوٹنے مین ہوتی ہے ہر طرف شائع ہوگئی
باوجود نصف النہار چمک خورشید کی مثل انوار سہا و سہیل اُس مقام سے کھو گئی گویا دھو گئی اور در و دیوار و
در بلکہ وہ سارا گھر منور ہو کر ہلنے لگا مارے وحشت کے دل وحشی ہلنے لگا خیال آیا شاید مجھ سے کوئی
بے ادبی بوجہ جہالت سرزد ہوئی جس سے یہ حالت سرزد ہوئی ہیبت مین کاغذ و قلم رکھدیا فرط
تحیر سے حیرت کا پتلا بن گیا دل مین ادھر ہی اندیشہ ٹھن گیا بعد لمحہ کے جب سر ہوش مین آیا لسان الغیب
جناب خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ کے دیوان سے بطور فال تفتیش حال کی یہ مصرع برآیا ۔ حالا چو شد
مہیا ۔ کام دل خویش [illegible] ۔ آن کہ نصیب شام ۔ باشد کہ مراد دل سیاہم ۔ اسکے دیکھنے سے زیادہ تعجب ہوا

خیال خواہش دل مین دونا خلجان ہوا تشویش سا کچھ دونون سرگردان رہا بخوف تکلیف کسی
رفیق شفیق سے یہ ماجرائے غریب کہا ایک بزرگ کی خدمت مین کہ مصدر صفات ملکی ہیں
حاضر ہو کر یہ واقعہ حیرت بہ پردہ تذکرہ گذارش کیا انھون نے فرمایا یہ کوئی امر خلاف عقل نہین ہے بہتیرے ایسے اتفاقات
واقع ہوتے ہین اصل یہ ہے گمان فضل نہین ہے بلکہ اکثر حکایت عجیب سنائی تاکہ یقین خاطر نشین فرمائی اور کہا یہ
خواجہ صاحب نے تیری کوئی تمنا کے مکنون خاطر کی خبر دی ہوگی غور کر سوا اسکے کچھ نہ گمان اور کر اُس
ہادی کی رہنمائی سے دھیان آیا کہ اور تو کچھ نہین تیرے دل مین افسانہ کی آرزو ہے مقبولیت مضمر تھی
کیا عجب اسکی یہ خبر ہو اسی پردے مین بصیر و خبیر مکنونات مجیب الدعوات کی تجویز نظر حیرت گستر ہو
اس خطرہ سے خاطر خطیر پر خطر گونہ راہ پیرائی شاہراہ منزل مقصود کی سوجھی دور کی سمائی اُسی وقت سے
بعنایت ایزدی طبیعت نے وقتاً فوقتاً ایسی قوت پائی کہ تھوڑے عرصہ مین کہانی کہہ سنائی اسکا
عالم تحیر مین اسکا انصرام ہوا اسلیے **طلسم حیرت** افسانہ کا نام ہوا امید کہ شائقین نازک فہم ذہین اس
جملہ معترضہ کو شوشہ شاعری نہ تصور فرمائین بلکہ بمصداق قول الیقین لا یزول کہ مین نے صحیح صحیح گذارش کیا
ہے غلط بیانی کو سرمو بھی دخل نہین ہے یا یہ **قطعہ عرفی** کے گمان نبری کز برائے زینت شعر است ÷ بر اصل خواب
فرزوم کہ نیست این منظور ÷ لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم ÷ چنانکہ لفظ عصا گفتہ موسیٰ اندر طور ÷ اور اُن
صاحبون کی خدمت مین دست بستہ عرض ہے کہ عیب بینی جنکی ملت مین سنت و فرض ہے کہ جو صاحب اسکا مطالعہ نظر
فرمائین بنظر چشم پوشی پیش آئین عیب چھپائین اور جو محاورہ مین غلطی خوگیری کی بھرتی پایا اور کوئی مقام گرفت پائین عاجز
کی وجہ ممنونی سمجھ اپنے جھگڑے ٹلین کاٹ کے بنائین گو جواز عیب جوئی کسی مذہب مین دید و شنید نہین
مگر ملت مسلمانی کے دشمنون سے کچھ بعید نہین باریک بینی امر محال ہے زبان جاہل کا یہ حال ہے سمجھ بوجھ کا
تیکھا نہین پر یہ تلاش ہے ہو عیب کہین سے سمجھی تو واہ واہ ملی ہو گر نہ فہیم پر نگاہ کی اور راقم تو عذر لیاقت تقصیری
پیش کر چکا ہے بار انکا سر دھر چکا ہے یون زبردست کی رضا سر ہے زیر دست لیے پھرے خواہ مخواہ کوئی
صاحب جالک آدمیت سے ملکر بنائین ورنہ اے مہربان اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِّنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ
جناب کرامت مآب جنید زمان شبلی دوران الحاج مولانا مرشدنا مولوی محمد تقی علی صاحب دام اللہ برکاتہ عامل بالعلم

عامل کامل ناکتہ سنج ہین ہنر ان کو نہین ہین یہ صاحب کشف زبدۂ ہیچ گنج ہین گو ہین تو بالکل یہ نثر ہین
کامل ادراک ہی مگر یہ نقیہ مین خطہ کی ناک ہی آئی ہے جب تک ورد و آورد ورق گردان بیاض لیل و نہار ہے
یہ مخزن علوم برقرار بالاقتدار ہے سبحان آمین یا رب العالمین مؤلف سرفسانہ بعد حیرت از آن کنم
ترقیم ؛ کتاج نشان و شکوہ است فرق را کہ ہیم ؎

زمزمہ ریزی خامہ و زبان کی شان انگیزی آغاز داستان شادی و غم ہوا مان کی عاشق ہونا نگار ارم شاہزادی مصر زلیخا کیش کا تصویر نگار عالم شاہزادہ ہند یوسف منش پر اور عارض ہونا ہزار ہزار آزار کا اوس گل بلبل وش پر

طلسم حیرت افزا نقش نقش سحر خوانی ہے ❊ یہ تسخیر ہر دل سوختہ کی یہ نشانی ہے ❊ عجب شکر فشان مضمون ہے جسکو کوہ کن شیون وہان گور سے کہتا ہے کیا شیرین کہانی ہے ❊ شکر آن جا و تحریر و شیرین زبانان نبات تقریر نیشکر خامہ کو با آبیاری دست نادر نگار کہ ہر صنعت کردگار کا نمونہ ہے صناعی مین یدطولیٰ سے دونا ہے کشت زار قرطاس پر تخم داستان نو رس کی گرہ کشائی مین یون کشت کرتے ہین کہ سر زمین عرب مین جو شہر ہے وہ چار بلاد آباد کا کچھ حساب نہین کرورون کا ذکر ہے کہ سب مین اللاثانی ہے کتابون مین قسم ہے ہند سے اور جہان تک آبادی کی نشانی ہے یہ خطہ معموری مین وہی حسن مین بستان گردیم اُس شہر کا وادی حسین بکسر اعلیٰ و سر دفتر ہوشیاران شگل ہے جبین ہے سیاق غمزہ کا مشتاق شوشۂ نور کا اطلاق ضرب المثل حوران علیین ہے چہرہ و مقابلہ ماہ و پروین کو ہر زہرہ جبین کا ہے تتمہ حسن یوسف نمونہ خلد نہین کا ہے صباحت و ملاحت کی ندی اُسی نور کے سوتے سے بہی ہے جسکا بخت بیدار و طالع یار رہا ہر آب و ہوا اُسکی کھاتا ہے شوریدہ سری اپنے سر سے ہی ہے حبیبان لعبتان سنگدل ستم شعار تفریق وار اُسی سرزمین کے پہاڑون سے تراش کے اطراف اقلیم مین تقسیم ہوتے ہین عجز و نمائی اوضاع معشوقانہ بے سروپائی اطوار عاشقانہ بلا پیچ و مری اور دام صبح و شام وہین تعلیم ہوتے ہین کسی وقت مین وہان کا فرمان روا کیوان توان نشان عدل کا باقی رکھنے والا حرف ظلم بیاض لیل و نہار سے مٹانے والا سپہر سریر عطارد دبیر وزیر والا تدبیر تھا بے عدیل و نظیر تھا اُسکی عدل و داد سے چرخ جور پیشہ بیداد نکر سکتا حیلہ گر آستانہ نگ آستان سے سر بکر آتا وہ عظمت و شان تھی کہ آج تک ماہ و مہر سریر روشن و سیارون پر ثابت ہے

قطب نیر اقبال کی چمک سے تا ابد دم ساکت ہی پاؤں ایسا کہ ہنگام گہر افشانی ابر فیضان عرق
انفعال سے پانی پانی ہوتا چہرہ سفید صورت بہلی نظر آتی اشک حسرت سے منہ دھوتا وقت عتاب جگر مریخ
بخوف تیغ خون ہوتا ہلال کو بسبب تیغ غضب کی دہشت کمال تھی عریان دیکھکر سرنگون
مثل نون ہوتا خورشید پانیزہ شجاع فوج کا علمدار صدہا بادشاہ فلک بارگاہ خراج گذار نام نامی اسم
گرامی اُس فریدون تخت کا سکندر بخت تھا کوہ وقاران بادیہ وہر پر اُس نرم دل کا رعب ہیبت
تھا نام کی یہ صولت اگر وار لبے سنی اس پاسے لرزہ آئے ہجوم دربار کا وہ حال کہ سوا اُسے
ایکبار سر کے شاہ سمرقند و تاتار کر رنہ بات کہنے کی بار پائے وقت مجرا پشت کو خم کرنے کی جگہہ نہ تہر پائے
قندھار پائے لشکر بیحد و بیمر کبھی انتہا حیطہ شمار سے باہر اگر ایک صف کی صفت تحریر کرون تھوڑے عرصہ مین میدان قلم
کیفیت جنگگاہ معرکہ ہائے نامرد کشندہ ناتراشیدون کی رقع بر صفحہ قرطاس سے تمہید پاؤن اٹھائے دہشت سے
تھرائے جب وہ شاہ وسپاہ بعد فرزین باسپ قدم رکھتا عدو کی توکیا بساط تھی پیل فلک و فرزین سپہر کانپتا
عربدہ سازی و دغابازی بھولکر دم بھر چلنے سے ہانپتا کبھی کسی ہمسر نے سر دو زانو کیا تو شعاران
جہان نے فرق مروت بہ ہمسائی کیا اور جو کسی نے شیطان علیہ اللعن کی شہ سے رخ سوئی صف آرائی کیا تو
شطرنج مین ہٹا ایک پیادے کے ہاتھ سے لیے مقامات پر زچ ہوا کہ دست بردہ ٹیپا سکا شعلہ صمصام
تیز برق خیز سے کشور آبادہستی کی بستی جلکر انگشت ہوئی زیر سالین خشت ہوئی حکم نادری اُس صاحب تاج کا
ایسا کہ کوئی فرد بشر جان بوجھکر چور بدقماش کا نام نہ لیتا اور اگر لیا تا جاتا پیسکھیل کر کوئی زبان پر لاتا تو فوراً شمشیر
سیاست سے مثل خیار تر تراشا جاتا چار دانگ تحقیق امیر صدہا غلام آفتاب چہرہ نازک اندام مستعد
بجان نثاری وخدمتگذاری خزانہ کی یہ کثرت کہ بار زر سرخ و سفید سے گاؤ زمین کا سر نہ ہلا کلیجہ دہلا چرخ
روزمرہ کا وہ حساب کہ قارون کا گنج ایفا سے صرف نکرتا کم پڑتا اُسکی عہد فرحت مہد مین کسی
دل پر نقش غم کا زنگ نہ جمتا لہ چرخ اخضر تفتہ جگر کا دل سوخت ہو گیا کوفت ہوتا مخمل عیش اعزاز عیش
کی ناتری مین ہاسر دست خنگ سمجھتا ادنا و اعلا عشرت سے ہم آغوش عسرت سے بعید تھا ہر شب برات
ہر روز روز عید تھا اسکے عدل و داد کا پتلا وہ شہزادہ تھا آنکھ کی پتلی سایہ پر نور مردمان پر نیاد سے محسوس

وہ خطہ آباد تھا گرد شہر کے آبادی بیچ مین بازار جو پر کا شام اور نور کا تڑکا بالکل پکے مکان کچے بعید از
گمان تمام دانت کی گلیون مین ظلمت اڑی تھی تمام رات ہنڈیان سی روشن جنگلی وید سے لوگی کی بن
کیا ایمان پر بن آئے یکایک نگاہ وہ دل دو دل ویسے لینے کے دینے پڑ جاتے جگہ کی تلاش مین اون
گھاٹ سے اپنے گردن پر ہر ایک گٹھری تھی عجب نگ تھا پنجون کے بل چلنا ان کھلاڑیون کا دیکھکے
سپہر مرد بازکے چھلے چھوٹ گئے دنگ تھا انکی چال غور کر اپنی رفتار فراموش کرتا الٹے پاسے پیٹ کے
اپنی گردش سے تھم گئے انکا تماشا بصد جوش کرتا شب بھر گھر جلسے رہتے سب خانہ دار
اپنے اپنے محل سے رہتے پو پھٹتے عجب کھیل غریب تماشے نظر آتے ہر بین او چھے کا سے
دیکھے جل جاتے القصہ وہ صاحب افسر بجائے پسر ایک دختر رکھتا تھا برج عصمت مین تا بندہ
اختر رکھتا تھا اگر اُس مہر حسن کی صفت فقیر تحریر کرے تو خامہ بلبلون کی طرح اُس حباب چشمۂ
آفتاب کی یاد مین نالے بجائے فقیر ہر پر کیسے دوات مثل دیدۂ پر نم منھ مین پانی بھر لائے
چشمون سے تمنا مین ندی بہائے چہرے کو کہو مہتاب یا چشم چشمۂ آفتاب کہون تو ڈرتا
ہون کہ بے آبرو نہو ان ناگن لٹ کو مار آبی کہون تو مار ہمسری کا دم مارکے طبیعت کی لہر موج
مین آکے بل کی لے آبرو کو شمشیر کی ہمشکل کہون تو شمشیر اپنے بخت کج کو کھنچے مین پاکے درمیان مین
گھات کرکے سپر ڈھال کر روک کی یہ بے بل کی لے کاٹ کرے بینی کی ماہیت سے کما ہی آگاہی نہین
مگر ماہی چشمہ تمنا ہی نہین لب موج کوثر یا سلسبیل دانت قطرات آب حیات یا عکس ثوابت
میان چشمہ قدرت رب جلیل ذقن غ روشن مین لاجواب گویا تصویر غنچۂ نیلوفر درون آب یا تیر آب یا نقدہ
اختر عاشق در درج جوہر آفتاب آبرو دو مژگان گوش ساغر چشم ایسے ہین کہ دیکھے سنے نہین دو کشتیون مین
چند کانٹے انگریزی سینہ لال و وری دو قیمت دو شیشی شراب کے سکے نہین سینہ و پستان کے اوصاف صاف سیر صاف
بندہ نا محرم ہے بند بند لکھنا کیا کمر دو دم تسطیر اسکی بیر وہ وری سے لکھنے والے کو حیا آتا ہی چشمۂ نور مین نقطۂ حرف حباب
آتا ہی شکم و ناف غلاف اوصاف نہین صاف صاف ہے حوض کوثر کے بیچ مین بھنور گرداب شفاف
ہے جسم ہما ہے مین کمر نایاب جیسے چشمۂ خورشید مین قطرۂ آب زانو آبدار ہے کی سبیل غیرت وہ

کو شرابور زیر سلسبیل دم روانی آب روان خجالت سے پانی پانی اٹھکھیلیوں کی چال موج
طوفانی الحاصل ان بحر طرحداری شناورن اوج شہریاری کو صید بحری سے نہایت ذوق تھا مچھلی
کے شکار سے بہت شوق تھا بعض اوقات وہ قمر صفات یعنی شہزادی نگار ارم تکلذات جب جرعہ
نوشی ایاغ سے فراغ پاتی تو بہا ارم وزیرزادی کے ساتھ کہ رنج وراحت کی شریک تھی نہایت شمر بری
سیر دریا کو جاتی لطف صید اٹھاتی ایک روز بعادت معہود بساعت نامسعود دونوں بجرے پر سوار
ہوئیں آفت آسمانی بلائے ناگہانی سے دوچار ہوئیں صید گوئیں آپ ہی شکار ہوئیں یعنی بجرہ
جوار بھاٹے کی لہر سے اپنی حد شہر سے ایک نہر میں کہ اس بحر سے ملی تھی چشم عاشق یا ناسور دلی تھی
آ رہا گرداب بلا میں جا رہا ہر چند ملاحوں نے بیداری کو کام فرمایا بنسولی کو پیچھے دوڑایا مگر بخت خفتہ
نہ جگا اس سوتے میں وہ بجرہ ہاتھ نہ لگا ناچار مجبور ہوئے سبھوں کے نزدیک دریافت ہوا کہ زندگی
سے دور ہوئے نالہ کنان گھر کی راہ لی آگے تلاطم آب نے راہ ندی اب بجرے کے دو فقرے سنیئے وہاں سے
ملکر سرخاب رجا نب سیل اڑکر جہاں سے وہ چشمہ سار جاری تھا منبع فیض ایزد باری تھا دم کی دم میں اس جگہ پر
ٹھیکا لگا یا جری گت سے لنگر نے پاؤں جمایا طال اللہ فیفہ عجیب باولی جسکی چاہ سے زلیخا کی روح دوانا اٹھی دل
دیوانی تھی چاہ کنعان نشانی تھی داغ جنون سے یا دلیلی تھی جسکے بیچ میں فوارہ رخسار لیلی تھی بیچ میں
بارہ دری حسن کی بھری تماشائی کی بینائی میں تصویر آدمی بیاض چشم حور آبداری گرد سنگ مرمر کی چار
دیواری مرقع طور کا طور تھا مقام غور تھا اس محل پہ شیدائی روح شیدا اسمار نے کمند فکر قصر کی تابش نہ چشم
چشمہ پر حشر کی پانی کے بیچ میں قصر تابان تھا یا چشم پر آب عاشق میں خیال قد جانان تھا در و دیوار
قصر جنت کے آثار ستونوں سب بورے کے گویا نور کے کو چاپٹ کوہ کی اوچانی کرسی ایسی پائی عقل
غلام گردش پہ ہی کہ دور غلام گردش کس روشن پیچ ہے اور کمروں کے درجے اس درجے سبک حباب سان
تھے کہ معشوقوں کے کمروں کی عنقا کو آشیان تعجب بجرا وہاں پر ٹھہرا تو ان خشک مغز تر دامنوں
کا آب رفتہ جو سے تن میں آیا یعنی کشتی نشینان لب پر یاس نے شیشہ دل و آبگینہ
سینہ سے صہبا سے شکر کو چھلکا کر شکرستان بلبلہ وہاں میں ٹپکایا ترانہ شادیانہ فلک تک پہونچایا

ایک نہر کو جھانک جھک کے بولی بی خدا لئے آبرو رکھو لی گر اس گرداب بلا سے نجات ملی اس نگوڑی مین
ڈوب کے آبرو دوبانی تھی صدایہ مرگ ناگہانی دلی سٹا کر سو طرح کی بدنامی اٹھانی تھی ایک بھبک کے بولی
بندی تمام عمر کو ترگئی سیر سے طبیعت گردش دوپھر گئی خیر خواہی بربانی بڑا تھا نیل کا ٹیکا ماتھے چڑھا تھا
ادھر ہاتھ لاد دیکھو بدن پانی پانی ہو ابھی تک بو او سانی ہو جینی بھر پانی مین ڈوب کر مرجائے یہ بے آبرو
ہوکر انسان جان نگنوا سے ایسی سیر پر چار حرف ہین تمام زندگانی ایسے پانی مین نہ نہائینگے اگر
گران ظرف ہین دوسری ہاتھ مٹکا کے بولی کہ بس کیون ناؤ مین خاک اوڑاتی ہو ہزار ہزار گنگا نہائی ہو
یہ بھیگنے قدم جمنا مشکل کیا تھا جب سے عزم دریا سن لیا تھا آپ ہی تو چھیٹے دے دیکھے الٹی ہو ناحق
جان کھائی ہو اسے کہا جی بجا پانی مین جسنے ہاتھ مارا اسی کے منھ پر آتا ہی گفتگو سے کیا حاصل
دو گھڑی مین کھلا جاتا ہی اتنے مین اسی نے کہا ای بی ای بی ذرا ادھر دیکھنا یہ کیا نظر آتا ہی دیکھو دیکھو
جی لہراتا ہی وہ سب کی سب از خود رسیدہ ہوا دو ھر نگاہین دوڑانے لگین باہم موجین اڑانے لگین
وہی تشدد لپٹنے دوگانہ سے دوچار ہوکر بولی دیکھا اسی سے مجھے طغیانی ہی معلوم ہوا تیرا
آشنا اسکا بانی ہی یعنی ادھر دیکھو کیا خوب سیر ہے جگت آشنا نے چاہ جتا باولی مین کوٹھی
بنایا ہی میرے سے لیے سونیرے پانی چڑھایا ہی دیکھا صاحب بہت خوب ایک
شیدا کو آب شہرت مین ڈبایئے اسین بیچارہ سوتا ہی سب تیرے چشمون سے دریا
روتا ہی ارے جی احسان نہ مانیگی میرا پیرا مبارک ہوا کہ تیرا آشنا مدت کا ڈوبا ترا تو نے تو اس
رسیلے کی جستجو مین جی امان ڈول ہو کر کنوون بانس ڈبوا دئے تھے چاہ کے جوش مین کیا کیا
ولولے جتائے تھے وہ کھپ کے بولی چاتا نک جا تجھی کو یہ زیبا ہی یہ تکرار رہا ارم وزیرزادی
کے گوش گذار ہوئی بولی ہین کیا شور مچایا ہی کشتی مین طوفان اٹھایا ہی انہین سے ایک نے کہا
جی حضور کچھ نہین ایک عجب بات ہی باولی مین قصر عجائبات ہی پوچھا کہان کہا وہ داہنے
ہاتھ کے سامنے دیکھا کہا راست ہی طرفہ طلسم سے کم دکاست ہی بلکہ نگار ارم نے پوچھا
ہی وہ بولی خیر نخیر مگر عجیب سیر ہی یہ سیر دوست گھبرا کے بول اٹھی کہان اسنے کہا وہ سامنے آئی

چشمہ مہر کے دیکھتے ہی اس بحر حیرت کو غش آگیا عرق محبت سے بدن نہا گیا پھر سنبھل کر مشتاقانہ فرمایا
چلو قریب سے دیکھیں وہ بھونچکی ہو کر بولی آئین کیا خوب ایک نشد و شد ایک سے تو ہنوز نجات نہین
پائی دوسری سیر کی سمائی ابھی ہنوبی کچھ خبر کہان لی سیر کالی ہے آفت مین جان ڈالی ہے شکار رہی
کے بدولت تو جنجال مین پھنسی ہو اس جال مین پھنسی ہو اب بارہ دری کی سیر مین تیرا ہو کر
ششدر رہی ہو ملکہ نے لجاجت سے کہا ہین تجھے میرے دیدون کی قسم چلکر ایک نظر اسکو بھی
دکھا دے طبیعت وارفتہ بہلا دے وہ ماتھا کوٹ کے بولی کبھی ہین تو مان گئی جاتی ہون آج
جان گئی خیر بشرطیکہ مجبوری ہی خدا ہی کو منظور ہے مد و لنگر اٹھائین کشتی کو قریب شیش محل رشک پری لگائین
پا بزنجیر ہونا اُس تازہ تحیر یعنی نگار ارم آزاد دام تزویر کا تماشائے تصویر برق تنویر شاہزادہ
نگار عالم مہر منیر سے اور ملنا ناہید زہرہ جمال مشتری لقا سمی عشتال قمر نظیر کا اتفاقات تقدیر سے
جب سرم فرما وقت وہ رنے ہوے تیر ضیا بیستون افق سے تراش کر بحر پر خون شفق مین گر گئی اور خود تیشۂ ظلمت
مار کر در طلۂ مغرب مین جان گنوائی امد شیرین شام نے بادل ناکام زلف مشک فام آشفتہ کر کے ہمراہ دایہ
جردہ شب زورق ہلال اُسی جیحون پر خون مین ڈالی ملاحون نے حسب ایما کشتی قریب بارہ دری لگائی بہار ارم
بجرے سے اتر کے پیش قدمی کر کے جھانکی خالی پا کے بولی آئین آج کوئی بھی نہین سنسان پڑا ہی گو سامان سرای
ابھی آوئی نئے ہیں سجاوٹ دور کی خدا جانے کیا بات ہی خانہ طلسمات ہی وہ بھیانک لعل لی آولی کیون اتنا
خوف سماتا ہی ڈر کیا ہی دیکھین تو اندر کیا ہی تو آکہ تابندی تو جاتی ہی یہ کہکہا اندر چلی مجبور ہو کر یہ بھی
ساتھ ہو لی مگر جھجک جھجک کر بار بار دل مین یہ کہتی تھی کہ خدا خیر کرے آج دل بیدمعب دھڑک رہا ہے
وحشی سا بھڑک رہا ہو سبحان اللہ ایسے مکان رشک جنان کو کیا کہنا جسکی صورت ظاہر کا یہ حال ہو کہ
ایک نظر دیکھنے سے باطن کا دفع ملال ہوا اُسکے اندر کی توصیف تو بیرون تحریر و بری از تقریر ہو رائے
منیر بلند پرواز کی پست تاز تاریک تنویر ہی ادھر قدم اُٹھایا ادھر حسرت جہان کے پاکون اکھڑ گئے سراپے
خلد برین نے مرقع چشم مین نقشہ جمایا فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی کا مد نظر ہوا اشوق دید کا دیدہ
دل مین گھر ہوا جس طرف آنکھ اٹھائی اکون کی دو بری قطار یاقوت پروین بلورین کی چمک

جیسے پروین فلک پر ثابت ہوئی اپنے اختر کی لگی پاکر شہرت میں سہم تھا جھاڑ بیٹھی گلاس بقیاس مانند کے
روبرو مشتری کی دال نہ گلی خم فلک کی آڑ بیٹھی سقف کے مقمقے جو نظر آئے مینائے شیشہ بازنے سینکے
ہزاروں داغ کھائے آئینے خوش آئین اس درجہ مجلّی کہ دیدۂ اسکندر حیران وخجل صفا میں مقابل دل
صاحبدل میر دنگ خوش رنگ جسکے نظارے میں چشم امیر دنگ دیوار گیری کی جھلک اگر شاہد بتان
یا خازن علیین کو نظر آئے کول دل ہو جائے گھڑیں کولوں پر قرینے سے جڑیں جب گھڑی
انسان پاس جائے پہروں کھڑا رہ جائے ایک پل چھوڑنے کو جی نہ چاہے کھو جائے ایسا محو
ہو جائے دم بدم گھڑی میں ٹوک پڑے آواز معشوقانہ نادر زمانہ منت سے مت پر کھٹک کھٹک کر کلیجے میں
گھاؤ کرے سننے والے گھڑی ساعت ہوں یہ سینہ میں لگاؤ کرے ہیر ولبزی آمیز سنہری گھڑی
ہر کمرے میں ایسی لگی کہ اگر اس اسباب کی دنگل میں کوئی آنکھ والے تو پر تو چمک غیرت
برق آنکھ چھید کا دے شمشیر لمع دل البتہ مجروح کر ڈالے کرسی حاجت مدح میری نہیں نور بار
عرش برین کی ہوا حسن میں بھریں خاکی درجوں میں متعدد دھریں تصویریں کاتب قدرت کے
ہاتھ کی لکیریں شیشوں میں جڑی ہنگام تماشا جسکی دید سے تماشائی کا رنگ پیرنگ برآشفتہ پڑھی
گھڑی مقابل ہر گھڑی کے نئے انداز سے سونے کی کیلوں سے دیوار میں گڑی فرشی پنکھے
زرتار جھالر دار جو ہوا خواہ ہمائے باد بہار کا جھونکا آئے پیچ رنگے ہر درجے میں ٹنگے فرش رفعت کو اگر اطلس فلک
دیکھ پائے کم خواب آئے غلام گردش سے لیکر تا شہ نشین چھایا سائبان کے آگے کار چوب کیر کھنچا چلمن دل صد عجب
عاشق کا خرمن پردے کی بات نہیں کھلی ہی مژگان معشوق ہم پلہ کانٹے کی تلی ہر گلدستے گلزار ارم
کو ہنستے عطر دان غیرت شاہدان کشتی میں تھالیں کباب کی شیشے شراب کے چنے فواکہات کی پیالیاں
خوش رنگ نرالیاں تشتریوں میں گزک کولو سے میز جھنے مسند مغرق کو اگر تکیے تو یہی کہ اسکو
جیسے فرش شہ نشین پر بچھی آگے پیچوان ٹہرے آن بان کے دو مشک جواہر نگار مرصع کار زیر انداز مکلل
پر رکھی اگر ایک تک بیچے تار بست اسکا دم بھر لیجیے اس تماشے کو دیکھتے ہی یہ دونوں محو ہو گئیں اپنی
خودی سے کھو گئیں دیکھتے دیکھتے ناگاہ نگار ارم کی تصویروں پر جا پڑی عین نظارہ میں نگاہ

یعنی اُس مرقع مین ایک تصویر برق تنویر قلق سے جیسے گل بلبلون مین فوج مین شاہ شمع
پروانون مین ستارون مین ماہ نظر آئی آفت تازہ سر پہ لائی وہ چار ہوتے ہی فقتہ بگڑ گیا طرفہ اسمین
آنکھون مین پردہ پڑ گیا ہر چند بالا اپنے کو سنبھالا مگر ٹولف سے دیکھتے ہی عجیب حال ہوا جا سے ہلنا اسے محال ہوا
دونون آنکھون مین اشک بھر لائی آفت کی آواز تا لب آئی سر اوٹھا لب چبا کے فرمایا اے لوہنے تو آگ کی
بھڑکایا مہو سیار ارم وزیرزادی اسکا جواب دینے پائی تھی کہ فلک بہروپئے نے رنگ بدل اور ہی صورت دکھائی
یکایک چارطرف سے سائین سائین کی صدا پیدا ہوئی باد تند ہویدا ہوئی ان دونون نے تحیرانہ جانب طلسمیانہ نگاہ
کی تو کیا دیکھا کہ ایک تخت مرصع کار پر نقش و نگار شکل ہوا دار مثل طایر پرواز مین جا بہ سر بزر دونے زمین پر آتار ہی اسپر
ایک سیپارہ ہی محمد اکرام علی خان صاحب حسرت سے کرتے رہین دو ڈھونڈھوں ان بھر یہ پرسا دن سی گلچنبر
صورت بلقیس ثانی اہل تخت سلیمانی پر سوار جھپ ساتھ عورتین جلو تمکر از قرینے سے قطار قطار ہمراہ مثل انجم گرد ماہ
جانب نشستگاہ روبراہ ہیں دونون بندیانگاہ مین مجبرد نگاہ وزیرزادی جانکاہ کے ہوش حواس جمع ہو سکے سر
سے جدا ہوئے گھبرا کے شہزادی کا آنچل ہلا کے اے بیگم خدا کو مان سنبھل یہان سے دن دیکھے یوہی محل مین
کون آیا وہ خانہ خراب بلا نصیب محروم جبیب تھی اُسکے قمر عنصر سے بجز سیہ خانہ گور کے قریب تھی محل
وہ موقع کیا ماننے کسکو کہتے ہین لب تک نہ ہلایا آخر کار چار ناچار اس تشتدر سے بہ حال مضطر کھینچا ایک
درجہ مین کہ بارہ دری کے سب درجون سے دنیا درجہ بڑھے تھا ایوان شش جہت سے چڑھ کے تھا
جا چھپا یا وہان سے یہ تماشا نظر آیا کہ وہ شعلہ عذار سبز پوش بالکل خاموش نہایت بھڑک سے مگر حیران
بال پریشان کچھ گندھے کچھ کھلے دوپٹہ دھانی وہ گندم گون جواہر نہ ہندوستانی کا نہ سے پڑ وہ والے
مونگون کے ہار دلپر چوٹ ہوتے اُٹھانے والے ہاتھون سے دل جگر دونون تھے لہ ماشون کو سنبھالو آدھا سینہ
کھلا محرم ایک بنیر ان حسن کا تلا اندر سے جوبن شک جمین کا ابھار آمنگ کے دن آمد بہار سنہرا دولے
کی کرتی ناف سے اونچی آسیر لچکا ٹکا کنارے سے ذری ہٹ کے کناری نیا سازی تیاری دھنک
کی چمک کمان قوس قزح قربان لوہے پر سے نگ مل ہین جنگلی لیتے تھے ہر دم جسکی جگمگ کو لکھو سے
بڑا نانجی گوشہ پر مڑا پایجامہ بھی سبز کمخواب کا بڑی آب و تاب کا اُس گلبدن اُسکے زیب تن آمین

گلا ملا اگر گوشہ [illegible] ہوئی پیشانی [illegible] کا دل لوٹ پوٹ ہوا تب گوکھرو سلما ستارہ والی انگیا بارشتہ
سر بار [illegible] چلا [illegible] جسم [illegible] بھائی کی بوسہ پیشانی جسکے پیچھے [illegible] پاؤں
میں خلخال پازیب وار [illegible] والون کا دل ناشکیبا ہے [illegible] نرم [illegible]
[illegible] پیچ [illegible] وہ بادشاہ گر [illegible] ستارہ وار [illegible] پاس [illegible] اگالدان کوئی غنچہ دہن [illegible]
[illegible] سامان کا لیکے کوئی [illegible] گل [illegible] گر [illegible] یاقوتی حقہ تازہ سامان طرفہ آن [illegible]
وہ جوبن [illegible] انچھے کا [illegible] ہوا اے خوب [illegible] ایک [illegible]
پھر ایک [illegible] کرتی ہوئی ایک کے ہاتھ میں [illegible] بہن بھائی ایک [illegible]
ساری [illegible] میں خوبی بہت پیاری ایک [illegible] خوشبو [illegible]
پائدان [illegible] پاؤں [illegible] ہوئے کوئی نازک [illegible] ہاتھ [illegible]
[illegible] ہوا [illegible] معمول اپنے [illegible] وہ [illegible]
[illegible] کا [illegible] اس [illegible] آگے [illegible]
[illegible] اپنے دوست [illegible] آشنا [illegible]
[illegible] وہ [illegible] ہاتھ [illegible]
[illegible] بھائی [illegible] دولت [illegible]
آبدار کھا [illegible] کوئی [illegible] شیرین [illegible]
سر پر اٹھایا خاک بھر بھر [illegible] آیا [illegible] دولت [illegible] اتنا
ڈول رکھا [illegible] کان [illegible] گلتار [illegible] گلے میں غموں کا ہار گرد غموں کا غول
رکھا اسکا [illegible] خاک [illegible]
کہیں [illegible] ہاتھ سے سر کو [illegible] دوست [illegible] بھائی کا دشمن بنا [illegible]
[illegible] کا رشتہ [illegible] عزیز [illegible] تاج شاہی [illegible] کلاہ گدائی
عطا فرمائی [illegible] مرید کیا خانقاہ سے جانب [illegible]

خوک کے چہرہ والے نے صورت شیخ دکھلا کے مرید کیا جبکہ طرف عالم الملکوت کے قدم اُٹھے آگے فرشتہ خان کو کنوئیں چہ گالے گیا تو ایسا عشق وہ سے کتنے سب نمود و بے بود ہو گئے جہان کے عشق میں ہو کر حسن کا قصہ سنا دام الفت میں پھنسا یا اُس پہ پیٹو کا زمانہ آیا وہ برباد کر تخت شاہی سے اُٹھا دم سکے دم میں ہوا سے منگایا غرض کہ ہمایوں فر جسکے سر پر آنکھ بیٹھ جاتے تھے پیٹر بختوں کا آشیانہ بنا کر تو بناتے تھے جو اسکے بھرے ہی میں آگیا سما پھنس گیا پھندا لگا کیا ایسی آن کہ ان گھڑیاں بیٹھی ہیں کہ کیسا ہی ہو نکالا جیا کیا طلسم خان بھی ہوا کہ اُٹھا بیچارہ اُس کا لکھا سے کی گت کا نہ ہو آپ ہو کر بولے ایک دم میں دم قالب سے باہر آئے پھندا اُرگیا اُلجھا یا ہے ہوش سے سوختہ ہوتے ہیں جلا عشق ہی تو یہ ہے کا ہی عشق القصہ اُس شوریدہ سر کو روتے روتے غش آگیا کثرت ضعف سے عالم تیرہ ہو گیا ہر چند سب نے پکارا کچھ جواب نہ دیا مطلق خیال نہ کیا آل کار جب کہ لیا تین پہر کے بعد ہاتھ اُٹھا اُس غزل رسیدہ ہوش حمیدہ عقل نے کو آپ سے پرشان پایا کسی کی بات نہ سنی مگر آنکھیں بنا روز محشر کو کھلیگا بے مضطر کا ٭ ہمارا ہی تماشہ ہو گا اور وہ ستم ہیچ اختر کا ٭ شگفتہ دل ہماری غم سے افسردہ ہو جاتی ہیں ہوا نہ کھلا رہی ہے آہ اپنی باد صرصر کا ٭ لستے میں اُن تحریر نے ہوش میں آیا گر دوبارہ تصویر طلسم نے اُن آنکھوں سے لگایا کہ وہ مخاطب ہو کر ایسے ہی لالی غزل ہے اور یہ ہم اور کعبہ ہی نہ تاب صاحب حسرت نادک فگنی مجھکو تو جلا دو نکر نا ٭ چشم سے شمر کے تمام ایک دو نکر نا ٭ دیکھیا قفس سے مجھے آزاد نکرنا ٭ ویران کہیں نہ آباد نکرنا ٭ غفلت مرے احوال سے دیکھیا نکرنا ٭ لا دام میں کوئی مری برباد نکرنا ٭ صیاد کیا ہو کیا ستم گلکنج قفس میں ٭ اب فصل خزان میں مجھے آزاد نکرنا ٭ بسمل ہو گیا ہو تو تڑپنے دو لوٹے دم ٭ تعجیل مرے قتل میں جلاد نکرنا ٭ ہو کر کے ہوا خواہی اغیار یہ غرور ٭ برباد کہیں حق ترے خدا داد نکرنا ٭ کیا پھر ہی دل میں جگہ اغیار کو دینا ٭ بھولے سے بھی افسوس ہمیں یاد نکرنا ٭ مارے ہیں جو دو ایک تو لاکھوں ہیں جلانا ٭ خنجر ولا شکوہ جلاد نکرنا ٭ کافی ہیں جنون سلسلۂ الفت گیسو ٭ ہرگز مجھے منت کش حداد نکرنا ٭ لازم ہے کھلے راز محبت نہ کسی پر ٭ خاموش ولا ہجر میں فریاد نکرنا ٭ رکھتے ہو اگر ربط جفا پیشیوں سے حسرت ٭ پڑ رہیے کبھی شکوۂ بیداد نکرنا ٭ اس غزل کا زبان تک آنا گویا بہانہ تھا پھر وہی تڑپنا وہی تلملانا تھا

ایک آہ سرد کھینچکر گرم رو مراحل جوش ہوئی یاد کر کے از خود فراموش ہوئی جن جن کو اس درد سے آشنائی تھی
اونکی جان پر بن آئی تھی بگڑے ہوش باختہ ہو اسکو کوئی جگر ریش کوئی دل آزردہ اس تاویران کشتہ یاس تھی
یہی کیفیت طاری رہی سوزان وہ خلقت ناری رہی مجلس عزا وہ مقام تھا بسان شمع نوحہ و شور بالم کرام تھا
بیچ میں پلنگڑی بیمار کی شکل نقش پڑی گرد سب نیازمند کھڑی بیٹھی کوئی گھڑی آہ آہ ایک نوحہ گر گھبرا کر پھول
بول اٹھی ابھی لاکے سنگھاؤں آج کیوں وہ سب کو بھول گیا آنکھوں میں سرسون پھولی ہے بیچ دیکھے
ہو یہ حال ہے کہ تنفس محال ہے ہمکو تو کچھ سوجھتی نہیں یہاں دیکھ دیکھ کے ہاتھ پاؤں پھولتے ہیں شمع رو اس
گل کی ہزار ہزارہ سوا اس دل کو یاد بالکل ہے دھڑکی آئی بات بھولتی ہیں دوسری سمن بر بولی ہاں
ہاں لالا الغرض مہندی نام دوڑے کہ ملبل خشم کا ایک کا اس گلبدن کے حق میں اکسیر تھا
اس دل لبی سکے بوسے تن میں اس سے بے اسے دوسے ٹیکا تھا آٹھ الالی جیسے سے پہنچا ہوا
مثل نسیم بہاری بہار شہواری آس عندلیب تا اوراری کے دماغ میں پہنچائی سبحان اللہ کیا تھا
مہک پاتے انگڑا کے آنکھ کھول دی گمان بیہوشی کا تو یہ ہوا بول دی انشا تبسم کا گل ہی چاہتی تھیں
جو ادنگ گئی تو لوگ کہنے لگے اگر اسکو سونگھی دیکھا ایک ایک ہاتھ سے اس شستہ دختر میں
یعنی بہار ارم مربع نشین ہے وہ چارہ بھولی وہ کشتہ ہوکر بھولی بیہوشی سے ہشیار ہوئی یہ ہو اس ملکہ کی
کے پاس آگر بیٹھی دوسری خواص کہ نا سپید پیراس کے بالین پر اندر ہی تنور سے گھڑی
تھی دوڑ سے آدھی کر کے پھر پڑی تو ملکی کہنے اٹھالیا اضطرار کا سبب سے استفسار کیا آشنا کا دکھ آیا
اپنا دوڑ جانا اظہار کیا وہ مرتبہ کبھی لیٹے لیٹے یہ ماجرا سنتی تھی ایک جھڑکی کے ساتھ ان نے تیوری بولی
اچھا اگر انسان ہے تو کیا اسکا نقصان ہے جاؤ دریافت حال کر کے سنو ناچار سب آئیں جا کر شعلہ ہر اک
مشعل لے ایک اوا کہ اٹھا بیش خود مرگ پر دل ہٹا شش و پیچ کرتی ڈرتے ڈرتے اس دو کے
جانب آئیں ایک ہی آٹھ کاٹ تھیں دور ہی سے دیکھ دیکھ کے بھاگیں عرض حال لب پہ
لائیں وہ غم نوش سمجھی مقرر کوئی آفت رسیدہ مصیبت کشیدہ ہے مجبور دل غمدیدہ ہے مشتاق نے فرمایا
بلاؤ بلاؤ یہ سنکے وزیرزادی نے شہزادی سے مشورہ کیا کہ اب کیا صلاح ہے میرے نزدیک

وسوسہ دور کرو اپنا منظور کرو اس مقام کے بیٹھنے سے اگر احسان اٹھایئے مباح ہے اس سے قطع نظر
شرافت سے دور آدمیت کے خلاف ہے بعید از انصاف ہے کہ ایک شخص مشتاق ہو کے بلائے میں جانے
مین عار آئے اسکو تو یہ بڑا منظور تھا عقدہ سربستہ کھولنا ضرور تھا بول اٹھی اللہ بندی تیرے
ہمراہ ہے جہاں لے چل چلتے ہین عذر نہین خدا گواہ ہے یہ کہکے دونون ساتھ ساتھ ہاتھ میں ہاتھ دیے اس
بیمار کے بالین پر آئین رسم سلام بجا لائین آنسے اٹھنے کو چاہا شہزادی نے سینہ پر ہاتھ رکھ اٹھنے نہ دیا
منع کیا یہ بار تکلف نہ دلپر رکھیے مجھے اپنا غمخوار خیال عنایت کی نظر سے دیکھیے وزیرزادی نے منہ اٹھا کے
بعد ذکر اذکار شہر و دیار جو سبب بیان کی اس وقت نعرہ زنی کا استفسار کیا وہ مفتون سرو سینہ پر درد
سے کھینچ دل پکڑ کے رہ گئی آنکھوں سے خونناب کی ندی بہہ گئی تب اس کا دل کچھ سنبھلا کر زبانہ شوق
شور انگیز کو ان اشعار میں شرر بار کیا مرزا حاتم علی بیگ مہر اپنی آنکھیں اٹھائے ہوئے دکھ پاسے
ہوئے ہین ☆ ہم دل سے تنگ آئے ہین اکتائے ہوئے ہین ☆ جو اب تک تو غضب کرتا ہمارا دل
بیتاب ہو رو کے ہوئے ڈالے ہوئے دھمکائے ہوئے ہین ☆ اگر چپ شدت سے کہتی ہون مزہ
الفت کا جاتا ہے ☆ اگر چپکی رہون تو کلیجہ منہ کو آتا ہے ☆ مصراع ☆ بیت ☆ اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ☆ اے دمساز اگرچہ پردہ راز بار کھنا بہا نہین چاہیے مگر جونکہ تو نے
چھیڑا ہے اب مضراب شوق قانون سینہ مین ناخن زن ہوئی آتش ہجر اس فکر سے سلگ رہی ہے شعلہ زن
ہمہ تن ہوئی اگرچہ سر جن ہو کو کبھی وہم ہے کہ یہ دن رن ہے جو باد ہو اقلیم ہند ہے اس دیس مین
ایک شہر حیدرآباد قریب سندھ ہے والی شہر یگانہ دہر جہانپناہ ملقب بکوکبہ ظل اللہ ہے واقعی عجب اصول کا
وہ مالک تیغ بگاہ صاحب تخت و کلاہ ہے دوازدہ مقام یعنی بارہ برج فلک تک اسکے شہرۂ آفتاب
اقبال کا آوازہ ہے رود جود و سخا سے کشت کشور تازہ ہے آہنگ شفقت نوائے بیداری زمزمہ صولت
نغمہ جہانداری تا عراق و حجاز ہے ترانہ تحسین و غلغلہ آفرین بلبلان سکان مین از کوچک تا بزرگ و از
راست تا کجباز بلند آواز ہے سکوت تیغ بران سے لرزان شاہ اصفہان و ابرو عشاق بیلہ ہون العین
بسان ہالہ و ماہ تابان حلقہ زن رہتا ہے کوئی نوحہ گر کوئی نعرہ زن رہتا ہے اسکا جگر گوشہ لطافت خوشنگار عالم

بے

نام گلستان وہ وہان مین غیرت صد بہار و لیہ ہزار ول اریہ طبلہ عود مین گویا نکہت روح افزاے
نافہ غزال تاتار ہی فی الحقیقت غضب کا نگار ہی ناہید اوج کمال صفا اعتدال اُسکے وصال کی تقدیل
مشتری ہی لو لو سے فلک شوق بزم نور وزین تمنا سے انجمن انشا انداز مین شب و روز شوق را
مشگری کرتے کرتے لنگڑی ہو گئی عمر ی وہ ہی ہوا اور اس بیچارہ کا احوال لائق اظہار نہین
قابل گفتار نہین ہمدرد ہے دیدۂ آشفتہ مین اُس بہار سے بیچارے محسود غزال چین وا ہوی ختن کا
رنگ سمایا ہی اگلا سا رنگ ہی نہ رہا عجیب صدمہ ہی اُس تار پر حال ہی آنکھ ہم وسایہ ہی جواری
مدہم چلا کے نکا شر طبع سے ہمکاری لیل و نہار ہی ہیچ انتشار یار رشک کا یار کا بیچارہ کا یہ قطرہ ایک
ایک تارہ ہی کچھ ارباب تحسین پر خوب آشکارہ ہی جسدم رفتار اُس سہی قامت کی یاد آتی ہی وہ احوال
سے رود خون مین بہاتی ہی شور حشر اوٹھاتی ہی طال اللہ طولہ کیسوے سیاہ مین تشبیہ تیرہ
وتار مین آنسوون کا تار ہوتا ہی ہم ہیں سوز یا دل شکیبے شک ساز ہوسیتا نہ ہوتا ہی اور کا تخیل ابرو کیا
یاد آیا گویا گردن پر خنجر فولاد آیا ہاں پر خم غم کی بہا تا ہی سبزۂ خط ہر قدم کی بچھا تا ہی ہوش ہیں شک نگین
وخیال خال چہرہ نمکین کے ہاتھ سے کل بھولے دل وا اندر پر شور ہی گویا مگس مور شیکے رہے
در بے آزار زخمی ہو رہی اور جو خیال اُس لعل یمن یاد آتی ہی تو سینہ خانہ سینہ پر آتش خاموش
پر دھوان سی چھاتی ہین خیال نگاہ تیز سے دل خون زیر پیچ پیچ ہو کر ایسی جلدی پک گیا کہ
سانس کی ٹھیس سے دکھ جاتا ہی سو ر ٹنے اور بکنے سے کب یہ دکھ جاتا ہی کہ یان تک کون
حسن تقریر غیرت نبات میٹھی چھری کے دھیان مین عجب حال ہی جو پھٹی جاتی ہون جو گیا ہیر اگ
مین ون کاٹتی ہون رشک سہیل یمن ہر دم ملال ہی ملولف سے ۵ بسکہ در پردہ تنہا شش
بستر مخمور اغکندہ بہ پردہ گوش سراپردۂ زیبا کردم ۵ آور جو کبھی شب کو سی کروٹ نیند بسیار
آن شہ نہ آئی تو اُسوقت نالہ ملال صدا سے کوس مال سے عجب ٹھنڈک ہوتا ہی رات پر ہوم
ایسا رنگ ہوتا ہی تمنا سے خواہش دل مین یہی اشارہ کافی ہی کہ سوچنگ مین زنگ لگ گیا
بُری نوبت ہی یا بنی سے ناک مین دم ہے عمر گست ہی آو رہ مژان وا نہ اتارت شاخ تو اتشکبا

کا یہ سدا الم کہ ہر چشمہ دیدہ تر شمع دنگ ہے ڈاڑھین مارتی ہون غم کھا کھا کے عمر گذار لی ہون قصہ کو
بگوش ہوش اُس کان جس زبان شیون فلک شگن کا وہ اثر ہے کہ گوش کرو بیان کر ہو کان پکڑتے کتنے
ہین پیچ خنجر اصم کانون پر ہاتھ دھرتا ہے کہ پردے پھٹتے ہین چشم غزالان کا خیال ہے نشتر مژہ دیدہ
ندیدہ جمال تابیون کی طرح رقاص ہے طرفہ خواص ہے دل مضطر کی تڑپ کیفیت رقص کھاتی ہے صدائے
آبلہ نوائے زنگلہ ساقی ہے ہوا سے صفائے گردن نے کلا پکار کھا ہے پیام وفا سے مانند ناسور اغدا ہے یاد
غمزہ مین طعن سنان آہ فلک کے پار ہے اگر سنگ خارا بھی یہ ٹھہرا گ سنے رو دے چرخ بے سر کے
[illegible] دستہ ایسا ملا رکھا ہے مولف نے مین اپنے ساز بخت کا ممنون سدا رہا ہون ماتم کدہ بھی کہ غیرت
عشرت سرا ہے ہاتھ دست و پا سینہ و شکم دھپیان کمر و ناف گرداب غم مین ساز جلترنگ لب جو نظر
آتا ہے ہاتھ پانون کا سنسنانا پکارون کی صدا دل واہ الم سبحان کے پیالہ قلم تسلسل [illegible] لطف لکنا
رو دہار دکھاتا ہے کف دست نازک ہیہات جب یاد آتے ہین کف افسوس ہوتے ہین ہاتھ کی لکیرون
[illegible] دھپیان [illegible] وحشت [illegible] تھا مین دامن و گریبان تار تار ہین دست تغابن مصروف سینہ کوبی
جلاجل [illegible] ان اٹکھیلیون سے آتا ہے کہ ہر غولہ نالہ جر گنگری کا گمان ہو جاتا ہے
[illegible] شور دل مین ہے تازہ ہے [illegible] طبل وحشت کی ٹکورون کا ہزار کوس کے پہنچنے تک
آوازہ ہے بد اچھائی ہے بہار ارم تو ابھی نوخیز تھی وہ کیا جانے عشق کسکا نام اور عاشقی کون جانور
پیدا ہم [illegible] باتون [illegible] اور واقعی یہ قاعدہ کلیہ ہے جب کسی صاحب غم کو ایسا ہمدم ملجاتا ہے
[illegible] آتا ہے [illegible] باتین دل کی ہین دل بھر آتا ہے انسان عقل سے خالی ہوجاتا ہے
دو چار دل جو اس [illegible] ہین آہٹ پر کچھ خوب یہ رمز ظاہر ہین بہار ارم کے دلکو
تو اس درد کا لذت حاصل نہ تھا [illegible] ہو جاتا اسکے نزدیک کچھ مشکل نہ تھا بولی سنا ہے تاتار یا سے
راگ بوجھا یہ تو سمجھ کہ وہ اس تعریف سے بھی بڑھ کے ہے سارے خوبان جہان [illegible] اگر
ایسا ہی نہین تو یہ آپ کی گت کیون ہے میری نوبت کیون ہے یہ راگ مالا تہ کر رکھے اب فرمائیے کہ آپ
اس خیال مین تھین [illegible] کس طرح وہان تک پہنچین وہ بولی اسے مونس جان یہ بھی ایک داستان ہے

اگر مجھے انکشاف منظور ہی تو کہنا ضرور ہی مگر بجز نہ پوچھو حال میرے مرنج دل کا سو ہو صاحب بن سلنے
سے نیند اڑ جاتی ہی اپنی وہ کہانی ہی + اے غمخوار قضائے کار ایک روز مین اور ایک اور روز سمت چمن سے
اس سرزمین پر جہان وہ نازنین جلوہ گر تھا نور کا یکہ منظر تھا وارد ہوئی دور سے نور کا عالم دیکھکر متحیر ہو
مردم دیدہ نظاران سان ہمہ تن نظر ہو پھر از گرم پر رفتار سے دیکھنے پر عجب پہونچی اسکے وہ بست کشش و دانش
تھی مجھے پریشان سے انجھا مناسب نہ سمجھی گھر کے بولی میری پیاری قسمت ستانی نے کب آرام پائی
تیرے تو لکھے مین کشش برابر ہی ہو یہ کون امر اختیاری ہی ہر لکمان چھپانا فضول ہو اس سے کیا حصول ہی
مقدر سے کیا چارہ آیہ کہ کے تخت تلے آ تار امین نے دیکھا وہی غنچہ دہن جسکا نام ہونٹھون تک آتا نہین
شوق دلمین سماتا نہین پری وشون کے جھرمٹ مین مسند زرق پر جلوہ گر ہی گویا فرش زربفت کے
بوٹون مین زر دوزی تصویر نہا نو رہی ہر حور فریب ملناز اپنے عہد سے سرافراز کسی کے پاس
حضور کوئی شمع رو کے ہاتھ مین پنکھی پر زر ہی مین ہیک نگاہ ابروے خمدار سے زخمی ہو چکی تھی
آبرو سے ہاتھ دھو آنکھون کو رو چکی تھی دوسری بار دیکھنے کی بار نہ آئی کہ فلک نے اور ہی طور
جور کیا قسمت نئی آفت سر پر لائی ناگاہ سمت مغرب سے غبار تیرہ و تار پیدا ہوا آندھی کا آثار پیدا
ہوا آن کی آن مین روے جہان مکدر نظر آیا زیر و زبر سارا وہ گھر نظر چار سو سے اہل دل کا شور ہوا
گھمسان بھونچال آیا زلزل گھنگھور ہوا عالم گران سنگ کے پاؤن اکھڑے جہان فتنہ بید ہوا
کہٹ جا کٹنے لگے قدم کے نیچے سے زمین مانند زمانہ بھاگنے لگی اسی حال حبشت آل مین ایک ابر
دھوان دھار آیا اس شعلہ عذار پر صورت زلف تابدار چھایا دیکھتے دیکھتے مانند غبارہ زمین سے بے
سہارے اٹھا اڑا اڑا تھوڑی دور تک نظر آیا پھر خدا جانے کدھر اس بت کو اڑا کر لیجا یا وہ
سب رونے لگے سر ٹیک پٹک جان کھونے لگے مجھپر غشی طاری ہوئی سرسام کی کیفیت ساری
ہوئی وہی جلیس سن نہین صلواتین سنا مجھے اٹھا لائی اور وہین سے اس دلگیر نے بصد تدبیر تصویر
سہم پہو سنجالی یہی زندگی کا سہارا ہی نقشہ زیست ہما ہا ہی شہزادی یہ سن سن ہو گئی آنکھون
مین پھر سے تو تھے ہی گر پڑے بہار ارم نے موقع پا کے کچھ بل ڈالی بھی

کیفیت ہجران کی ساری وہ رام کہانی سنا دی وہ سنکے بولی شہید کی سمجھ کر اجنبی مین جس
دل کا راز کہتی ہون منجل ہوتی ہون کیا کیا جب ترا محرم نکلتا ہی ٭ یہ کہکے اٹھی ڈبڈبا کر طرف
دیکھا اور یہ شعر بطور پیشین گوئی کے وہ عاشق صادق زبان پر لائی جسکی صداقت بعد استدا
ظہور مین آئی شعر ٭ ہجران مین نزع ہوا آتا ہو تو آ ٭ یون بعد ہمارے اگر آئے تو ہمین کیا ٭ یہ اشعار
چپ ہو رہی ہون ہاتھون سے دل دبا کے پلنگ پر گر پڑی غمخوارون کے سر پر وہی آفت پھر پڑی
سے دوڑ پڑین کسی نے کہا کہ اٹھا یا کسی نے دفعتہً کا پتہ پایا غور کرکے جو دیکھا دل
آیا تھا اسقدر اچھل آیا تھا مولف ٭ قید قفس مین آج چمن یاد کرکے آہ ٭ کیسا پھڑک کے
رہگیا ٭ اسوقت کے تلاطم غم طوفان الم کا ذکر اگر قلم زبان پر لائے تو عالم ہی دل دب
امنڈ آئے مہر سے ٹپ ٹپ آنسو بہائے دوات مثل کرہ زمہریر جم جائے مولف گر زندان
حرف غم بر لب کاغذ قلم ٭ پیرہن کاغذ ورشود الماطرا ٭ الغرض حکایت بیقراری کی جو کوئی لب
پہ لاتا ہی ٭ تڑپ کر یہ دل مضطر ہمارا منہ کو آتا ہی ٭ خلاصہ یہ کہ اس تپ اندوہ سے کیفیت سراسر
عام ہوئی صورت ہجران آن محرومی جان سنے چارطرف سے ناہید بیجان کے سر پر چھائی کی
نسان مادہ خفقان مضطربانہ دوڑ کر ہوا بیہوش ہوائی کی مردہ بالکل حالت لرزہ ام ہوئی ایک بارگی ضعف
کے مانند نبض مریض کھو گئی ایک بوڑھے مین ڈوب کے جان بلب ہو گئی کوئی دم ہی جان بیان
ہوئی کوئی حرارت غریزی سے پوشیدہ سوزان ہوئی ایک ضیق النفس ہر دم تہہ سے ٹکرانے لگی
ایک زندگی سے دق ہو کر سل سے سینہ لڑانے لگی جہاز غم جگر مانند کشتی لنگر بپا ہوا جگہ سے مل سکا
بیل پایا ہوا آخرالامر ضعیف پیر خرد کا رام کا اب بالکل بال غم نے توڑ دیا نالے مین جم ہوا زیست عمر خراش کا
سہارا چھوڑ دیا ایسا ہی کچھ اسکے لیے دل کا پیغام ہوا اسنے زہر خند کے ساتھ ملے کہا تو اور شہادت
کا اشتیاق مری کو ماہ مراق مینڈکی کو زکام ہوا القوں مشہور کوڑھ مین کھاج اس مقدر پر آفت خدا
داد باتون پر رشک بیجا ہی یہ مرض لادوا ہی دل سے اس گفتگو مین تھی کہ دفعتہً ایک طرف سے
صدا آئی کہ خبردار اس مستسقی زلال وصال کی تجہیز و تکفین کا خیال نہ کرنا یہ مثل شہید شہدا تسلیم

اسی مقام پر وہ صنم ناآشنا بسبب تند نظری سے بیہودگی پر پریشان خاطر ہی ہوا لرزہ سا سارے بدن کا نپ گیا مانند
کاغذ بادی بقصد پیچ و تاب و اضطرابی سب کے سب راستے چپ سے اڑ گئیں رنگ رو بہ رنگ
پتنگ اڑ گیا غنچہ تنگ دہان پھنسا ہوا سوکھی جڑ سے نکلنے لگی ہاتھ آپکا رنگ تیر فلک کام کر گیا پھر عجب رنگ کا
کوئی چھپ کر الگ کو تنہا آنسو پونچھنے لگی کو ملی بلبلہ کرسی سے اسلئے تدبیر پوچھنے لگی دل ہی دل اپنے
سے کہنے لگی آخر جس طرح پہونچتا تھا وہ فن بنا یا گیا انھوں نے ہاتھ اسکا صندوق میں نگین کے اندر رکھ دیا
صنعت و لبسیر ہر نا دیدہ پا میر روزگار سے اٹھا ادست و پا دھنا گیا تین دن تک وہی حالت رہے
اسی اپنے پیچ میں مبتلا رہا سب تو ان ملا کی آتی کی ڈور لگی رہی سب جان بلب یہان ہو چکے دن
اس غنچہ دہن کے ساتھ عالم ناسوت سے گذشتہ جمن کی ایک رشتہ دار ہے کہ نہایت سیدھی سادی تھی
نگار ارم سے بولی کب تک بے ہمیری تیغ غم سے کٹا کیجیے کا یہی تو وقت ہی کہ اٹھا کر اسکی صورتیں
دیکھی مگر ان تین دن سے کہ گویا منھ پر قفل ہی لگا یا ہی آرکے دانہ نہیں اسکا کہاں تک ایسا کیجیے گا
ابھو جی او کھڑا ضعف آیا جاتا ہی ہوش اڑا اسرتا یا جاتا ہی بہ راست ندامیان سے کوچ فرمائیے اس
اپنا کھینچ سے جان چھڑا لیے انھوں نے بھی یہی مصلحت دیکھی جو اب ہی ہرا کان سنا سنجا تا
بر خاستہ خاطر زیادہ ہوئیں چلنے پر آمادہ ہوئیں سر شام تینوں سیہ ایام مبتلائے آلام اور رنگ چنگ
رنگ چھپٹ کھٹ مسند نا امید کے باغ میں آئیں جنے شطرنج و گنجفہ بیٹھیں بہلا میں دایک و شاہ
عشق کی اشتعال و شہ سے چراغ واغ و زرون کہ ہنوز الہ تھا ہالی یہی بات پھر اٹھا ول پھر اٹھا
یار نے عشق کی پروانگی سے جان بوجھ کے نقش قصہ سمجھا دیا شمع رو نے آفتاب کی گو مشعل یا
روشن کر کے گشت امید کے پتے سوخت کیے دھوین اڑا دیے جی کھو دیا تھا نشا کے اسوقت شعلہ
موجب جسر یع شی تھا بے پیسا اگر وان گر کرامات جان کہ تنکا تک حلال کو نہ رکھا بلکل جلا کر راکھ کیا
نگار ارم کو وہ کھبولا کھیل وو لا دیا رنج ہو کے نقاب رخ شاہد راز سے اٹھائی تذکرہ [illegible] کہ
دیکھیے کبتک اس تماش کی ہمیں تبری رہتی ہی زرد رو [illegible] عوض ہم خر دل جنگا [illegible] یاد
روز گار سے سینہ وری رہتی ہی یہ سنکے صاحب خانہ نے گرمجوشی سے کہا پیاری [illegible]

نہ نہلاتے مجھے خود خیال آتا ہے تیری بیرنی دیکھکے دل دہلا جاتا ہے تجھسے منہہ چور ہوں گو بلبت عاشقان
برشاخ آہو ہے مگر صرف ہمت اپنی خوہ بیا کرون سست عزیز سپہر فیل فلک سے تابی زیر سنگ ہے ہیہات
کوئی چال دست برد کی بن نہین پڑتی قسمت بر سر جنگ ہے تصویر تصویر ہنر کاغذی گھوڑے دوڑاتا ہے
کچھ خیال مین نہین آتا ہان ایک تدبیر روشن رشک شمشیر کہ اس شام تختی ایام کے سر کاٹنے کو نہایت نغز
و نادر سمجھی ہی تھی سو اس سے سر کٹنے کا ڈر ہے موجب جانبازی کوہ و دشت کا گذر مخالف کا گھر ہے
بہار رام نے پوچھا وہ کیا آسنے کہا جانب جنوب یہان سے تین ہزار کوس پر گلزمین شبا ہجہان آباد
خلد ہمین مین ایک ولی اللہ سرتاج شاہنشاہ کا امیر و وزیر اسکی نگاہ مین غلام سے کمتر مین رہتا ہے ایک
عالم حاجت روا کہتا ہے محبوب کردگار ہے سیاہ سپید زمانہ مین گویا بالکل اسی کا علم و اختیار ہے شہزادی نے
کہا ایسے مقام پر کیونکر تنہا علی الخصوص پاپیادہ کہ بیدست و پاسے زیادہ لاچار ہے ایک قدم چلنا
دشوار ہے آسنے کہا آپ سے ہو نہ سکیگا ورنہ اسکا بھی سامان تیار ہے یہ کہکے ہاتھ پکڑ لیا اور ایک کوٹھی
مین لیجا کر بدل وہی تمام تر ایک فلک سیر کھٹولا جسکے خیال مین پلنگ زرین سپہر کے چکر مین پھولا
ہو اسکی سات پیڑھی نے بھی کبھی نہ پایا ہوگا گو بہت ٹوٹا ہو دکھا دیا اور کہا اسکے بیچ کل تمھین بٹھا کے
تو مرخصت جب تمھارے واسطے منگا ئینگے وہان کا جانا پلک کا جھپکنا ہے یہین بحث ٹھہرا ہے بہار رام
نگار رام سے مخاطب ہوئی کہ حضور اب کیا منظور ہے خاطر لار آپ کی نزدیک اب کیا دور ہے چال کلام
بصد اہتمام تین پہر رات تمام ہوئی نمود سحر کاذب ابلق تا م ہوئی

پری بین نگار رام اسیر دام عشق صیاد بر فلک کرد بال حسن تیغ بزرہہ شیر ناہید پری نژاد

جب شہ فلک ماہ تمکان یعنی ماہ تابان کاؤس سوار تخت اولین سپہر مین بسجائے عقاب نسیر مین نصب گشتہ
اوج گزین ہو کر کلہ سر ہونے کے قرین ہوا اور مجمع کو ورزیان شبگیر بجم غفیر پیراہنچم تاثیر محمول کہے
تبلاش شاہ گم گشتہ روان جانب چین مغرب مثل موج بر شہبین ہوا یعنی آثار صبح کاذب صدق
مبین ہوا وہ ہما سے ہمائے شہریاری اور وہ جانباز ہماسے ہوا داری فی امان اللہ کہکر

پرنیزادسے بولین اب تخفیف تصدیع ہی ہین رخصت فرمائیے اور اُس شاہین صید مقصد گریزندہ
بے نظیر کو منگوائیے وہ سنکے خاموش ہو رہی تجاہل کر کے دست برگوش ہو رہی انھون نے پھر اُسی کلمہ کا
اعادہ کیا چلنے کا ارادہ کیا تب تو وہ بولی بندی بہری نہین سنتی ہے بعض بعض بات کہی نہین جاتی ایسی بیرخی
سہی نہین جاتی ماشاءاللہ آپ ہی ساغر فراست کی جرعہ نوش ہین نام خدا صاحب ہوش ہین دیکھیے
تو یہ بات کہین لگتی ہے ابھی آپ دو دن کی آئی ہین اسیر اسقدر گھبرائی ہین کہ ذرا بھی طبیعت یہان
نہین لگتی ہے بھلا پھر خوش باشون کا غنچہ چھوڑ کے سیاہ الم کیسی ہمدم کے ساتھ کیسے بسر ہوگی اس
ہمارے سعادت کی صحبت کیونکر میسر ہوگی لے سکے اسوا جو کوئی کہین جاتا ہے بلا مرضی صاحب خانہ نہین
آتا ہے گو مین دعوت کے قابل نہین حد سے قدم باہر رکھنا کار عاقل نہین مگر نہین آپ کو لازم یون ہے
کہ از راہ غریب نوازی آج کے دن اور یہان استراحت فرمائیے راحت فرمائیے کل مضائقہ نہین
دن بھی اچھا ہے بارک اللہ یوم السبت و خمیس بیرا کہنا نقش کالحجر سمجھیے سچا ہے کل سنگ راہ
نہونگی واللہ جانے دونگی بہار ارم راضی ہوگئی شہزادی کا منہ دیکھ کے بولی بہتر ہے اسکے تو لو دن سے
لگی تھی دماغ پر چڑھی تھی جھنجھلا کے بولی چہ خوش ماشاءاللہ آپ پرائے پر شکر پالتی ہین مجھے باؤلی سمجھ
شہر پر پرتالتی ہین عوت کا نام سنتے کیسی جلدی پھسل پڑین کس گرماگرمی سے بولین شہر گویا آپ ہی
کا گھر ہے اُس کلمہ سے وہ محجوب ہوکر بند ہوئی اُسنے برگ جھگڑ وکھٹولا رشک تخت طاؤس منگایا سامنے
آیا واقعی عنقا تھا نایاب تھا سریر سلیمان کا نمونہ تھا لاجواب تھا بمجرد نگاہ یہ رو براہ دل ہی دل مین بیکل ہو
پیچ و تاب کھا ہمہ تن بل ہو پوچھنے لگی اسکے پرزے سب درست ہین بخوبی چست ہین اُسنے کہا آپ اپنے
کنبل کانٹے سے درست ہین اسکا کھٹکا نکرین یہ سنا سارے نشیب و فراز کلون کے سمجھا دیے بخوبی
سمجھا دیے اور کہا بسم اللہ آپ دیر نکیجیے اُڑ جائیے اپنی راہ لیجیے اُسنے کہا اسی اُڑنے پر تو اپنا مرز بوم چھوڑا
قریبون سے دور ہوئی لشتم پشتم ہو آپ اُڑتی ہین جو باز رہین اُسنے کہا جی میری ایک غرض اور ہے
آپ غور فرمائین کہ کسی لٹورے کے پھندے مین پڑ کے دولت حسن لٹا جھگڑ نہ پیدا
کر لیجیے گا مین سے نے جو ہاتھ جوڑے ہین ذرا اسکا دھیان رکھیے گا القصہ دونون لباس مردانہ

بوضع معشوقانہ زیب بدن کرکے تصویر نگار عالم کو حایل گردن کرکے تن تن کر آسی سریع السیر پر چابکدستی اور
ایک دیو سار باشنا نام شہباز کا پوتا اور ایک اور پری زاد ماہ سیما کو ہمسفیر با صعوبت سفر کا شیر بنا کر لیکے
شاہین جادو کو سر کیا فی الواقع کھٹولا آفت کا پرکالا تھا دنیا سے نرالا تھا ایک اشارے میں تا فلک
پہونچا یا دو ساعتوں میں منزل مقصد تک پہونچا دیا ایسے نقوش میں کی تو صدا معلوم ہوئی کہ آنکھ
جھپک گئی بجلی سی چمک گئی اس جہم گرد مرد از خود اسے ہوا کی طرح تعاقب میں یہ لیا دہ لیا گر انکا پیچھا
کیا لیکن ہو ہو پران اور تخت سلیمان کا کہان ساتھ ہو سکتا ہی بھی پیچھے پہونچا اور ادھر کا کسی سے ہاتھ
نہیں آتا ہاتھ ہو سکتا ہی وہ تو وہ ورلاغ پر پہونچکر سرائی ہوئین یہ تو کہ رفتار خراب خستہ ہانپتا کانپتا بعد
مدت کے پھر پہونچا بیش خود بہت جلد پہونچا اب یہاں کی کیفیت سنئے کہ انھوں نے ورگلزار پہونچا کر
پیر آنکھیں ہر سو نگران ہو شاہ صاحب کی تلاش میں ہر طرف دوان ہو بہت سر ٹکرایا لیکن سر رشتہ مراد
ہاتھ نہ آیا آخیین دونون نے جنکو پریزاد نے ساتھ کر دیا تھا آپکا پیچھا کیا تھا آگے بڑھکر پتا لگایا سراغ پایا
مژدہ سنایا شہزادی تو شاہ صاحب کا تکیہ دیکھتے ہی نہال ہو گئی آمین تو شادیانین فرط خوشحالی سے جسم
قالب ہو گئی پیچھے بہار ارم نے بھی مارے شوق کے ایک ہلکا سا اگڈا ایسا لیا کہ گوڈری نکل آیا پریزادون
نے پھر سمجھایا کہ اب تو رو پردے ہو ناحق اتنا گھبراتی ہو کری جاتی ہو حواس پکڑو اندر چلو
چونکہ بیٹھے جاتے ہین صاحب کلبہ کی اشارت رضائی نہ تھی اجازت پائی نہ تھی شامل ہوئین
ایک نے بڑھ کے جھانکا سناٹا پایا بیشتر قدم بڑھا انکو بلایا آمین اندر سے آواز آئی کہ آئین کون صاحب
ہین جو بے تکلف چلے آتے ہین شاہ صاحب آرام فرماتے ہین اس صدا سے انکو شک پیدا
ہوا کہ شاید کوئی چھوٹا لڑکا ہی ہماری آہٹ پاکے بھڑکا ہی بہار ارم نے حجرے کے اندر قدم
بڑھا دیکھا سبحان اللہ عجب تماشا غریب ماجرا دیکھا کہ ایک مرد مسن ناتوانی سے دلگیرین کی
کے دن لحیہ شریف غیرت تباشیر سحر ناف سے نیچے بردشت پر جبروت لبون سے انچی کا سہ سر سے
صولت یزدی نمایان سلیماسے باصفا نور افشان ستر عورت تحکم ستار تہمد سے ڈھکا باقی جسم
منور دور سے کندن کی طرح جگر جگر کرتا پلکین رشک چلمن سراپا پر سایہ فگن منگا لگا اور بانون پے

لائے دنیا فیضان سے ہاتھ اوٹھائے شہوت نفسانی سے لنگوٹ جھاڑی عفریت نفس کو پچھاڑی دیکھنے مین آنکھین بند مگر کونین کے اسرار پر نظر وہ ہوشمند وشغول مٹی مین غلطان و گل خاکسار مین راز حق نہان جیسے کان مین جواہر ج سنگ مین لعل گران سنگ پنہان بالاے سر اکثر پنجرے اونمین طایر خوش الحان توتا مینا پوائی کوکلا فاختہ قمری یا ہو لال پپیہا کویل شاما دہامیرل اور اکثر جانور جس سے اوسکی ندا آتی ہی چھپر کی بتیون سے اٹکے ہوئے برابر لٹکے ہوئے اُنمین ایک مینا نہایت نغز بیان شیرین زبان تھی جو پہلے سے شکر فشان تھی پھر بولی ای صاحب آپ کون ہین کہان سے آئے ہین اور کیا حاجت لائے ہین نگار ارم نے بہار ارم سے متعجب ہوکر پوچھا یہ کون باتین کرتا ہی کیا کوئی لڑکا ہے اُسنے جواب دیا کہ لڑکا تو نہین ہی ایک پنجرے سے آواز آرہی ہی بہار قدرت کاملہ دکھا رہی ہی اُسنے کہا اچھا جواب دو بولو بہار ارم نے کہا ہان صاحب ہم بندۂ خدا آفت کے مبتلا ہین اسیر بلا ہین یہ راز سربستہ کھولو شاہ صاحب کسوقت بیدار ہونگے ہم خفتہ بختون کے کب بخت بیدار ہونگے اوس نے کہا آپ تشریف رکھیں تو مین عرض کرون یہ عقدہ کھولون یہ سنکے تینون شخص بلا وسواس پس و پیش دو آدمی زانو میسری پر بزاد مثل تشدید مثلثہ زیر سایہ سائبان بنا بر فتح باب مرکوز خاطر برابر بیٹھ گئے اوس طایر فرزانہ یعنے مینا نے صیغہ گفتگو شروع کیا بولی اسماے مبارک آپ کے کیا ہین اور عزم بالجزم کہان کا ہی اگرچہ کہنا اس حیرت مبتلا سکتہ آشنا کا نعوذ باللہ منہا آیت و حدیث نہین ہے ایک شوشہ شاگان کا ہی مگر اگر توجہ وقت فرما کر جایز رکھیے عرض میری مہمل و مذموم نہ سمجھکر ارشاد کیجیے تو محض عنایت ہی مطلق رعایت ہے شہزادی نے ایک آہ پر شعلہ و صعد پر آلام سے سر کرکے کہا ای طایر شیرین گفتار شکر بن منقار ہم ننگ خاندان بے نام و نشان ایک اسم رکھتے ہوں تو بتائین او رایک حرف علت لاحق حال ہو تو اوسکی تقدیم استقبال ہو سنائین آلہ چرخ تنگ ظرف سے مانند حرف مشدد مکر ر ضرب کھا چکے ہین اختر و سپہر کے گردان مین ہین سخت جانی سے دونون کی کڑی اٹھا چکے ہین لسان تنوین متصل زخم پر زخم کھاتے ہین ضرب پر ضرب اٹھاتے ہین جس اصول سے ہم عمر گران مایہ صرف کرتے ہین شاید کوئی اس نحوسی بسر کرتا ہوگا

زندگی کے دن بھرتا ہوگا یہ سُنکے وہ ساکن بیت احزان زبان گوہر افشان کو متحرک کرکے یون متکلم ہوئی
کہ اے سر دفتر مجموعۂ خوبروئی و اے سر حلقۂ محبوبی دنکولی خدا واحد و شاہد ہی کہ تمھارے اس بیان معقول
دلگر گذشت زمان ماضی منقول سے مجبورہ مین ہی نہی بلکہ بالکل ہمصفیران ثلاثی و رباعی مرتا بشرو مزید
اثر سے ملول ہین فاعل لنجراشی اور دردِ استاد نمک پاشی کے مفعول ہین آپ خاطر شریف جمع فرمایئے
قسمت نے اچھے سے مقابلہ کرادیا ہی عنایت نامتناہی نے اچھی جگہ پہونچادیا ہی گو ایسے وادی غیر معروف مین
صرف قدم تھے ایک بات مجہول اور امر محال تھا ایک دن ایک سال تھا نہین اب انشاءاللہ المستعان
شاہ صاحب کی توجہ ظاہری و باطنی سے مطالب صوری و معنوی مقاصد ثقیلہ و خفیفہ سب بر آوینگے کاسۂ
مراد مثل دماغ منطقی خالی نرہنے پائیگا بھر جائیگا ہم بھی دست دعا اوٹھاوینگے آج ہی سے سب پر
تاکید کرلی ہون کہ حاضر و غائب دعا مین مصروف ہون تا وقتیکہ بیدار شاہ صاحب موصوف ہون
پھر بولی ایک عرض میری اور ہی ادھر نگاہ فرمایئے تقصیر معاف کرکے مرحمت المضاعف کرکے اس صفت سے
بھی آگاہ فرمایئے بندی کو نہایت غور ہی یعنی آپ لوگون کی تذکیر و تانیث مین لونڈی کو شک ہی
واہمہ مزاحمت کرتا ہی تذبذب اب تک ہی شہزادی نے کہا اس بات مین بحث لاحاصل ہے
ہماری نفی کرنے سے کھو سکتا ہی چاک تقدیر بے رفو ہو سکتا ہی یہ بخیہ بھی کھل جائیگا
کھولنا امر مشکل ہی ایسی ذق ذق نکرو جس سے سر خالی ہو وہ کہو کہ دل کو بحالی ہو یہ بتاؤ
شاہ صاحب کبتک آرام فرماوینگے کب ہمارے طالع بیداری پر آئینگے اس نے
پتہ بتا اُنکے چونکانے کو کہا اس بیدار دل کے خواب کا تو خیال نکیجیے ورنہ چونک جائیگا
آنکھ جھپکانا تک دشوار ہو جائیگا پل بھر ٹھہرنا بار ہو جائیگا اُکتائیے گا ایک ہلکے سے چھ مہینے
سوتے ہین ساتوین مہینے بیدار ہوتے ہین یہ سنتے ہی تینون کھو گئین گویا سوگئین ایک نے
ششدر ہو کر کہا آپ فرمایئے ہم کیا کرین بارہ بات کے گھر کے نہ گھاٹ کے ہوئے یہ کہیے کتنے کی موت
مرین مینا متبسم ہو کر بولی صاحب شش و پنج کرنا کتے کی موت مرنا ناحق ہی ہفتہ عشرہ یہان کاٹیے
۱۵۹ اب میعاد نوم منقضی ہو چکی بعد دو تین دن کے مقرر بیدار ہونگے اسوقت اپنی اپنی حاجت عرض کرنا

حاصل مراد سے دامن بھرنا یون بے نیل مرام جانا آپنی مشقت تین تیرہ کرنا ہی ازبسکہ دلپارہ ہمراہی
بیس پسو سے کل تا دوپہر بیدار ہونگے چار ناچار تین تن نے مقام کیا چوتھے کو رخصت کر کے شام تو تھی ہی
شب باشی کا اہتمام کیا کچھ ناشتا جو چلتے وقت اس جگر برشتہ نے ساتھ کر دیا تھا تھوڑا تھوڑا کھایا بوریے پر
گستردہ زمین جل جلالہ عبرت کرنے کا مقام ہی ڈرنے کا مقام ہی کہان وہ گل گلزار شہریاری کجا یہ بستر خار
و خاکساری کہان وہ توشک و پلنگ زرنگار اور مسہری مرصع کار کجا یہ کوشک تنگ تیرہ و تار اور
زمین ناہموار کہان وہ بالش پر زر کجا یہ کنکر پتھر اور سر کہان وہ کاشانۂ عالی شان شمع مومی و کافوری
کجا یہ سیہ خانہ سنسان ہو کا مکان داغ شومی و مہجوری کہان وہ صد بالخواص پری رخسار مصروف
خدمتگذاری کجا یہ تنہا یاس آسیب وار مستعد بدل آزاری کہان وہ حور کردار سہیلیون کی مروحہ جنبانی
کجا یہ خوف بلاے شب تار سے آہ شرربار کی ضرر رسانی کہان وہ خس خانہ اور گل کے پنکھون کی
سرد سرد ہوا کجا یہ کانس کی ٹٹیان جی بیکل باد سموم کا گرم گرم جھونکا کہان وہ چاندنی اور پھولونکی چادر
موتیا و النواز کی کلیان انکی بھینی بھینی خوشبو کجا یہ پیوال اور لوٹا بوریا برانڈ کی مینگنیان انکی سڑی سڑی بو
جیسے کف پتنگ کا گس کے تلوے سہلانے سے پلنگ کمتر آتے اوسے ایڑیون کے درد و خلش خار بستر سے
خواب کیونکر آئے جسکو لمحہ بھر شب کو بیداری ناگوار و دشوار تر ہو وہ رات رات بھر بیدار و نوحہ گر ہو
افسوس صد افسوس ہے پڑے فلک کے لپیٹے مین دل خدا نکردہ پھنسے اس عشق کے پھندے مین
دل خدا نکردہ اوس شب کا سوز و گداز اگر تحریر کرون تو یقین کامل ہے وہ دود مداد کے دھوئین اڑ جائین
زبان قلم مانند زبانۂ شمع جل جائے موم کیطرح پگھل جائے یا فرط تشنگی سے زبان نکال کر آب ظلمات
دوات مین اوندھا منہ کے بل گر کے غوطے کھائے آخر جسوقت لیلاے لیل نے جوڑا گیسوے
مشکبو کھولکر ناگہا جھٹکا یا قیس داغ بر جگر قمر سجدہ افق سے نکلکر اسی چرخ کے پلنگ پر آیا شہزادی نے گھبرا کے
بیتابانہ کہا اے طایر فرزانہ خوش گو نیک خو کچھ باتین کر جو دل بہل جائے رات کٹے جی سنبھل جائے ورنہ
مرغ روح مجروح پھڑپھڑا کے نکل جائیگا قلب بلکنے سلگنے سے جل جائیگا اس دل جلی منچلی نے عرض کیا
حضور میری بک بک سے تو آپکے دشمنون کے سر خالی ہوتے ہین باعث پریشان حالی ہوتے ہین

اس سوگوار کو یہ ہرگز گوارا نہین کہ آپ کی شمع خراشی ہو تکلیف ہو نمکخوار ہو جب نمک پاشی ہو خفیف ہو یہ شیوہ بیہودہ سر سر ہوئی کہ نہین اب تو کچھ کہو اُسنے کہا الامر فوق الادب آپ کا فرمانا ٹال نہین سکتی بسر و چشم منظور ہے حرف تعذر زبان سے نکال نہین سکتی غریب نواز مجبور ہے خاطرداری و دلجوئی مہمان پر ضرور ہے سینئے قبلۂ عالم مین نیا قصہ سناؤن مانند رنگ زمانہ دو طرح کا ماجرا سناؤن حکایت حسرت مآل ملکزادہ مرات خیال سامعان برشتہ جگر خستہ حال و نقاشان آشفتہ دل گسستہ مآل اس تمثال بیمثال کو نیرنگ خیال بر کھینچکر ترقع سامعین فرشتہ جمال و غنچۂ شائقین خجستہ خصال مین لا کر یون جلوہ گر کرتے ہین کہ سمت شمال ایک شہر مخزن کمال موسوم بمرات خیال تھا اُسکا تاجدار پر سطوت باوقار کیوان علم مریخ حشم گوہر با غیرت جم نامدار بزبان زمانیا محمود عالم مگر حقیقت مین مردود عالم وہ بد افعال تھا اُسکے کشور فہم حسرت و ہم مین عجب اس لچر رسم نے رواج پایا تھا کہ رشتۂ دامادی سر رشتۂ خسروی کو ہیچ سمجھتا چشم و دہن دیدہ اُشہل مین کا پوچ نظر آیا تھا سوا ے پسر جو دختر مادر گیتی بار لاتی وہ دایہ اجل کے آغوش مین آرام پاتی مگر پوشیدہ سب سے یہ کام کرتا بدنامی کے خوف سے بڑا اہتمام کرتا حتی کہ اُس سست اساس خدا ناشناس نے تھوڑے سے عرصہ مین تقریب دہ پانزدہ و ماہ چہاردہ خاک مین ملا لئے کنار لحد مین سلائے ایک پسر بھی اُس بد اختر کا نیک سیرت خوبصورت صاحب اقبال عہد ذی شعور با کمال تھا فرخندہ خصال تھا خجستہ خجستہ یہ خبر نہفتہ اُس ماہ دو ہفتہ کے بھی گوش گزار ہوئی سنان ستم سینہ کے پار ہوئی بخوف پدر و نیز محبت اُسی سنکر ٹال جاتا مگر خیال لاتا اتفاقاً ایک روز یہ مکتب سے آتا تھا محل سرا کو جاتا تھا کہ اندر سے مہری ایک رشک ماہ لڑکی کہ اسی روز برج حمل سے جلوہ افروز ہوئی تھی اور زمرۂ دختران مہ پارہ غیرت بنات النعش مین سلانے لیے جاتی تھی ثابت ہوئی اُس خورشید رو کو دیکھکر زرد رو ساکت ہوئی بسکہ یہ فہیم تھا سمجھا کچھ اسرار ہے جب ہی اسدرجہ اضطرار ہے کچھ دھمکا کچھ دکھا پوچھا لالچ تو بڑا ہوتا ہے عقلمندون کی عقل کھوتا ہے نکال کے جو دکھایا راضی ہوگئی محو کن احسان ماضی ہوگئی پہلے جو کچھ کھا چکی تھی وہ ہضم کر یہان پیٹ پر گود پھیلادی وہ ہانڈی جسمین ایک دختر رشک قمر تھی کھولکر دکھادی ساری کیفیت سنادی اس زہرہ جبین نے اُس کم ظرف سے ہانڈی کو لے لیا اور آڑ مین جا چپکے سے پکڑا کے خوب سا سمجھا دیا کہ خبردار کسی پر اس اسرار کا

اظہار کرنا اپنے پیٹ مین رہ نہ یہ سمجھا پھر مکتب کھلپٹ آیا آخون جی کو ماجرا سنایا اور تاسف کھا بدل مشتری ہو
بانڈی نذر اٹھا لالی گئے ہوئے دن پھر آئے شاں حال حرمت بے نیازی ہوئی اوسی حیلہ مین اونکی ہنڈیا تاری
ہوئی گھروالی کو اٹھا کر فرمایا اسکو پرورش کرو یہ لڑکی سے بڑھکر سمجھ وہ بی بی نہایت نیک سیرت تھی اسی وقت سے
اسکے پالنے مین بدل و جان مصروف ہوئی اپنی اولاد سے زیادہ اس سے مالوف ہوئی بعد چند دن کے
دودھ بڑھائی کی نوبت آئی نو برس کے سن و سال مین اس ناہید جمال بدر کمال نے وہ صورت
نکالی کہ ماہ کامل کی آنکھ جھپکی خورشید نے نقاب کسوف منھ پر ڈالی اب یہ بھائی بہن صورت و پیکر
ایک جان دو تن نظر آنے لگے اسقدر روز بروز محبت بڑھانے لگے یہان تک کہ ایک دم کی جدائی
شاق ہونے لگی دوری و فراق سے طاقت طاق ہونے لگی اب انکی الفت کا قصہ زبان زد خاص و
عام ہوا جدیکہ مطلع وہ نطفہ حرام ہوا اسنتے ہی ضحاک کا ماسون مانند مار پیچیدہ ہوئے آتش دیدہ برخود
پیچیدہ ہوا خار غم دل پر خار خوار مین خلیدہ ہوا غصہ مین آ ڈاڑھی نوچ ڈالی کہ اسکی شرم کہان رہی
اسیدم بنام میر عسس حکم نافذ کیا قطعی پروانہ لکھدیا کہ چراغ جلے تک اس شمع ناموس سوز اور اس
پسر آتش زن بدروز کو مع اتالیق رفیق بلاتحقیق بضرر عقاب و عذاب حاضر حضور قہر گنجور کرے
دیر نہ ظہور کرے وہ گویا اس دن پر ادھار کھائے پھرتا تھا معًا اشارہ پاتے ہی دوڑ پڑتے اٹھو دوڑا
بیت بیچارے ملا کا گھر گھیرا یہ غریب شطر جیسے تو ہوتے ہی ہین یہ دھاکا سنتے ہی سارا سبق بھولے ہاتھ پانون
بھولے لنی سے وصلی ہی مین تھے کہ میان کربال ہین غلہ الجا حرف مفاقیت پیش آیا گریہ بجا ل
خویش آیا نکے کا دور روئے لگے جنکی بابت اس دائرہ عذاب غلیظ و کشاکش آنجا کھینچ مین پڑے تھے
اونکی بھی محبت سواد دل و صفحہ خاطر سے دھونے لگے کوتوال کی دستک سے مارے دہشت کے
روح قبض ہوگئی پیٹ کھل بلا آیا ایسا دست غیب نے مروڑا کہ ایک ہی پیچش مین بیچارے کے منھ سے
بول نہ پھوٹا پیشاب خطا ہوا اور امان صبر ہاتھ سے چھوٹا جی سن سنایا ہنوز اسنے آنون کی بھی لغزنہ سنائی تھی
گفتگو کی نوبت نہ آئی تھی کہ انکا دل دہل گیا جی نکل گیا منھیار ڑرومی کو پکارا لا کھو بی بی نے ہان ہان کی
تسلی دی انکے ایک ذہن مین نہ آئی غش کھا رہی پیٹ پکڑ کر چلا کر اسیکے اوپر آ رہی اور ایسی ایک

چیخ ماری اگرد و پیش کے لوگ گھبرائے حیرت مین آئے چوڑی چور ہو گئین وہ بی بی مجبور ہو گئین کچھ دکھہ کچھ ہنسی اس گھر بسی کی آفت مین جان پھنسی نادم و پشیمان اسی آن میان جی کا تنبان نوچ کے الگ پھینکا سر و دست بچارے نے اور کچھ موقع نہ دیکھا دہتھڑ پیٹھ پر مارا پڑوسیون کو پکارا کہ برائے خدا ذرا آخون جی کے اس حال سے شاگرد و ارشد کو خبر کرو ذرا رحم ہم پر کرو ان لوگون نے کسیطرح اسکو اس کھلبل کی خبر پہونچائی وہ سنکے بہت گھبرایا منھہ نوچتا اسکی جانب آیا گردون دون کا بھی شتاہی ہر پردہ مین سرگردانی و آفت رسانی سے سروکار ہی شہزادہ دلدادہ زندگی سے سیر مرگ کا آمادہ خایف و خاسر حیران و مضطر مکان سے اٹھکر بخط مستقیم سمت حریم مولوی صاحب کے یہان آیا عجب تلاطم پایا وہ حالت روی کیفیت پھر ملاحظہ کر انگشت حیرت بدندان ہوا طرفہ خلجان بمنزلہ خفقان ہوا کوتوال کے پاس آ ایک لعل گران سنگ جو اس وقت اس سخت جان جوہر کان کے زیب بازو تھا کھول کے دیا اور کہا اسکو لو ایک پہر کی مہلت ہمکو دو اس ناسپاس خدا ناشناس نے مطلق نہ پاس کیا ایک پاس کی رہائی اسکے نزدیک مصلحت سے دور نظر آئی سنگدل نے روکھی صورت بنائی عرض کیا حضور مین مجبور رہون بجا آوری حکم سے معذور رہون مجھے ایک پل چھوڑنے کا یارا نہین حکم حاکم سے کچھ چارہ نہین رشوت ستانی کام ہمارا نہین ایسی نمک حرامی گوارا نہین اب دیر نکیجیے سوار ہو جیے شہزادے کے آنسو نکل پڑے حاضرین تھرائے کہ یہ دن روز سیاہ قسمت نے دکھائے پھر اسنے آنسوؤن کو پونچھکے کہا اچھا ہمین وزیر کے گھر دربار سے پرے ہوکر لے چلو مہلت نہ دو آخر لوگون کے بہت سمجھانے سے اسکا اسنے اقرار کیا دونون کو سوار کیا جسدم وزیر اعظم کی ڈیوڑھی پر سواری آئی اسنے وہان فنس رکھوالی اور خود گھوڑے سے کود کے اندر آیا وزیر دلگیر اسنے دیکھ کے رو دیا دوڑ کے گلے سے لگا لیا گوشۂ دامان بھگو دیا برابر مسند پر بٹھایا ساری کیفیت سے تو وہ خود ماہر تھا یہ حال خراب اسپر ظاہر تھا بولا اب کیا مصلحت ہے وہان کے جانے مین تو سراسر قباحت ہے اسنے سر جھکا عرض کیا مین ابتدا سے آپ کو سب بڑون سے بزرگتر سمجھتا ہون جناب والا سے بڑھکر سمجھتا ہون جیسا کچھ ارشاد ہو جائے فرمانبردار عمل مین لائے وہ کلمات تشفی کے سنا اٹھہ کھڑا ہوا مگر دل کو تردد بڑا ہوا فوراً باہر آ

کوتوال و تھانہ دار شریک حال کو سگ زنجیر اور شغال کو جو دروازہ گھیرے تھے آدمیت سے منھ پھیرتے
دُ دکار کر دروازے سے دور کیا منزل مطلب کا راستہ لیا ملکزادہ گرفتار پنجۂ آزار جگر افگار نے باہر آ ایک ولایتی
اُس حبشی زنگی سیاہ بیدرد کو اور ایک انگشتری جواہر نگار اُس سگ شب گرد نامرد کو جو بار بار گدڑ بھپکی دکھاتا
تھا نذر دیا آنا تھا دیکھتے ہی از تکرار یہ اقرار لیا کہ تا وابسی وزیر یہان کا ٹو بھونک کو دماغ نہ جاؤ
انکے نزدیک تو گویا اُسکا ہی تھا دیکھتے لینڈی تر ہوگئی چہرہ پر تازہ رونق آئی ابلق لیل و نہار کی باگ
گیدیون نے اختیار مین بالی بقول حضرت شیخ سعدی شیرازی رح قطعہ سگے را گر کلوخے بر سر آید ✥
بشادی بر جہد کاین استخوانست ✥ وگر نعش دو کس بر دوش گیرند ✥ لئیم الطبع پندارد کہ خوانست ✥ نہ کہ ان
دنیا کے کتون کو یہ اور انگشتری پاتے ہی کاشانۂ امید کا چراغ گل ہو انکے منھ بکنے لگا اور سے تیر چکنے لگا
ادھر وزیر خوش تقریر نے اپنی چرب زبانی و شیرین بیانی سے اُن جفا پیر دغن تا زل حکم حاصل کیا
کہ حضوری سے معذور مگر شہر سے دور رہون جلا وطن پر کچھ لوگ مامور ہون اسنے یہ امر بھی مغتنم جانا اُسی وقت
پوشیدہ شاہزادہ فرزانہ کو بطرز عاقلانہ مطلع کیا اس خبر سے متنبہ کر دیا سننے کے ساتھ ہی یہ اسیر غم اُسی دم دو
ادہم صرصر دم تیز قدم منگا اُس گل بہار کو ثمر نارسیدہ غنچۂ ناشگفتہ جو منقار ندیدہ ہزار کو کسوت مردانہ بوضع معشوقانہ
پہنا ہتھیار نادر روزگار کمر سے لگا اچھی بنا سوار کیا رنج سفر سے ہمکنار کیا ایکدن قریب شام یہ دونون ناکام
بعید از راحت دور از آرام ایک گانون کے کنارے باغ ویران مین پہونچے مانند شمیم گل مشام جان
مین پہونچے دیکھا ایک کسان اس جنگل اجاڑ مین جھاڑی کی آڑ مین جھاڑی سے ڈھنگا لنگشتی گلو زوری
کرتا ہی توجہ سطری دورانی کسی طرح پر راضی نہین ہوتا اچھون گھستا ہی ایک تو یہ الم کہ وہ بیچو سیاہ ڈھنسا
اوس پر یہ ستم کہ وہ مُستجاب متوحش اُچھلنے کی طرح اُچک کر ادھر اُدھر تک کر دھر دھر مسکتا ہے
یہ دونون مغموم کو ملول تھے الا یہ مقدمہ خلاف معمول دیکھ کر آپس مین متبسم ہوئے وہ نازنین تو مسکرا کے
تھرا گئی یہ متکلم ہوئے کہا سے تجربہ نہین مقام تصور ہی چونکہ یہ بیچارہ موٹا دانا کھاتے ہین اسی سے یہ حال
پتلا ہی کڑی اٹھکتے ہین ڈرنے کی جا ہی سنسنا تا رہا شہر وہ اس سے یہان کا نشان پوچھین یہ
کہکے اُس لجا کو یہین چھوڑا اور خود گھوڑا بڑھا کے اوس دہقان کے پاس آیا یہ

ہنوز اس پھندے میں پھنسا تھا گھوڑے کی ٹاپ سنتے ہی بجدے گھبرایا کہ وہ بتال چڑھا از خود اتر آیا بھوسنڈے
کے گھسکتے ہی آنکھ جو کھلی ایسی نظر پڑی چیخ مار چٹ سے جھٹک کے الگ کھڑا ہوا رنگت زرد ہوگئی گرمی سرد ہوگئی
دور سے شکریہ کہنے لگا ہائے دیوتا بات یا پوچھون او سسر داماس راہی سلے ڈاس رہے ہیں تو
کہون بجرنگ بجر بتیار و آت ہوا لیے سرجن واد اگلی رہیو موری ڈیگ نہ آیو نا ہیں کورن مارڈ
سکیون کہو رہ کیہو لیتا دھری ہو موری لے لیو اور موری تیر کچھو نا ہیں چاہونگا جھوری لے لیو کیکر
دھوتی ہلادی خاک اوڑادی اسے سکتہ ہوگیا سخت پریشانی حاصل ہوئی کہ کیا بلا نازل ہوئی جھنجھلا کر
بولا یا تگر بلو سے کچھ بسری ہے جو اس میں آگیا سرجن داو او کیسا بجر بتیار احرامزادہ وہ بولا ہاں ہاں چاچا
جانت ہو آن جینہ نہ آئیں پہچانت ہو مرسے لگ نہ آئیو نا ہیں رہا ہو بیچارہ ڈبا کہ پنسیری ڈیڑھ پنسیری کا
کنکا لیسے مارلے پر سنتی تو ہی ہوا ایسا ہو کہ دیجئے ٹھکانا دے ولیں سوچا کہ یہ باگڑ دوش خلجا تی بلا تدارک
قرار واقعی راہ پر نہ آئیگا جو کچھ پوچھو گے نہ بتائیگا یہ جی میں ٹھان توسن زیر ران کو چمکارا ایک ترارے
میں اسکے برابر اوتارا اور جھپٹ کے ایسا کوڑا مارا کہ تلملا کر زمین پر گر پڑا اسنے گھوڑے سے کود کے
باگ ٹھور سے باندھ و مچی میں ساند دیا اور ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ہمیں چل کے گانون کا رستہ بتادے
دھرے پر لگا دے وہ چلاتا غل مچاتا تھوڑی دور چلا موضع کی سرحدی پر پہونچکر گر پڑا کہ آگے نجاؤنگا
مرجاؤنگا اس نوگرفتار مجبور و ناچار نے عاجز ہوکر پھر اشارے سے پوچھا تو نوحہ گر کیون ہے اسقدر مضطر کیون ہے
اس نامعقول نے منہ سے تو کچھ نہ کہا مگر اٹھا اس سرحدی پردے پیکا اسنے ایسی جو نگاہ کی دیکھا
ایک پتھر پر بطور اشتہار مع حلیہ عذار سرحلقہ اشرار کندہ ہے مانند نقش حجابر خاطر سنگدلان ستم شعار کندہ ہے لکہ
سرجن سنگھ راجپوت ساکن موضع بلوا متو پرگنہ عذر پور نے درینولا با عانت و اجتماع مجمع قطاع الطریقان مفسد
وکوہ و از استعانت گروہ حسرت پژوہ دست قتل و غارت آتش فتنہ و شرارت احمال و اثقال
ارباب تجارت و حال مال اصحاب زیارت عتبات عرش بنیاد پر دراز کیا ہے ایک عالم کو وقف سوز
و گداز کیا ہے جو شخص اس گرگ باران دیدہ کوتہ دام اور اس کافرون کو رام کرے
وقعت سلطنت کا مالک ہو خوشنودی حاصل ہو ... سے وہ غیر ذالک ہو چین سے آرام کرے

بعد نشان سرزمین بود و باش اُس چند ویرانہ نشین تلاش بدمعاش اور پتہ زر بوم اوس ہجوم مشئوم کی
اُس بنیاد فساد کا پتہ پُر قوم تھا حسب حال نشان مذموم تھا جبل سے صورت لنگور کی مورت سواری میں
گھوڑی کے گھوڑا نہ گھوڑی خاموش بجائے مشکی خنگ کالیہ ناتھ کا بھونا لنگ ساسول ہوگئی کا
سنگی گویا سور پہ موسوار یا بھینس پر دیو النگا بجز نگی شب ماہ دو ہفتہ کو اگر نظر آئے سنیچر کا دھوکا ہو جائے
درازی میں پست تن لمکرن گندگی میں راونا چتر سر بن کوتہ گردن تنگ پیشانی اشہل چشم جربانی دانت
گھونگھے نانکے نتھنے لٹکا کے ناک کے ہنگ مگر ہزار دن کا سنگ ابرو وہ جسے دیکھ کر معلوم ہو مونچھین
وبال شیطان کے کالے بال ڈاڑھی ندارد صرف گل مچھے سن کی گودام جنگلی ٹھیکون مین لبالب
بر رخ انتخاب سے بسر خر پیل پیکر دیو ہیئت کرگدن گردن ہاشتر لب غول منظر خوک دندان حربا
پیشانی. اِس اشتہار کے پڑھنے سے اسکی رگ جرات و سپہگری نے حرکت کی چہرہ پر جاہ و
جلال شاہانہ چھایا تاب و طاقت بازو کا خیال آیا رحمت ذو الجلال بے زوال نے برکت کی اُس
وحشی کی مشکلین کھول مشورت دل کی گرہ ٹٹول صرصر تیز گام کی لگام لے مرکز مطلب پر پہونچکر کے
تھام لی ہمن کے پاس آ کے کہا نہ سُنا زین پوش بچھا اسکو اُسپر بٹھا گاؤن کا راستہ لیا چلتے وقت اتنا
کہدیا جب گھوڑے کی آواز سننا اُٹھ بیٹھنا ہم ابھی آتے ہین دانا گھاس کی فکر مین جاتے ہین وہ بھی
رستم کی پوتی نریمان کی نواسی تھی خوف نہ ہراس تھی بولی اچھا جلد جاؤ ابھی آؤ اسنے گھوڑے کو
جو سرپٹ اُڑایا آپ کو اُسی ڈاکو کے در پر پایا اور سب حال تو اوس بدسگال کا پوچھ چکا تھا جب
گھوڑا چھوڑ قد بوس کا بہ توڑ کمان و ترکش اور نیمچہ سرکش سرکش مع تنبیہ لیکر اوسکے دروازے پر آیا
ہر طرف نگاہ کی سناٹا پایا بے کھٹکے اندر احاطہ مین آ دیکھا ڈیوڑھی سے ملا ایک شرابخانہ ہے
بھٹی کے آگے ایک گلخن تاب جھونکا جھونک نین مصروف نیند کی جھونک اور شراب کی آنا سے
آنکھیں چڑھائے مصروف بوجدان مستانہ ہی اسنے موقع سمجھ کے چابکانہ ایک ہاتھ اُسکے جمایا
جلدی سے گھسیٹ کے انھیں ستون چھپایا اور خود لنگوٹا باندھ فقط تلوار کے آگے رکھ تنبیہ
ہاتھ مین دبا بھٹی جھونکنے لگا بعد ایک پل کے اندر سے دو جوان قوی ہیکل اسنے بلکہ عجیب

انداز سے ناز سے جھومتے آئے تاکید کے کلمے سنائے کہ مہاراجہ کا غصہ غضب ہے شراب کی مانگ ہے
اس لیے ابھی لب و لہجہ سے انکے سوال کا جواب ادا کیا خوشامد کی باتیں سنا ایک کو دامن تر و تیغ بے نیام تھا
وہ متوالا مخمور نشے میں چور تو تھا ہی دیکھا نہ بھالا بیٹھنے کے عوض پر پانوں سے جوتا نکالا اسکا جیتے رہو
اسنے ایک باہرے کا ہاتھ استادانہ بڑھکر اسطرح بہ رسید کیا کہ جو سر کے بل اٹل زمین پر آرہا آہ کا دھواں
اس سینہ خانہ میں چھا رہا تاثیر کا اثر ناپدید کیا اور جلدی سے کھینچ لے مع بہلا تا دار اس گلدار کو تیوں
دبا دیا پھر آگے جھومنا شروع کیا اتنے میں وہ دوسرے صاحب آئے سے بڑھ کے بانسہ ترچھے کر کے
تیغے سامنے آئے غصے میں آ بہت کچھ کڑک دکھا تڑپے بلبلائے پھر اس بیکیت نے گھمایا ن
کھیلا باتوں میں لگا دم پر چڑھا غصہ اوتارا موندھے پر چھا میدان مارا یعنی آنکھ جو جھپکی انکی کبھی آلی تھی
ایک ملا نیچے کا ہاتھ پھرتی کے ساتھ صحیح کیا مانند حرف غلط صفحہ وجود سے نابود کر دیا سارے نشے ہرن
ہوئے بدر کر اٹھ رن ہوئے تھوڑی دیر میں تیسرے رانڈ کے سانڈ بیوا کے چرخے اپنی بڑھیا کو رو لا
جان و مال مرگ کی ابتی میں کر رہے پر پھینٹی باندھ کر دھوتی سے ہاتھ زیر بغل چھپائے بیحک اوتار
کمر سے لگائے چرخ کی صورت سر دکھا سے اینٹھے سر جھکائے صہبائے اجل سے مخمور نشہ میں جھکتا ہوا
کمبخت زیست سے سیر ہوں دور نزدیک آئے اسنے کنکھیوں سے دیکھا کہ ابتو دبرولی ہر دم دکھاتے
کی بھی کچھ ضرورت نہیں فیصلہ یکسوئی ہو جھپٹ کے ایک چپیر کا چرکا اسکے بھی لگا دیا عالم ناسوت کا
راستہ بتایا چند منٹ کٹی میں ٹال دیکھ پھر آئے کوچہ ہائے خرابات سے نظر آئے بارے اس
جام بدست مے پرست نے جب کئی باری آواز دی اور کچھ صدا نہ آئی کسی نے پلٹ کر صورت
نہ دکھائی تب جھنجھلایا خود کھانڈا زیر بغل دبایا باہر آیا یہاں یہ اداے سنت کافر کشتی پر تیر کیے ہوئے
بیٹھا ہی تھا اسکو کیا موندتا ہی تھا برزخ دیکھتے ہی جان میں جان آئی شکل منحوس حلیے کے مطابق
پائی مارے خوشی کے پھول گیا غنچہ ناشگفتہ کھلا سارا غم بھول گیا جلدی سے شتاخ شمشیر بھلید ار
تیوں سے نکال گلخن کی آنچ پر رکھ کر گھر رشک مہتاب کو لیکے اترنے لگ رہا وہ میٹھے میٹھے قدم
او سہانا ہوش رہولی جتاتا اندر آیا جب تک نزد ملے دور رہا مجبور رہا الگ رہا جب دم قریب تر آیا حیا ہا

وار کر کے بگڑا ہاتھی کی بانہ آئی فلک بہروپ نے اور ہی صورت دکھائی ہاتھ جو چوکا خود منھ کے بل آرہا دانت
کھٹے ہوئے بیل سا گر را کھ کے اندر جا رہا وہ ایکہی حرامزادہ تھا معاً ہوشیار ہو گیا گھانڈے کا میان
پھینک کے آمادۂ کارزار ہو گیا لپک کے ایک ہاتھ چھوڑا اپنی خود سر توڑا شہر یفون کا غصہ مشہور ہے
یہ بھلا کب جھلتا تھا یہ تو تھا ہی چپ اسکا وار خالی دے کے پیچھے ایا ایک گھسیٹ کے ایک جنبوا ہاتھ ایسا مارا
کہ اس کے حلقۂ کفا بستہ زنار کا بند کھل گیا بھونا بیلن سا اڑا اڑا کر پھاڑ کے اوپر آگرا یہ برجستہ ایک
جست کر باہر جا گرا پھر وہاں سے پلٹ پالسٹ کا ہاتھ پکے پار کر بارنے پر تل گیا اتنے ہاتھ مارے کہ
خون کے فوارے چھوٹے گویا ہزارے چھوٹے بعد فراغت روشنی گل کی ہوئی پھر جو جلائی اس نارنج
سر تراشیدہ کی آسیب سی صورت نظر آئی تنہائی میں نعش پائی باوجود طاقت و جرات ڈر گیا
اکیلا گھر دیکھا طبیعت سخت گھبرائی شکل بھی نظر نہ آئی اپنا سر دیکھا لیکن جی کڑا کر اسقدر ٹھہر اکے نرم
ہاتھوں سے سر ان ہمسر خبیثوں کے سراسر کاٹے لاشیں کھینچ کھینچ کر کنوئیں پاٹے بعد اسکے
رکاب ادہم برق شتاب پر قدم رکھا باغ میں جا کے اس حور اسم کو لا کے پھر اس وحشت خانہ کے
اندر قدم رکھا بیدغدغہ بغیر بلا خدشہ خطر دونوں رہنے لگے فراق وطن کے صدمے سہنے لگے تھوڑے عرصہ میں
یہ خبر مشتہر ہوئی گوش گذار والی شہر ہوئی وہ سنکے بغایت مسرور ہوا اسی وقت سر منگا کے آگ میں جلا
دل ٹھنڈا کر کے مشکور ہوا اسکو بلا وعدہ وفا کیا نصف کیا بالکل ملک لکھ دیا سواے اسکے وہ جو ...
خاص دینے کی تھی جسپر یہ خون کی ندی بہی تھی وہ بھی دے ڈالی انکی حسرت دلی نکالی اب کیا تھا
مزے اوڑانے لگے ایک جفت ہوئے دوسرے جو بالاے طاق رہے وہ رشک کھانے لگے بعد
چندے انکو بھی چند جلا چنڑا وہ بھی ارکل پر گیٹی اڑانے لگے پس از مدت دراز و زمان دیر باز خبر ہوئی
کہ اس روسیہ نے دنیا سے منھ کالا کیا بیٹھ دکھائی یعنی اسکے باپ کی سناونی آئی وزیر صاحب تدبیر نے
عرضداشت ارزمندانہ لکھی تمناے ملازمت خویش و بیگانہ لکھی اسکے بھی سینہ میں شوق وطن جوش
زن ہوا اس ہمشیرہ وزن رکھ کر اسے بیت الحزن ہوا رشک بہار وہ خزان دیدہ چمن ہوا کھولی ہوئی
سلطنت ہاتھ آئی ازسر نو ملک کا انتظام کیا آخر جی جان نثار غمگسار کو ملا خلعت و انعام دیا

پہ دینہ پر جو بہانے والون کی ہین آتی کان جواہر جاگیر ہین پائی مینا نے جب یہ جملہ تمام کیا تھوڑی رات اور
باقی تھی مسافرون نے دوسرے قصہ کی خواہش کی باصرار تمام فرمائش کی اُس بذلہ سنج لطیفہ گو برہمن نے کہا
شنیدہ ہی لطیفۂ دستمند شنیدہ ہوتا ہی سے کو جیدہ ہوتا ہی قبل ازین کہ یہ مسکین اندوہگین گوشہ نشین
تھی اپنے آشیانہ کے قرین تھی انواع اقسام کے تماشا دیکھنے مین آئے جسکا بیان حیطۂ تقریر مین نہ سمائے چنانچہ
نشتے نمونہ از خروارے ایک روز کا ذکر ہی کہ یہ عزلت گزین مع جفت کند سے جوڑے اپنے گھونسلے مین طرح
افگن تھی کہ ایک جانب سے چار مسافر خستہ تن ایک مسلمان جو تھا برہمن اُسی درخت کے نیچے جہان اس قفقنہ
تن کی شاخ نشیمن تھی آکر فروکش ہوئے کثرت کسل سے چارون بے برگ اپنا اپنا کلۂ شجرہ ڈال کر سایۂ شجر کے
روکش ہوئے تا اصغر شب سب کے سب ساکت رہے بعد ازان ایک جوان نے کہا ہر شخص اپنی اپنی
استعداد کے موافق مذاق و لطیفہ کی بات کہے جسمین ہنستے کھیلتے رات کٹے ستارون کا شمار ثابت رہے دوسرے
نے کہا جو راہ بتائے وہ آگے جائے پہلے آپ ہی کی طرف سے ہوتی آئے اُس خندہ رو نے کہ از بس
ظریف و خوش گو تھا ہم بالش کی فرمائش سنکے طوطی شکرین زبان کو مانند بلبل ہزار داستان گویا کیا
نقل و حکایات شعر و رباعیات و دوہرے کنڈری اشلوک بکری سنسکرت اور ٹھیٹھ ہندی کے پڑھنے لگا
ذوق شوق سامعین شائقین کا بڑھنے لگا کوئی ہنسا کوئی رویا اسکے بعد بولا دوستو اس مدت العمر مین
مین نے تمام عالم چھوڑا مگر فرقہ برہمن سا جھوٹا دوسرا نہین پایا دین راست راست پوچھیے تو سارے شہر ظریف
سیدھے ہین بکھیڑوں کا ث پیچ اور بڑی شرارت چھوٹی اُمت پر ظلم برا آڑی ترچھی انھین کی راہ و رسم ہے
پہین جو کچھ ان لوگون کو پایا دوسرا انہین نظر آیا چنانچہ ایک نقل کہ درحقیقت اصل ہے اسوقت
مجھکو یاد آئی ہے غالب کہ تمھین سنائی ہو ان لوگون نے مشتاق ہوکر اصرار کیا سننے کا انکار کیا

حکایت سہ جوان تحیر زدہ و چہارم برہمن پر مسکین

اُسنے کہا عزیزو میں مصر کی مین جہان مجھ محبوس زندان احزان جگر افگار جو دیدہ اخوان روزگار کا تجربہ کار
ہی اُس محلہ مین ان بھائیون کا جگھٹا پڑا ہی علین مصر کے یوسفستان مین کاشان سرا کے قریب
زلیخا منشون سے ملا گرگون سے جدا غلام کے ہمسایہ مین ایک مصر جی پنڈتائی بہت پڑھے

چوبے پوربے کے باج پئی سے پڑھے دوبے چوبے ایک کولنے مین پڑے رہتے سوا سے پوتھی پوران کنٹھ کرنے اور پڑھنے کے کسی سے بات نہ کہتے منتر اور استری سے دور دور رہتے تیئس چوبیس برس کے سن تک شادی نہ کی پڑھنے لکھنے مین عمر گئی پینتیس چھتیس سال کے بعد دوستون کے بہت سمجھانے سے دھیرے ہوئے طبیعت وحشت اثر راہ پر آئی بھنوری کر آئی گرداب بلا مین جان ڈالی دل کی حسرت خوب نکالی ناآشنائے کار نے ایک بار پوتھی پترا در کنار کر سارے بید و پران اسپر نثار کر عجیب و غریب ڈھنگ نکالا کہ دیکھتے ہی سارا رنگ تال بھنگ کر ڈالا بھرم جنجال مین پڑ گئے سنکال مین پڑ کے سہم سے مرنے لگے اور یہ کہتے بھاگ کے جاگے جاسے یہ بت بیو الی لکسپ نہ کرہو دو نشٹا وائی ہمین ٹکی براتی کھیلی کھائی نظر آئی اسے متوحش دیکھ تشفی کے کلمے لبہ پر لائی اور تفتیش حال کی اُس سادہ لوح نے یا ئی پڑھ سنائی وہ عیارہ سُنکے مسکرائی اور ایک اینٹ گڑھیا مین جسکے کنارے کھڑی تھی پھینک دی اُسکی کھائی پیٹ کے سمت آئی یہ معمے کی بات اُس کبہلا کی سمجھ مین نہ آئی کھیسین پھیلا کے کھسیانی صورت بنا کے رہ گیا تب اُس اتالیق شفیق سے نے بالتحقیق سمجھایا بوجھتے ہی بوجھ بجھا پیشاب ہو کے بہ گیا مرجھا ننگر ہو پا کلبلایا گھر کا راستہ سمجھایا اندھے بگلے کی صورت وہ جٹا دھاری بھگت امرت کنڈ مین غوطہ زن ہوا اپرے سکھ سے جیرن جیو نے اشنان کا مزا پایا مسپورن ہوا بعد بکف آوری گوہر مقصود یعنی اُس سمندر پھل کی ایکنا ئی کیفیت مین کیف ہو کے یہ شدول بنایا اشلوک کہہ دیکھین گُودو انم ❊ کات چھوو ت گج دا انم ❊ یہ سُنکے وہ ہمنون ہم مشربون کا ایکا چوتھے پر ہنسا اتنے مین دوسرے نے کہا ایک لطیفہ مجکو بھی یاد آیا ہی دیکھیے تو کیا خوب اشلوک بنایا ہی اے یاران ہمنشین بیش از ین مین ایک بار گنگا کے کنارے بیٹھا مچھلی کا شکار کھیلتا تھا کہ دفعتاً آنکھ جو اُٹھ گئی دیکھا اُس پار ایک گنگا تیر آسنی بچھائے ٹیکا چندن لگائے بیٹھا پوجا کرتا ہی اور ایک مادہ خر اُسکی پیش نظر چرتا ہی یہ دیکھ کے مین سرجھکا شکار مین مصروف ہوا بعد لمحہ پھر جو سر اُوٹھایا یہ دیکھنے مین آیا کہ وہ گدھی پیشاب کرتی ہی مہاجی کنکھیون سے دیکھ دیکھ کے مہاراج کی جان پر گذرتی ہی ہونٹھ چاٹ چاٹ کے رہ جاتا ہی صدمہ خواہش

ہر بار دلبر سمجھاتا ہی یہ ہیچمدان نے اُسکے باقی الضمیر پر مشرف ہو کر تجاہل عارفانہ کیا عمداً اسے جھکا لیا وہ مجھے
غافل سمجھ کے چپکے سے آستین میں باندھ گیلا انگوچھا گدھی کے پاؤن مین سانند حضرت شیطان کے
اغوا سے اپنا دھرم اور کرم چھوڑ حرکت بیجا کا مسلط ہوا دھیان اور گیان کا سلسلہ توڑ مختبط ہوا اُس
دیار گوش ہی سوتے ہین کی اُدا خوش نہ آئی صاف دولتی جمائی مہاراج جی اشنان کے عوض دریائے
خجالت مین نہاتے ایک سمت کو بھاگے جاتے اور یہ اشلوک سناتے اشلوک ای بسیا کھو
ننسلی ہری ہری دو وبہا چہ ندلی ٭ تو نسبت نہ دین آبنی ٭ دھوتی تو دی ری باہنی ٭ تیسرے
نے کہا ایک نقل بر محل ہے اس سے افضل مجکو یاد آئی ہے نئی ایجاد بالی ہے سبھون نے کہا ہان ہان آپ ہی
رہے جاتے ہین ارشاد کیجیے صبح ہونے پہ آئی ہے جلد فرمادیجیے اسنے کہا میرے موضع مین ایک پروہت
تھا نہایت مُسن کبرسن ہے بوالہوس لئے ایام پیری مین تیسری استری کی گدڑی بد استری کی
اور باتون کا گو گیا حساب اُسکے نزدیک یا بقول شخصے پہاڑون کی چڑھائی زمین آسمان کا فاصلہ تھا
بہ مقابلہ شمار آلا لا حاصل ہاتھ لگا شمار کہ اُس مضروب فیہ غیر مضروب کو مثل صفر خالی ہاتھ سے ضرب دیتا
سادہ لوح احمقانہ ہاتھا پائی سے بالائی مزے لیتا آتش خلد کے جلوہ مین صبح و شام وہ اسیر دام
خواہش خام بے دامون کے غلامون مین گنتی دیتا ایک روز کسی ضرورت سے جورو کو
گھر و بہاسیلی پدلیا کی تحویل مین چھوڑ کے اپنی برت کی راہ پکڑی وہ کٹنک تو اسی تاک مین تھا
فکر خواہش ناپاک مین تھا اُسکے جانے سے بہت خوش ہو خاطر جمع کر وقت کا منتظر رہا گھات مین لگ رہا
اتفاقاً ایک دن وہ ملکہ حسن خوف تنہائی سے باہر نہ آئی دہلیز پر بیٹھ کر پیشاب کرنے لگی خالی میدان
دیکھ کر اسکی جان پر گذرنے لگی دور سے بیٹھا بیٹھا گھات سوچا کیا جب وہ فارغ ہو کر اندر آئی یہ
ڈیوڑھی سے آکر اسی پیشاب پر مانند کبوتر چگا چگانے لگا ناک مین لگانے لگا اس ابلہ کو دیکھ کر وہ
نوخیز اُٹھ کر اسکے قریب تر آئی استفسار کے کلمے لب پر لائی اُسنے کہا مہارانی مجل بھوا ہون باز چگادت
ہون اسکو اہی قدرساق کی باتون پر ہنسی آئی دیکھ دیکھ کے بہت مسکرائی یہ تو اسی فراق مین تھا
مدت سے اشتیاق مین تھا سمجھا میرے جذب دل کا بیشک اثر ہوا جو اسکا میلان خاطر

ادھر ہوا مسکرانا ہنسی کا آنا بے سبب نہیں اب دل کی خواہش برآنا عجب نہیں دن کچھ دیکھو بھالے
لیے کلفت دل کے حوصلے نکالو غرض بیاہ کا نہ ہم آغوش ہوا ساغر مراد سے مدہوش ہوا
دل حرمان رسیدہ کی آرزو سے دلی برآئی اُس تشنہ دہن کی پیاس بجھائی پھر تو آرام سے بسر
کرنے لگے ایک دوسرے کا دم بھرنے لگے بعد چندے وہ گھر کو آیا بعادت بیہودہ اگلا ہتھکنڈہ
چمکایا پیمان اب اوپلے تھاپنے کی تاب کہاں لب پر تو اور ہی ذائقہ آچکا تھا گُبرے کی بدولت
کھیل عشق کا پہلے ہی جھپکا تھا حرکت بے اعتنائی ظہور میں آئی ناک بھون چڑھا ہیں تو تا ہیں بکولاگت
کی تقریر زبان پر لائی پنڈت جی ہی جی میں سمجھ کے پچھتائے یہ شلوک دل کو روک زبان پر لائے
اشلوک بینڈ پردیس گئے اور گھر رکھیو اندلیا ٭ من مانی گھرجانی بھی اب نہ بھاوے تب تھیا ٭ بتا سنے
مخلصون نے کہا بس چپ رہو سُنکے اُن تینوں مخصوصوں نے چوتھے کی جانب دیکھ کے قہقہہ مارا وہ بیچارہ ایسا جھ
پایا گیا کہ جگہ کھو گیا عرق عرق ہو گیا تا صبح انھیں باتوں کا چرچا رہا وہ محجوب سر جھکائے بیٹھا رہا
روز روشن ہوتے تینوں مخصوصوں نے اپنا اپنا راستہ لیا چوتھے مسافر کافر نے زنار کی پھانسی
گلے میں لگا کے اسی درخت کی شاخ سے خود کو لٹکا کشور عدم کا راستہ لیا یہ دیکھ کے میرا کلیجہ منہ کو آیا شیخ
مصلح الدین علیہ الرحمۃ کا قول یاد آیا کہ ظرافت بسیار ہنر ندیمان ہست و عیب حکیمان اگر وہ منشی یہ
قصہ نہ بیان کرتا تو کیون وہ بیچارہ جان سے گذرتا سعدی علیہ الرحمہ نگہ کن چو سوفار داری نخست
نہ آنگہ کہ پرتاب کردی ز دست ٭ ولہ زبان بریدہ بکنجے نشستہ صم بکم ٭ بہ از کسے کہ نباشد زبانش
اندر حکم ٭ ولہ زبان در دہان اے خردمند چیست ٭ کلید در گنج صاحب ہنر ٭ الانسان مخبو بید
لازم ہے جب تک گوہر سخن کسی جنس کا میزان خرد میں تول نہ لیوے زبان کے پلے میں نہ دیوے اور
زیادہ ہنسنا بھی بُرا ہے اللہ جل شانہ فرماتا ہے فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا جَزَاءً بِمَا كَانُوا
يَكْسِبُونَ ٭ پس عقل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سرگذشت اخیر اوسی اجل گلوگیر کی بیان کی کہ
فرط غیرت سے جان دی بنا سے یہ قصہ فاش سُنکے تینوں حارسان شش تاش شرم سے
گھر گئیں منہ چھپا چھپا سو گئیں زیارت غوث حق شناس صفوت اساس و

محبوسی شہزادی نگار ارم **اسیر یاس بہ طلسم حکیم بلیناس** جب دم صحاب کہف
سیاحت گزین یعنی سیارگان سپہر فلک نشین مع کلب کلب الجبار یار غار کہف مغرب مین سو گئے اور
طلسم کشاے صبح نے مانند حضرت کلیم عصاے عمود و ید بیضاے بیضۂ طاؤس کبود طور افق سے
نسبک خرام ہو کر رونق بازار وقت سامری گوسالہ پرست کے انوار دھو دئے آفتاب کی حدت دھوپ
کی شدت سے یہ حریق غرقت یعنی نگار ارم خفتہ تحت خواب غفلت سے چونک پڑی دیکھا ایک ہجوم عام کہ
ہمجنس نہین تھم نہی جان اور دیو سا ہیبت انداز دو و دام کا ازدحام ہے درمیان میدان ایک نگینہ ہزار چشمہ
گرد قناعت طلسم استبرق کی کھچی اسکے بیچ مین قاقم و سمور و سنجاب و صفور بچھی صدر انجمن ایسان تختہ گلشن
صفت مثال ملون مانند طاؤسان زری بال پری و پریزاد رشک گلہاے چمن سے دھک دھک کرتا ہے نظر
کام نہین کرتی اس رنگ سیمین اندام کا چہرہ گلفام دمک دمک کرتا ہے مقابل تخت طاؤس کے ایک
کرسی مرصع پر نقش و نگار سپہ سالار انجمن لعبان مہر درخشان میان ہالہ حلقہ زن جلوہ افروز گرد گروہ
جنات دیو و مہر دیو ہیبت انداز کوئی روئین تن کوئی پولاد بدن کسی کا قد انسانی سر فیل کا
کوئی ہیاتت سے بو الہی تماشا ڈیل کا کسی کے دو سر اور ایک دھڑ کوئی جوان کوئی ادھیڑ کوئی
گاؤ سر کوئی ہر اسوش پیکر گویا مجلس ازلی کا بجا سینگ سرون پر ایسا ایسا طرح کی صورتین کالی پیلی تہین
نرالی آنکھین نظر کیا وہم و گمان مین نہ آئی تھین ایسی صورتین کبھی کاہے کو اٹھائی تھین بسر دنگاہ
جان قالب سے نکل گئی روح جسم مین گندھ گئی ایک تو تموز آفتاب دوسرے مخلوق ناری ہوش
بیتاب تمام بدن مین آگ لگ گئی گھبرا کے ہمراہیون کو جگایا انھون نے جو آنکھ کھولی وہی سوز و گداز
پیش آیا ایک نگہ کردہ آشیان سے حیران ہو کر اوس طائر سحر بیان سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے
ساختہ پرداز کی زبانی اس نے تسکین دے کے کہا حضور اب مسرور ہو جیے کلید امید حصول
ہوئی شاہ صاحب کی بیداری کی باری آئی دعا قبول ہوئی ہی یہان کا دستور ہے یہ فرقہ
اسی دن کے واسطے ہو ہر سال مین دو بار یہ جشن نوروز ہوا کرتا ہے ایک عالم کی
حاجت روائی ہوتی ہے ہر بندہ کی روائی ہوتی ہے جھاڑ پھونک سے خلقت

خلقت نازکو سوز ہو آیا اور سکو قلت تشنگی نہایت سے انکو سکون ملا اب قرار پر حال زبون ہوا اتنے مین
شور جو انکو نمناسے مردودون سے کچی پرمون چی آئے پلکین جو یا تاباں سے مانند نیستان سرکا انکھین
لال لال ہو گئین غزال پر جلال کو بیابان ہجران آ زمین جنگال ہے تماشاگاہ تماشا مین جولان کیا
ابرو سے چشم ٹپکنے سے جیسے تھے دونون مین بھلا ان بیٹھے تھے چنگ رباب و دف بانکے جوان
لیا اور ایک بارگی فقار کی اُس پری نے بانہہ لی لپٹے اندر سے اٹھ کر خیابان خرامان کلبۂ نیستان
دامان سے باہر آیا اور تمکنت کو تر مین کہ ہمانند شمع آب عاشق سے جھلکتی تھی اور چشمۂ
آفتاب بسان جھلکتی تھی نقش خیال کمر اُس پری کے اندر گھسکر ہولہ لگایا ابرازان طفل سرشک ساں
پر شیشے سے ضمیر ہر شکل آئینہ سے آزادی جسم انور پر آراستہ کر کلاہ آزادی سر پر رکھ کر تمام بدن مین عطر لگا لاوی
سے آیا اوج کمال کا مہینۂ ہلال بہ مثال اُس اورنگ
سلیمان پہ جا کر چہرہ پریزادون کا کچھ پریزادون کا بیچ مین تخت روان سبک خرام
بسان سرو سلیمان علیہ السلام بہ شوکت و شان برابر آگراسی کرسی نشین سے جا گزین ہوا وہ عطارد
تمثال اُس بدر کمال کو دیکھ ہلال ہوا آداب تسلیم و استقبال ہوا اسکے بعد حسب ارشاد عرش بنیاد
داحت کا نقش ہمراہ کرسی نشین ہو اسیطرح کہ کتبہ عدالت اوج پر آیا اور یاسے داد و دہش
سہج پر آیا اور آفتاب قطب الاقطاب اور وہ شاہ جن اُس کا معتقد وہ جانشین لاجواب ہمیشہ سے
یہی دستور تھا کہ سال مین دو بار جلوس فرماتا کسی کو آزاد کسی کو محبوس فرماتا جناب کبریا سے اسی امر
وہ آمر مامور تھا آج بعض فروع احکام معزولی و ماموریاں نوری و معزولی ابدال و اوتاد ہر اقلیم آباد و تعینی و
تبدیلی اولیا سے ہر ولایت کو زہاد و عباد بخشی سے پاس نامہائے شاہان ذوی الاقتدار
و دستور العمل فرمان روایان با وقار پیش کیے اعمال نامہائے ہر شہریار پیش کیے پہلے مثل خوان نے
عرضداشت صاحب ولایت کشور کوکب ہند ظل اللہ آذر شاہ مظلوم ہو گیا و شکایت ظلم قرناس والی
بحر عمان جن سے شاہزادہ نگار عالم ہما سے اوج جمال کو شہباز عشق کے زد پر بار اکرو الدین
خستہ حال بیلے ہیر و بال سے چھڑا کر دام آلام مین پھنسایا تھا اسکا مرزوم آنجا اکے اپنا دیرینہ انکو

بسا یا تھا پڑھنا شروع کیا مرجع عام نے گوش دل اُس طرف رجوع کیا تحریر تھا کہ ای پیر روشن ضمیر حقیقت
تحریر یہ ہمین پڑھنے سے مشتہر ساری ماہیت تجھ پر منکشف ہی جیسا کچھ قرطاس سنگ دل بحر عمان کی
لعبت بازی و بدسگالی سے ملک آزر شاہ کا تباہی مین متصف ہی نہنگ و بحر سب کا ناکون مین دم
لبون پر جان ہی ہیچ حوت تک شور الامان ہی میٹنے ایک شب گوہر شب چراغ اس کا شانے کا کہ
از خود داعی تھا محو راحت نہنگ بحر شجاعت گوہر شہنشاہی تھا بقول مشہور گھڑی کا گھڑیال اُسی حال
مین یہ بدسگال آپڑا ایسکہ مدت سے اُس یتیم حُسن کی جستجو مین ہر مکان اور شہر کے ناکون پر
جاسوس لگا رکھے تھے بلا پرس جو مجمل استقلال آپڑا سب پر منکشف ہی کہ باد سحر نے جسم جس پہ
جوہر کا چھوا نہین اُس والا گہر کو اس سو سماغوار نے نو و بیمار خدا معلوم کس غار تیرہ و تار مین چھپا یا
آج تک کچھ مفصل سراغ نہ پایا مگر خارجا سُنا جاتا ہی کہ اُس جگر گوشہ عبد الرشید کو صدفی حج ڈبے
درج مین جوہر زخار کے اندر شکل تخت گاہ عالم الملکوت بصورت عورت بنایا ہی پھر اکر چھپا یا ہی افسوس صد
افسوس والدین خستہ حال کا احوال قابل قیل و قال نہین اُس لعل کے خیال مین آنکھین پتھرا گئین
لبون پر جانین آگئین ماں تو ماں ہی ہی باپ شکل سیماب وا ہی ہی یا تو شہر مین لنگر خانہ جاری تھا ہر روز پلاؤ کے
گھاٹ لوان و کشتی کی پانات رعیت و سپاہی کا بیڑا پار تب یکساری تھا یا قوت کے نہ بہم پہنچنے سے خود شہر یار کو
قوت سخن ممکن نہین دریے کا لیا نکو جبتک اُس کان جود کے قرب گوش آقیق نہ ماری بات سُننا
ممکن نہین پیاسے یا قوتی چند لخت جگر فی روزہ مقرر ہی لخت جگر کے سیل فراق مین یک لخت مل ہوا اور
سر مین سارا شہر پر آشوب ہی ہر غنچہ سینہ پُر امید آبرو کی شست و شوب ہی کل ملک اس کے گل کے
غلم سے سخت تنگ ہی ہر گز زیست کے دن نباہتا ہی ہر دل بے مانگے موت کے مرجانا چاہتا ہی دیہات کی
وہ کیفیات ہین نہ کسی کو آب و دانہ کی خواہش نہین بالی جتنی کیسی کھیت اور مینڈ کی صورت نہین دیکھی
شکل ملوک مثال خاک نشین ہین شاہزادہ دریا نوال کے تمناے وصال کے چھینٹون سے تر زبان
خاک نشین ہین اور شمس و سُس داغ کا دہ راج ہی کہ تال پوکھر آج قطرۂ آب کو محتاج ہی اخضر سیہ خم کے
سبز قدم سے مزرعۂ عیش گرد ہی سبزۂ زخم سر شکسمار اس شعر کی بحر مین سیراب ہو کر

بجشنگ گفتہ عشق ہے کہ او رگریہ پائیلم بہ بلبلین گفتہ ہر خاطر کہ دل ماغم پاہی راہ نہ یہ سنکے شاہ خجستہ کلاہ نے
ظل اللہ کی سرگردانی پر بہت تاسف کھایا آنکھون سے آنسو کا مینہ برسایا شیر خوش تدبیر سے فرمایا اسکا قلع
وقمع تجھسے متعلق ہو اُسنے اُٹھکے سلام کیا عرضداشت کو بوسہ دیکے ہاتھ مین لے لیا دوسرا ذکر جو اسکے
مطابق ہو اُسکو یون لکھتے ہین کہ ہنوز مہر جادو سحر پر خوش تقریر نے خرابی حال شاہ سکندر بخت
او کیفیت پردہ دری شہزادی نگار ارم بدبخت کی شاہ صاحب کے حضور عرض نہ کی تھی کہ دفعۃً خیمہ
خاطر خطیر پیر روشن ضمیر پر جو کشف کا بعد الٹ کر ایک عجوز فرہاد کش نہایت کھیاٹ پرانی بیٹے حال
حضور سے لگائے فریادی کی شکل بنائے چلاتی غل مچاتی حاضر آئی ڈیوڑھی پر غضب وادب کے دونون
دربان تھے ہان ہان کر کے مانع ہوئے آنکھ دکھائی کہ تو کون ہے کیا نام ہے کہان جاتی ہے کیون غل
مچاتی ہے اُس مکرہ نے کہا یہ ضعیفہ مورد آلام ہے آرزو نام ہے غضب نے کہا بڑھیا ڈائن تیرا یہان کیا کام ہے
چل چل تیرا نہ تل یہ کہکے گردن پکڑ نکالنا چاہا وہ دوڑکر رحم کے دامن مین کہ ایک کونے مین
کھڑا تماشا دیکھتا تھا لٹک گئی اُسنے رحم کھا اُسکے پنجہ سے چھڑایا موجب شان و نزول دریافت
فرمایا اُسنے کہا شہر مقاصد آباد محلہ آصد رپہری ہین مکان مرزا ابدل بیگ خان کے زیر سایہ میرا جھونپڑا
ہے شہزادی نگار ارم اس قلمرو کی فرمان روا ہے مقدمہ کے ظلم سے سخت نالان ہون دعا کی و سنگیر ہیئے
یہان تک پہونچی ہون جو یاے دربان ہون رحم نے کہا اچھا غل نہ مچا کوئی شکل نکل آئیگی تو
کسی طرح وہان تک پہونچ جائیگی پاس سست اساس کہ جہان ناحق شناس کی آشنائی تھی آرزو کی
دشمن جانی تھی کہین حقہ کی چاٹ مین دمباز وبی بیٹھی تھی اس بد جو اس کے پاس آکر بہلا پھسلایا
کہ پلٹ جانا حق آپکو خاک مین ملاتی ہے دھول اوڑاتی ہے یہان کچھ نہین ہونیکا امید کہ سرتاج
مرد میدان ہزہ بیتان رحیم مزاج ہے دردمندون کے درد کا علاج ہے اُسنے اُس ٹھگن رہزن کی
نکالا کے بزجر و توبیخ نکالا اور ہمراہ اجابت عرض بیگی بحضور شاہنشاہ ظل اللہ بھیجا آرزو نے سوال
نگار ارم کا بیان ناشادہ کا جسکی یہ فرستادہ تھی وزیر صائب تدبیر خوش خصال وراک ادراک کے ہاتھ مین
دیدیا اُسنے حسب ایماے شاہ کیوان جاہ خلاصہ عرضی کا پڑھنا شروع کیا لکھا تھا کہ ای غوث مستغیثان

داغ ... پیدا و پیسان یہ عجوبہ عزلت گزین میرے جگر گوشگان سے ہو سرمایۂ حیات جہان سے ہو ایک
مدت سے ... تھے اپنے سایۂ عاطفت مین پالا ہی دل سے دکھ اٹھایا ہی سو اب مقدر سرکش بالفعل
ہاتھ سے اسکا ناک مین دم ہی کو وہ میرے جور قلم رو کا ایک قدم ہی آگے جب کبھی کہ موافق و ہمدم تھا
مستعد ... یان شادی ... دلگیری ہر دم تھا بالفعل باشتغال محبت ہو بہ ادہمر کار عشق آشنا نگار عالم
... بالکل مملکت محروسہ دل درہم و برہم و پامال فوج ملال کیا ہی اسنے بھی ...
... ہوش و حواس ... اور دریا برد خزانۂ دین و ایمان تو شہ ال کیا ہی حیا و شرم ادراک
... جنہوں مین محبوس کر کے فراق سپہ سالار بلا و اشتد ...
... کیا ہی ... بند کیا ہی سر شام ایک جام خوناب بجاے شراب دو کو فتنے کو وقت کے ایک
... معول آدیہ زندگی کا اصول ہی اب مین براے نام باقی ہون یقیناً آجکل مین
... ابتلا سے پیدا و عنی حامل ... اتفاقیہ اپنی اولاد کو بھیجے اور
... یہ ... زادی مرد کو بھیجے جب یہ جملہ تمام ہوا خیال شاہ صاحب پاکین انجام ہوا
... سال نگار عالم کے موافق اسکا بھی حال پا پا شاہ جن کے تحت اسکا ...
... کافی ہی کہ مجسم کشور جسم اسکا چین کا اسکی زیر نگین
... ہو جائے کو زل سے یہ ملک اسکا معافی ہی بعد صلاح و مشورت بسیار
یہ بات ... کہ پہلے بنام قرناس فرمان جائے بعد ازان جیسا کچھ ہو وہ عمل مین آئے اسیدم
... قلم نے توسن سبک خرام خامہ کی فعل نال کلک سے باندھ
... مین ڈال ... کے سکھی ... کا لئے بیدا سے نا پیدا سے اندر زد بند ...
... تے جھٹکے سے میٹھی بولی مین دو ردمی دکھائی فرمان بنام قرناس
... بباب شاہنشاہ حق شناس وظیفہ خواران خوان زبرجدین وزلہ ربایان ادیم
... خورشید عمارت آلود او ... نور سینہ سیر آمود کے ذائقہ ... جسکو ...
... زبان حال سے ... لذت مکافات کی کاشف ہین مشہور ہی کہ یہ رفاق ...

تنگ گو بظاہر شہنشاہ ہی مگر باطن مین بس کٹ لیتی ہم عیر یہی سنا ہوگا شاہ مازندران نے شہنشاہ ایران کی
مجعوبی مین جو کچھ صلہ پایا چاشنی خوار خوان ہفت خوان کے ہاتھ سے کون کون لقمۂ زاغ و زغن ہوا
کیا کیا مزا پایا کس کس کا کھن ہوا عقلیہ یہ بات ہی کہ جتنے کام شیطانی ہین وہ بظاہر خوب سب کو پسند ہین
مگر باطن مین معیوب بے حد قبیح و بد ہین جن نے اس شعرہ پر دست تناول و تطاول دراز کیا آخر کو ناد ہ
صفر اسکے نما بینے تنگ ہوا القصہ کام نہنگ ہوا یہ معروف ہی کہ کرد کہ نیافت جس نے جیسا کیا ویسا پایا
اور یہ تو کالشمس لنصف النہار ہی ہی کہ ہر کہ زین جناب سرتافت طعن سنان بر جگر یافت سر اہو نادان
بر لب جام بوسہ دادن بہ از زیر تیغ گردن نہادن و ریتول سنا ہی کہ تمنے دست تظلم بنی آدم پر
بہت دراز کیا ہی علی الخصوص شاہان ذیجاہ کو کہ ظل اللہ مین کہ ایک عالم کی پشت پناہ ہین زیادہ تر
وقعت سوز و گداز کیا ہی چنانچہ مشتے نمونہ از خروارے بیچارے آذر شاہ کو تمنے بالکل تباہ کر دیا کہ فرزند دلبند
اُسکا اندھیرے گھر کا چراغ بقول شخصے اندھے کی لاٹھی مرہم داغ تھا اپنی چاہ بگھار و لو اپنا اثر الا سے ہو
ناک والے سے جھگڑا لائے ہو آہ مر افسری بے کلاہ کر دیا تمہد افغا کشا تمکو لکھا جاتا ہی اگر تمھاری تقدیر
بر سر آتی ہوگی اور خوشنودی خدا و رسول مقدر معلول مین لکھی ہوگی تو صاف صاف لکھنے پر کمر باندھ سیدھے
سنانے پر شیر سے ہو کر راستی ہو جب بنا سے خدا سمجھ کے یک لخت سرکشی و کجروی کی چھوڑ کے ذرا سیدھی
راہ راست غریب ملنبری و حلقہ بگوشی سکے ہوگے ورنہ ہیہات ہیہات کہ کسر پر ہاتھ دھرکر رونا پڑیگا حکومت سے ہاتھ
دھونا ہوگا مناسب یہی ہی کہ بغور بال بکشا سے افتخار نامۂ نصیحت شمامہ اس بہار سیما سے بادشاہی شاہین
بوج جہان پناہی کو بسیجد و تصور اولاکا عنایت سمجھو تاکید اکید جانو زیادہ زیادہ یہ لکھ کے مہر کرکے ایک جن چار
فصیح زنگار مند رویان مرغ سلیمان کو دیکر فرمایا رسم سفارت بجا لانا ہست شیکا صاف صاف اس لکھ سے
جواب پہنچانا ادہر شاہ صاحب ذیکلمہ برخاست فرمایا تینون مسافران بادیہ پیما کو سپرد شاہ جن کرکے ارشاد کیا
انکو جان کے برابر سمجھو حتی الوسع دلجوئی و پاسداری کیجیو یہ سنکر اس شیر نے زمین پر لکیر کھینچی سارا وہ
کارخانہ طلسم گرد ہوگیا ہوا کے جھونکے مین کھو گیا پھر وہی جنگل سنسان انسان نہ حیوان سوا اپنے بندی
تمہنید اس شیر کے اور سارے ہوا خواہ ہوا ہوگئے نظروں سے کھو گئے فرش ریگ صحرا سار کی قنات کرنی کا

جالائی بخارات ارض شناسایانہ وآل جو پری وپریزاد نظر آتے تھے وہ کاس کے پتلے تھے دیوزاد گوشے
تھے تخت تنکا شمر مسند و تکیہ کنگرہ و چھپر ودوکھڑی تزئین کے واسطے یہ فعل ہوا کرتا تھا سال مین طلسم کا
کھیل ہوا کرتا تھا حسب الحکم شاہ صاحب یہ سب خاک مین ملا حجر و شین ہوئے دوسرے صاحب مستور
اپنے الوفے کی فکر مین ایک سمت رو بین بشکل شاہین ہوے تھوڑی دیر کے بعد مٹھی مین لیکر آئے چار ریتا
گھوم گھوم دانہ خردل بکھیرے ہنوز رائی بالکل بکھرائی نہ تھی کہ دفعتہ ایک صدا پیدا ہوئی مضمون اِذَا الاَرضُ
مُدَّت وَاَلقَت مَا فِیہَا وَتَخَلَّت زمین شق ہو گئی اس سے چار شخص بہیات عجیب بصورت غریب
نکل کے سبحان اَفَلَا یَنظُرُونَ اِلَی الاِبِلِ کَیفَ خُلِقَت شتر صورت بلبلا کے کہا حکم ہو اس عامل
بے بدل نے کہا چار سواریان لاؤ ہمین وطن پہونچا دو یہ سنکے وہ نظر سے غائب ہو گئے اس جگہ کھو گئے
بو لمحہ چار سوار انھین غار تیرہ وتار سے نئی شکل کے نمود ہوے ان چارون کے سامنے موجود ہوئے
تمام جسم سنگ خنگ نقرہ شفاف بحدیکہ اس شب تار مین عکس انکا جسم آتا جاتا تھا دور سے مانند
شعاع نور کے نظر آتا تھا از فرق تا گردن چہرہ انسانی نہایت روشن باقی بدن بشکل توسن شانون پر
بازو سبز مثال بال طاوس لبغایت نو مصرف کاٹھیان کھینچین زین دست عروس کی صورت مہندی سے
رنگین پر دامن سبق از پا تا فرق جواہر مین غرق جھم جھم کرتین بادہ ایک نہ سامنے آ جلوہ گر ہو کر خوش فعلیان
کرنے لگے اٹکھیلیان کرنے لگے حسب ارشاد پریزادان تینون نے سوار ہو ہو کے باگین بعین سمت
مقصد کی رہین سر کین آن کی آن مین شہر اندراس یعنی پرستان مین سواریان ہوئین لگتے ہین کہ
لبتی بڑی ہوا لبستی ہو درو دیوار سے کیفیت برستی ہے شاہ جن نے یہان آکر انکی خاطر مکان عالیشان خالی
کرا دیئے خدمت کو پریان حوروش اور پریزاد غلمان نژاد بلا دیے اب یہان یہ تینون مسافر چالاک قدر کے بخیہ گر رہنے لگے
اندوہ فراق کے صدمے سہنے لگے ایک شب چاندنی کی بہار دیکھ کر شہزادی کاجی کلہلا بالائے بام پلنگ بچھوایا
چپ و راست وہ دونون دستانچے مین یہ پرسوز گداز پہر رات تک اپنے دکھڑے کہا کین بکتے بکتے آنکھین
لگ گئین سچ تو ہے جب کوئی امر ہونے والا ہوتا ہے تو کچھ پہلے ہی سے اسکا سامان ویسا ہوتا ہے سر رشتہ شعور کا
کھو جاتا ہے دانا نادان ہو جاتا ہے اس روز دن ہی سے خلاف وضع باتین اکثر ظہور مین

آئین سموں نے نکھر نکھر نئی نئی وضعداریاں زیبائش فرمائیں اگرچہ اون دونوں آفت روزگار کا بھی
سنگار غضب کا تھا اپنے اپنے ڈھب کا تھا لیکن نگار ارم کا جوبن ٹپکا پڑتا وہ مردانہ لباس پھوٹا
نکلتا وہ انگرکھا اطلس کا بادامی رنگا ہوا بلکہ اسپر کامدانی کی فردیاں گویا زردیاں اودی گوٹ تین تین
کمرٹیاں وہ گدرا سینے کے اوپر کچھ کچھ کھیان کا اوبھار موافق سن برس چودہ پندرہ کی عمر اومنگ کے دن
وہ گدرا بدن کھچا کھچا سڈول رانوں میں چڑی داریا پائجامہ سرخ اطلس کا بھچا بھچا ہر پہلو سے جوبن کا
دکھاوا آفت وضع قیامت کا سناوہ دوا کے بازوؤں پہ شمع سے روشن تیز ناک میں نیند وہ آنکھیں زمرد
کا دے سادے منھ پر وہ اور بھی ستم اٹھاتا جوڑے کا ہر پیچ دل کو پیچ و تاب کھاتا پان کا لکھوٹا
مسی کے لاکھے کو شرماتا چرخ کبود کی مجلس حیران تھی لبوں پر جان تھی زہرہ کا جرم نیلا داغ نظر آتا
صاف صاف پیٹ پر ہتھیلی کی لکیر تھی بندہ کے زعم میں وہ تار نفس کی تصویر تھی چشم نیم باز فتنہ جویانہ
کو آنکھ دکھاتی غنچہ دہن کی نادانی نسیم شگوفہ شبو کو شرماتی درج دہان کے کچھ کچھ کھلے رہنے سے وہ دندان کا
گچھا نظر آیا یاقوت کے گلدان میں موتیا کی کلیوں کا غنچہ نظر آتا نفس کی خشکی سے جو لب شکرین پر پڑی جمی تھی
وہ آتش خاموش پر دود اور دود ہی پر ورق نقرہ سے جمی تھی وہ انگڑا انگڑا کروٹیں بدلنا نیند کی خمار میں
گاہ سینہ گاہ جسنار ملنا کبھی کروٹ کے صدمے سے جو کمر بل کھا جاتی تو منھ چھپا چھپا لب پر [illegible] سے
اُف اُف آتی اور جو کہیں خواب میں لاحق حال خیال یار ہوتا تو ٹھنڈی سانس و سسکیوں کا گرم بازار
ہوتا اور جب کبھی سانس کی ٹھیس سے دل کی پھنسی دکھ جاتی منھ بنا تیوری چڑھائی گاہ بے چینی سے
چت ہو کے جو ٹانگیں پلنگ کی پٹیوں پر آرام پائیں درمیان سے پھیل جاتیں تو غنچہ سربستہ
نیم شگفتہ ہو جاتا افراط صفا سے پائجامہ کے اوپر نظر آتا کلیاں شرماتیں بلا منت درمیانی وہی چڑیا کا
مرنے اور ملتا تھا جسے محرموں کا مرغ وحشی سا پھڑپھڑاتا جوبن پکار پکار کے سناتا تھا مومن دیکھے
ہی چاندنی وہ زمین پر نہ گر پڑے ⁘ او چرخ اپنے توسن کامل کو تھامنا ⁘ اور پیٹ ہو جانے سے دو
مہتابیوں کے بیچ میں گل سوسن کی نمود تھی فلک نیلگوں کی دیکھ دیکھ کے چھاتی کبود تھی باین
پیرانہ سالی جی بھر بھر آتا تھا اوندھا سیدھا اوپر ہی گرا جاتا تھا اگر ان دونوں ہمنفس کا عصا تنفس دستگیر ہوتا

تو کوکب کا گریبان تار تار القصہ جب شیرین شب کی زلف تا کمر آئی اور خسرو انجم لیے ہم آغوش ہوکے ہوس خام یکائی سمت مغرب سے ایک جن حکمت اساس موسوم بہ بلیناس کہ طلسم گر اس شہر مین مشہور تھا دیار بنی جان بلکہ سارے پرستاران اوسکی شہرت سے معمور تھا مع چند ہوا خواہ ہوا کھائے ستائے کے ساتھ تخت اوڑا اپنے پلٹا آتا تھا ناگاہ نگاہ اس کمبخت کی ادھر پڑ گئی سنان عشق سینے مین گڑ گئی یہ حسن خداداد بیحجابانہ کبھی اوسکی ہفتاد بنیاد کی بھی نظر سے نہ گذرا تھا گو ایک سے ایک حسین درمیان پرستان ہے مگر انسان کی ادا اونھین کہان یہ پہچان اور یہی جوبن اوبھر اٹھا اسکی اور چاند کی جوت ایک تھی باہم کی جوٹ ایک سے ایک تھی پہلے تو اسے شبہ ہوا کہ کسی نے چاندنی مین مہتاب روشن کی ہے جسکی یہ روشنی پھیلی ہے بعد غور جو دیکھا آدمی کا ایسا نقشہ نظر آیا بیتاب ہوکے تخت اونچا نیچے لایا بیحجابانہ وہ صورت معشوقانہ تنہا جو دیکھی منھ کو کلیجا آیا سمجھا طفل پری نہاد ہے از قسم آدم زاد ہے تمام بدن سنسنا گیا تخت ہی پر غش آ گیا ملازمون نے دوڑ دوڑ کے سنبھالا آخر شبو سنگھا ہوش مین لائے اوٹھا کے بٹھالا مگر جو دیکھا تاب نہ لا سکا بیقرار ہوکے لڑکھڑاتا گرتا پڑتا پھر قریب آیا پھر جھکا کھایا لیکن پھولون لپٹے سینے کی خوشبو سے دماغ معطر جو ہو گیا آنکھین کھل گئین چشم عشق و دیدۂ حسن کی نگاہین تل گئین دیدے پھاڑ پھاڑ دیدون کی شکل دیکھنے لگا رعب حسن نے آنکھ جھپکا دی مفصل نہ دیکھا گیا دیدۂ احول جھپنے لگا بہزار دقت کھسک کھسک پلنگ تک پہونچا اوپر قدم رکھا بوسے کی خواہش مین منھ کو پھیلا کے بار بار نزدیک لیجاتا مگر حبیب لمعان رخ تابان سہا جاتا آنکھین بند ہو جاتین تو شک پر چاہت جا جاتا نا دیکھی گیر و دار رہی طبیعت بیقرار رہی ناچار بخیال اخفائے راز پلنگ سے اس کیدی نر نے اوتر کر ایک پریزاد سے اشارہ کیا چارپائی کو اٹھوا لیا اب وہ برج عفت کا تارا اپنے قلعہ کے برج مین لا اوتارا یہان پھر وہی ہنگامہ شروع ہوا نیر شہوت طلوع ہوا الا جسکے ستر کا ستار ستار ہو وہ کس ہاتھ سے صد تار ہو لاکھ سر پٹکا کوئی کوشش کارگر نہوئی تقدیر راہ بر نہوئی اتنے مین اوس بدمست کی بوے جسم اس نازک دماغ کے دماغ مین جو پہونچی آنکھ کھل گئی یکایک سم سینہ مین ٹل گئی اسکے فہیم تھی

سمجھی نہ لاگ نیا رنگ لایا ناز سے جال میں پھنسایا تجاہل عارفانہ کرکے بولی ابھی سوتے سوتے میں نہ چھیڑو یہ
کہا مگر سمجھا شاید لونڈا مجھ سے ناز کرتا ہے غمزہ راز و نیاز کرتا ہے پھر وہی اگلے ہتھکنڈے چلا گندہ دہن بوسے
کی چاٹ میں نٹ ڈھیلے کا ایسا تھوتھن قریب لایا جوش میں آ اور ہی ڈھنگ جمایا اسنے موقع جو پایا
جھلا کے ایک لات ایسی ماری کہ سلطان جہان سر تلے ٹانگیں اوپر پلنگ سے دور تر جا کر گرا
لب شکرین کے لالچ میں نہ سور بخت منہ پھیلائے تو تھا ہی خاک پھانک گیا جواب شافی کافی پا گیا
کھسیانا ہو جا کر دور بیٹھا تمام بدن میں عرق آگیا تا آنکہ عروس لیل مانند لیلا نوشاہ سحر رشک ابن سلام
سیہ اختر کے آغوش سے کود کر حجرۂ مغرب میں روپوش ہوئی اور نوشاہ خاور پشیمان و پسپا ابن سلام
ناکام اپنا سا منہ لیے انجمن روز میں جلوہ فرما ہوا نسیم صبا سے وہ سرہوش ہوئی وہ محجوب کچھ و گردن
جھکا منہ چھپا سیدھا اپنی نشست گاہ میں چلا آیا کاروبار معمولی میں دل بہلایا مصرعہ عدو شود سبب
خیر گر خدا خواہد ۔ یہ بھی استمداد غیبی و استعانت لاریبی تھی کہ اس وقت کا لات کھانا اس لیئے بت پرست
بد مست کے دل پر نشانہ سا لگا ایسا کچھ ندامت نے لیا غیرت چھائی پھر زردو نے بلیٹ کے شکل
نہ دکھائی مثل سیرین صورت چھپائی دل ہی دل میں چور رہا سب سامان تکلف مہمانی حاضر کر دیا اسباب
ضروری سے گھر بھر دیا جبر مقدر سے مجبور رہا پھر اپنی برزخ نہ دکھائی تا مقدور دور دور رہا اس بیقرار کی
کیفیت قابل تقریر نہیں لایق تحریر نہیں ایک تو دوری دیار دوسرے مہجوری دلدار ایسے جدائی
یاران غمگسار رو کی نہ ہنستی ایک سسکنے کا عالم تھا دل بیل جان دق ضیق النفس تنفس سخت ماتم تھا
بہت ماہ میں توبہ بھولی ہی حرقت نار جب سے زاید حدت انگیز ہوتی ہے پانی جم جاتا ہے شدت آفتاب جب
زیادہ تمازت بیز ہوتی ہے مینہ تھم جاتا ہے گاہ تمام جسم میں آگ لگ جاتی اندہی اندہ ہلکاتی کبھی قبض
قلب سے ہاتھ تھا اور چھاتی وہ دیو سار عذار لیل و نہار اس ادھیڑ بن میں رہتا کسی طرح یہ گل کھلے
کہ یہ غنچۂ رعنائے ناشگفتہ دوشیزہ ہے یا مرد ہے کہ دین اکثر عورتیں ہوشیار قیافہ شناس بحیلۂ خدمتگزاری
اس مشغوف گریہ و زاری کے پاس بھیجیں ہر بار میں تو بدرجہ و در میں تھی فوراً تار لگئی کہ اسنے میری مجبور
بھانپی فوراً آپ کو اب لیے رہتی بخیہ کھلانے کے ڈر سے لب سے رفو کیے رہتی کمتر بات کہتی بیشتر ساکت رہتی

وہ فیروس دور ہی سے بیٹھے پہلوانون کی طرح کھا مین بیتا تا آپ قریب نہ آتا یہ اسکو بھی غنیمت شمار کر شکر خالق بجالاتی شعر و سخن مین طبیعت بہلاتی مذکور رنج معمور آفی تذکرہ بہار ارم وزیرزادی خزان دیدہ جور صیاد عشق کشیدہ مہجور جسم مہرو نشان بسان ماہ کنعان خواب غفلت سے چونک کر بہانا فی الضمیر منیر تاثیر سحر بفحوائے مضمون انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتہم لی ساجدین روشن کر ہوا اور گرگ شب ناشکیب بخوف تمام فاکلہ الذئب سمت کنام مغرب ہرن ہوکر غائب از نظر ہوا شبنم کی خشکی سے بہار ارم وزیرزادی کی آنکھ کھل گئی دیکھا پہلو مین خزان غم کا خار ہر کنار خالی از یار غمگسار ہے پہلے تو تشویش ہوئی پھر دل کو تسکین دی کہ شاید کسی ضرورت سے گئی ہو لیکن یہ بندھی بات ہی جب کوئی برائی ہونے والی ہوتی ہو تو دل پر کھل جاتا ہی جو امر واقعی ہو ذہن مین ٹھن جاتا ہی اس کا قلب کچھ پہلے ہی سے دھڑکتا تھا گھبراکر اُٹھ بیٹھی لیکن اب زیادہ وہم نے جولیا تو اسکی پریزاد کو بیدار کیا اس خرابی کا اظہار کیا وہ بھی سنکر سخت مشوش ہوئی اُٹھکر ادھر ادھر ڈھونڈھنے لگی اور مقامات ضروری دیکھ بھال پلٹ آئی طرفہ خلش ہوئی بہار ارم بے سر و پا ہاتھ ملی یہ لب پر لائی کہ ہیہات ہتھ چھیڑ ہوگیا رات ہی کو یہ اندھیر ہوگیا افسوس ایک غم سے تو ہنوز نجات نہین پائی دوسری آفت نے صورت دکھائی ہم تو سمجھے تھے کچھ دن آرام کرینگے سحر عیش سے مبدل شب غم کی مبدل شام کرینگے لیکن

قطعہ مومن

پھر بہار آئی وہی دشت کے سامان ہونگے ✥ پھر وہی پاؤن وہی خار مغیلان ہونگے ✥ سنگ اور ہاتھ وہی وہ ہی سر و داغ جنون ✥ وہی ہم ہونگے وہی دشت بیابان ہونگے ✥

گا وہ سوگوار اُس نگار غمگسار سے مخاطب ہو یہ سنانی

قطعہ میر

یاروں نے یار و لایا اپنی تو یون ہی گذری ✥ کیا ذکر ہم صفیران یاران شادمان کا ✥ قید قفس میں ہین تو خدمت ہی نالکی کی ✥ گلشن میں جیسے تو ہمکو منصب تھا روضہ خوان کا ✥ خصوصاً اس ماہ پیکر جس تاریخ سے اپنا شہر چھوڑا ایک روز بھی غم سے مہلت نہ ملی ہر ہفتہ عشرہ محرم کے برابر گذرا سال کا سال یون ہی بیتا

رباعی

برق کی طرح بیقرار رہے ✥ ابر کی طرح اشکبار رہے ✥ بلا اسبابکی برسات مین تو اے ساقی ✥ ہمکو ایسی ہی کاروبار رہے ✥ اُفتادہ روز سیاہ

اُس جانکاہ کو نالہ و آہ کو ذرا گذرے جی ڈوبا گئے جی اُبھرا صبح وقت یوسف روز سریر مصر غرب پر جا کر جلوہ گر ہوا اور قمر نابینا مہجور دیرینہ شمیم قمیص عکس نور سے مانند حضرت یعقوب علیہ السلام نور چشم حاصل کر مع جگر گوشگان کجاوہ شتر بے مہار چرخ دوار پر سوار ہو کر رہ سپر ہوا آپ اسیر تری تازی بلا نازل ہوئی جس مقام پر وہ گم گشتہ آرام کرتی تھی یہ بے چین آ کر گر پڑی خاک آدمی آنکھوں سے لگائی پیچان مانند سنبل ہوئی یہ لب پر لائی ہمیں زمانہ بربادہی منظور ہی گرچہ چرخ تجھے ٭ کاش ہو جائے اسی خاک پہ مدفن میرا ٭ پرنیزاد نے ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا اور سمجھایا ولہٗ لا سوز جگر کو لب پہ بس بس ہین ترے صدقے ٭ تری باتوں سے میری جان کلیجا منھ کو آتا ہی ٭ ہزار دقت چند بتلائے کربت مے ہاتھوں ہاتھ اُٹھا کر پلنگ پر ڈالا یہاں پھر زمانہ جنس پوش نے منقلۂ وہاں سے سر نکالا بولی مومن شام سے تا صبح مضطر صبح سے تا شام ہم ٭ ایک عالم مین ہین کیون اے گردش ایام ہم ٭ شب رہے تجھ بن نہ بیچین وہی آرام ہم ٭ صبح تک رویا کیے سحر لیکے تیرا نام ہم ٭ یار و دشمن نے سنا یا عیب کہ ہم عاشق ہوئے ٭ ہی قصور اپنا ہی پھر دیوین کسے الزام ہم ٭ ہو نجھتے وان تک تو اُس پردہ نشین کو دیکھتے ٭ کاش ہوتے چشم نرگس دیدۂ بادام ہم ٭ اور کبھی اپنی بیکسی اور تنہائی پر رو کر یہ کہتی منھ پاتے تھے چین کب غم دور ہاے گھر مین ہم ٭ راحت وطن کی یاد کرین کیا سفر مین ہم ٭ اس طرح خاک چھانتے پھرتے نہ دشت و ہوتے جو پایمال اُسی رہگذر مین ہم ٭ گاہ دلبر نگاہ کرین ہمکلام ہوتی ولہٗ اے دل اہستہ آہ تا بشکن ٭ دیکھ ٹکڑے جگر نہو جائے ٭ رشک دشمن کا فائدہ معلوم ٭ مفت جی کا ضرر نہو جائے اے قیامت نہ آئیو جب تک ٭ وہ مری گور پر نہو جائے ٭ ہجر پردہ نشین مین مرتے ہین ٭ زندگی پردہ در نہو جائے ٭ منھ جلا جگر تپ غم سے بھڑکنے جان لگی ٭ الٰہی خیر کہ اب آگ پاس آن لگی ٭ سدا تمھاری طرف دل لگا ہی رہتا ہی ٭ تمھارے واسطے ہی دل کو مہربان لگی ٭ اور جب درازی شب سے کروٹین بدلتے بدلتے گھبرا جاتی یہ سناتی منھ تو کہان جائیگی کچھ اپنا ٹھکانا کرلے ٭ ہم تو کل خواب عدم مین شب ہجران ہونگے ٭ صبح ہی جب غربت مین کوئی کربت صورت دکھاتی ہی تو وطن کا بیان

جیناوبال کردیتا ہی یون پہ جان آتی ہی خواجہ وزیر مرمر گئی بلبل جو کیا یاد وطن کو یہ غربت مین دلائے
نہ خدا یاد وطن کو یہ جسدم اُسے تنہائی بے سروپائی علی الخصوص والدین کی جدائی یاد آتی ایسی
آہین دل حزین سے لب پر لاتی کہ چرخ پیر کے سینہ پر کہکشان کی لکیر نظر آتی چھاتی پھٹنے سی باقی الضمیر کی
نظر آتی ثوابت وسیارے قطرات سرشک ثابت ہوتے ساتون فلک پھوٹ پھوٹ روتے اور
اس سیہ خانہ کا یہ رنگ تھا کہ نالہ مشبک دنگ تھا سقف وجدار سوراخدار ہو گئے تھے پیکان آہ
سوزان وناوک فغان دار پار ہو گئے تھے اور قوم ہی جان کا یہ ڈھنگ تھا حسرت تیر آہون کے
لگے ہو گیا سینہ غربال یہ لخت دل آنے لگے از رہ پہلو چین چین + معاملات تقدیر دیکھیے اُس شب
وہی ماہ جسکی یہ ساری چاندنی پھیلی تھی ایک عالم کو لٹا کے بچھونا کر دیا بجائے ادیم مین فرش راہ جسکی
چشم لیلا تھی حسب الطلب شاہ صاحب بخوف جلال بہ عجلت استعجال مع قربانس رفاقت شناس
لیتے شہزادہ نگار عالم پر جو اس مقدار صد گروہ بلندی پر ستوہ ایک زور شور کے ساتھ ہر دوسے ہوا
تخت اُڑائے چلا جاتا تھا قضا را یہان یہ قدر انداز جسکا دل پر سوز وساز ہر دم لصلہ اراز آشنا تھا
مؤلف کو کب گردون شرارسے ہین ہماری آہ کے یہ چرخ نیلی اک دھوان ہی نالہ شبگیر کا یہ
مانند تیر قضا خدنگ آہ ثاقب بہ شہاب اور تفنگ نالہ جانکاہ آہ جگاہ کیا وہ چرخ پہ جو چھاتی تو کر رہی تھی
ناگہان انگریس باد ہوائی مثل ہوائی بدن سینہ مہتاب چرخی سے بھک کر ایک اُسکے بھی جگر پر
پڑ گیا سامنے ہی اُسکے ایک بان فغان شعلہ فشان بشکل ناسپال دوسرے شریک حال کے دلمین گڑ گیا
العظمۃ للہ لوکی لپک سے کلیجا جھلس گیا تمام بدن جھلس گیا تند رفتار غایت اضطراری دونون دلگیر بیکھے
زمین گیر ہوے بے شمار آہ آتش بار اُس مسکن غیرت گلخن پر ٹوٹ کر دام تحیر کے اسیر ہوے ایک درخت
کی آڑ مین کھڑے ہو کر دونو سرو صنوبر یہ ماجرا سے حیرت پرور دیکھنے لگے دل نفسیدہ کو سکی لگی بہار ام
وزیر زادی کے ہر ہر بین پر شہزادہ نگار عالم بھی کا یہ عالم تھا کہ دل ہاتھون سے نکلا جاتا بات بات پر پگھلا جاتا
سکتہ کا عالم سخت ماتم تھا سوزش وکشمکش سے بیٹھ حیران تھا دل سے یون ہمزبان تھا مومن خان
یا الٰہی خیر کس پردہ نشین سے کا غم لگا یہ سینہ کے اندر ہی اندر کچھ گھلا جاتا ہی دل یہ فی الواقع ہمدرد کا

درد سنکر رہا نہیں جاتا تھا مصرع کا اثر سہا نہیں جاتا تجھ سے ربط بلبل کو ہو اس دل کے رگ و ریشے میں
اُنس مشہور ہے مصرع کا ہم پیشے سے ؛ اور یہ بھی معلوم ہو کہ جب تک معشوق غافل رہتا ہے عجب اضمحلال
اور پردہ لاعلمی حائل رہتا ہے جہاں یہ واقفہ ہوا ہمہ تن شعلہ بن بھڑک اوٹھا بلکہ بالکل عاشق کے سوز و
گداز میں شامل رہتا ہے یہاں جس دن سے ناہید عاشق رہی ملک بقا ہوئی اور شاہزادی شگفتہ
اسکی تصویر پر فریفتہ ہوئی دل سینہ میں مثل جگر پہلو میں پھوڑا تھا تمام عیش و آرام سے جی توڑ کے
ناکامی سے دل جوڑا تھا جینا وبال تھا عجیب حال تھا آج قسمت سے مرکز اصلی پر پہونچا یا کہ پیارا رم
وزیرزادی ہمدرد ہمدم سے ملا یا الغرض جب جذبہ محبت سے زیادہ ٹھہر یا نہ رہ سکا قریب آیا یہ نوجوان گر
اچانک اسکی تمثال فرشتہ مثال دیکھکے ڈر گئی رونا پیٹنا سب بھول گئی جیسے جی جان ہی گذر گئی سمجھی موت کی
طالب تو تھی ہی شاید مراد حصول ہوئی دعا قبول ہوئی حضرت ملک الموت علیہ السلام بہ تیز گامی تمام نکلا
آ پہونچے دیکھیے کیا بلا ہو پہنچے کیلی ہاتھ دل اچھل گیا بے اختیار یہ شعر منھہ سے نکل گیا لاعلم
زلیخا رفتہ تھا روز ازل سے دل سینہ میں ؛ فرشتہ موت کا آیا تو وہ بھی نازنین آیا ؛ اسکی یہ بد
بیانی بہ ہجوم پریشانی دیکھ کر نگار عالم سمجھا کوئی خرد سے بیگانہ دیوانہ ہے ہمراز یعنی اپنی گفتہ نار سے پوچھا یہ
استصواب ہوا اوسی خود مالیخولیا تھا یہ واقعی ہے حضرت مجنون کا پہلو لیا تھا اسنے سرسامی تجویز کیا
بولا کسی جن کا سایہ ہوا ہے کثرت صحبت منافقت ناری سے اس شعلہ عذار کا یہ حال زار ہوا ہے جنات کا
اسرار ہوا ہے میرے نزدیک شاہ صاحب کے حضور میں لیجئے تا کب کیا یقین کامل ہے اس کا ہیدہ بلال
کی طبیعت درست ہو جائے مزاج صحت ہو جائے سنکو سبھی یہ رائے موافق آئی مصلحت وقت کے
مطابق پالی آمادہ ہوئے دونوں قریب آئے اس وحشی کو نہال سبب [illegible] شبہ بھوت آسیب [illegible] ہوئی
درخود محاسب ہوئی کہ یہ کیسے دو ادن بہشتی ہیں ایک ملک الموت دوسرے کون معلم الملکوت ہیں
سہم کے بیہوش ہو گئی مثل وہم کہ نگہ سے کھوئی گئی نگار عالم تو نامثل سرو چمان خراماں خراماں
نزدیک آ اس غیرت گل کو بیہوش ہایں دیکھ تحفہ [illegible] ایک [illegible]
یہاں وہی دن تھا موافق معمول گرم ہنگامہ [illegible] دونوں [illegible]

شرفِ استیلام حاصل کیا موقع پا کے کچھ مجمل کچھ مفصل کیفیت اُس وارفتہ کی منال کے حضوری کا حکم عام حاصل کیا یہاں قبل اس سے کہ یہ عرض کرین ساری کیفیت اس صاحب کشف پر منکشف ہو چکی تھی ملہم غیبی نے پہلے ہی خبر سنا دی تھی فرمایا آپ لوگون کے بارے مین حکم جناب باری نافذ ہو چکا ہے بخت خوابیدہ بیدار اور طالع بیدار ہو چکا ہی یعنی کچھ دنون تمھین ہونا ہے سانحہ طالب و مطلوب مین بطور امتیاز ہی اُس نے بہت دن پریشانی اُٹھائی اب تمھارے کوس وحشت کی نوبت آئی ہی یہ فرما وہ نگار ارم معشوقہ کی آشفتہ سری اپنی مرحمت سمری شاہ جن کو سپرد فرمانا بلیناس کا اوٹھا لیجانا پھر دریاب قلب ماہیت نگار عالم کا طلب حکم احکم الحاکمین نازل ہونا مطلب مطلوب مین طالب کا ہزار آفت سے شامل ہونا آخر مین مژدہ وصل سُنا ساری رام کہانی نگار عالم کی گوش گذار کر دی دبی آگ بھڑکا کے متاع صبر فی النار کر دی ؂ تا ماندہ دوئی حائل ماندم ز تو من غافل ✿ زانکہ شدم شامل گشتم سرِ یکتائی ✿ یہان پہلے ہی سے وہان خرد مین آگ لگ چکی تھی اس ہوا کے باندھتے تا گریبان پہونچی شاہ صاحب کا فرمانا فقط بہانہ تھا سُننے کے ساتھ سینے پر ایک تیر سا پڑا خدنگ عشق قتل کے ایسا پڑا کہ دل و جگر مین ترازو ہو کے پیٹے پار ہو گیا دو سار ہو گیا شرم و حیا یکسر کی بے اختیار دل بیقرار سے ایک آہ شرر بار سر کی اور یہ نوبت بہم پہونچی مؤلف ؂ بسمل حال دل تباہ ہوا ✿ زندگی مین بھی اشتباہ ہوا ✿ جینے دیکھ اُسے وہ جان گیا ✿ کسی رنگ پیری کا ہی شیدا ✿ شاہ صاحب نے مصلحت وقت جان کے ترناس کو بہا بتائی اور ایک بیلناس نامے جن کو نگار عالم کے ساتھ کر کے صحرا کی راہ دکھائی دشت و جبل کی خاک چھنوائی اُس ہمراہی نے چند قدم ساتھ دے کے اپنا راستہ لیا ایک بیہڑ مین چھوڑ دیا اب سوائے خدا کی ذات کے کوئی سنگی نہ ساتھ ہر قدم پر سنگ راہ خیال صنم بیکسی ہمدم ہر گام پر نالہ جانکاہ ایک سمت کو چل نکلا آخر اختر بد کا خلل نکلا بصد شدت بہزار دقت ہر روز کسی قدر مسافت طے کرتا بصد آفت طے کرتا روز زندگی کے دن بھرتا مانند آب حیوان چشیدہ جیتا نہ مرتا بقول حضرت رند ؂ فراق یار مین دن زندگی کے ایسی بھرتے ہین ✿ سسکتے ہین پڑے عاشق نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین ✿ پھر ذکر اُس مجبور و دور از سرور اسیر دام تزویر گرفتار پنجۂ روزگار کے لیے معال

شاہزادی نگار ارم محصور کا

فاشان مرقع عدم و رسامان طلسم خانۂ قدم جب دم کو ئی نیا نقشہ کھینچکے نہانخانۂ مستور سے عالم ظہور
مین لاتے ہین تو پہلے رنگ ارژنگ بیرنگ سب پہ جاتے ہین گو اس عرصہ مین انسان مست احساس
نہو اس ہو جائے و رطۂ بیم و رجا مین مبتلا ہو کے اسیر یاس ہو جائے **نظامی** بسا قفل کانرا نباشد کلید
کشایندہ از غیب آید پدید ۞ اور یہ بھی اکثر دیکھا ہی جب آدمی بالکل مایوس ہوجاتا ہی تب از خود کچھ ایسا
باعث معکوس ہو جاتا ہی کہ بلا واسطہ و سبب مطلب بر آتا ہی **حافظ** سبب میرس کہ چرخ از چہ سفلہ
پرور شد ۞ کہ کام بخشی او را بہانہ بے سببے ست ۞ یہ اسیر ستم مبتلاے صدغم بے انیس و ہمدم یعنی نگار ارم
ملکۂ عالم جب دم سے طلسم بلیناس مین پھنسی تھی نالہ و فریاد و بجای ہنسی تھی ہر شب اپنی حفظ آبرو و حراست عصمت
مین رہتی ہر روز شرم و حیا سے رو رو کر بھرتی جیتی نہ مرتی اکثر اوقات جب تپش دل زیادہ بڑھتی اشعار
و رباعیات حسب حال پڑھتی چشم و نیم آنکھون کی ندی بہتی ایک شب وہ جان بلب مرغ بیخوابی سے بہت گھبرائی
جوش مین آکے خیال یار مد نظر کو مخاطب ٹھہرا کے یہ لب پہ لائی کہ افسوس ہم تمہارے واسطے اسقدر دربدر
خاک بسر حیران و پریشان یار و دیار سے دور بدنام و مجبور و سرگردان ہوے مگر تم تا اینندم نہ ہمارے مطلق
حرم سے محرم میری جان ہوے **مومن** مینے تمکو دل دیا تمنے مجھے رسوا کیا ۞ مینے تمسے کیا کیا اور تمنے
مجھسے کیا کیا ۞ کشتۂ نازِ بتان روز ازل سے ہون مجھے ۞ جان کھونیکے لیے اللہ نے پیدا کیا ۞
آنکھ عاشق کی کہین پھرتی ہی او وعدہ خلاف ۞ دیکھ لے مین مرتے مرتے سوے در دیکھا کیا ۞
گاہ بصد نالہ و آہ یہ کہتی منہ ترے فراق مین آرام ایک آن نہین ۞ یہ ہم سمجھ چکے گر تو نہین تو جان
نہین ۞ شب فراق مین پہونچی نہ دل سے جان تلک ۞ کہین اجل بھی تو مجھسے ہی ناتوان نہین ۞
اور جب بیقراری دل زیادہ بڑھتی یہ پڑھتی منہ عشق نے یہ کیا خراب ہمین ۞ کہ ہا اپنے سے اجتناب
ہمین ۞ کس کے زلفون کی بو نسیم مین ہی ۞ ہی بلا آج پیچ و تاب ہمین ۞ شب فرقت مین خاک جھپکے
آنکھ ۞ یاد ہی چشم نیم خواب ہمین ۞ اب کوئی کیا کرے علاج افسوس ۞ موت نے بھی دیا جواب ہمین ۞
رند سب عمر جاگتے گزری ۞ قبر مین گر ہا ہی ۞ او موت کیا تو مر گئی کس نیند سو گئی ہی ۞

جان حزین لبون پہ آئی ہوا دل نے کھوئی ہی ٭ یا خضر آپ ہی نے یہ کشتی ڈبوئی ہی ٭ یان رو کے کون عمر کو ضائع کرے عبث ٭ ہم تم غور سے دیکھو ہمارا بھی کوئی ہی ٭ تھا کون آ کے نقش پہ بیٹھا جو نوحہ گر ٭ ہان بیکسی تو آج تلک مجکو روئی ہی ٭ بیداری کیسی اسنے تو کروٹ کبھی نہ لی ٭ کس نیند یا خدا مری تقدیر سوئی ہی ٭ رو رو کے بھی کٹی نہ شب ہجر یار ٭ بھاری ہوئی ہی جیون جیون یہ کلی بھگوئی ہی ٭ مجھ سخت جان کو موت نہ آئیگی حشر تک ٭ آب حیات سے مری مٹی بھگوئی ہی ٭ اور جب نیند نہ آئی یہ لب پر لائی مومن ٭ چین آتا ہی نہیں سوتے میں جس پہلو میں ٭ اضطراب دل غرض جینے نہ دیگا دو ہین منہ شعلہ ہائے تپ دل آگ لگاتے کیون ہو ٭ گریہ دل سوز مرے مجکو جلاتے کیون ہو ٭ منہ نالہ ہی نکلے ہی گو ہم دعا کہنے کو ہین ٭ لب نہین کھلتے ہین اب کیا جانے کیا کہنے کو ہین ٭ دوست کرتے ہین ملامت غیر کرتے ہین گلا ٭ کیا قیامت ہی مجھی کو سب برا کہنے کو ہین ٭ دیکھنا کس حال سے کس حال کو پہونچا دیا ٭ بخت تیرہ [illegible] عاشقون سے کے نارسا کہنے کو ہین ٭ وہ نہین آتے نہ آئین مرگ ظالم تو تو آ ٭ یان لب شوق پہ تمنا دعا کہنے کو ہین ٭ قطعہ میر ٭ کوئی ہمارے قتل اشعار سے کہدے ٭ کہ آپ بندہ نوازی جو مہر وار کرین ٭ تو باوجود تقاضائے مرگ و شدت نزع ٭ ہم اور بھی نفس چند انتظار کرین ٭ اتنے میں وہ تصویر یاد آئی بازو سے کھول کے آنکھون میں لگائی ہجوم اضطراب میں بار بار یہ زبان پہ لائی قطعہ میر ٭ ایسے بے رحمون کے مجکو دام میں لایا ہی چرخ ٭ کوئی کہتا ہی کہ اسکے پر کتر کر چھوڑ دو ٭ اور کوئی بیداد گر کہتا ہی بیدادی سے ہاے ٭ گر تماشا دیکھنا ہو نوچ کر پر چھوڑ دو ٭ خوش آواز تو بدرجہ تھی اس لہجہ سے یہ قطعہ ادا ہوا کہ خود بخود شہ کو بھی جھپکٹ سے نہین پہ گری جان لب پر آ گئی خادمان محل جو خدمت کو مقرر تھین آواز سنکر ادھر ادھر سے دوڑ پڑین چار طرف ڈھونڈھنے لگین آخر نزار تھین کہ باوجود روشنی آنکھون کو بختون کو نہ ملی بقول مومن خان دہلوی ؂ یہ ناتوان ہون کہ کچھ اور نظر نہین آتا ٭ مرا بھی حال ہوا ہے تری کمر کا سا ٭ وہ سب کی سب اس اندھیرے سے سخت گھبرائین تھر تھرا گئے سخت تھرائین بیتاب مانند سیماب ہو کے دل پارہ پارہ ہوا اسوا خاک چھانے کے نہ چارہ ہوا لیکن دیر کے بعد

پر گئی جس سے بی اوجالی خانم نے اس اندھیرے سے توں کے نکالا پھر بعینہ پردۃ الاقسمت کا
معاملہ دیکھیے پیدا اس غلام موا نا سے عشق شناس شاگرد بینا اس جسے شاہ صاحب نے شہزادہ نگار
کے ساتھ کیا تھا جس نے ہمراہی کو ہوا بنا اپنا راستہ لیا تھا اور ایک مدت در راستے اپنے استاد جلیلہ
سے تکلیف و خیالی دھکوسلا بنایا تھا طلسم کا قصہ جا یا تھا اس شب اسی سمت کوئی ضرورت سے نکل
کر ہوا پر اوپر اوپر اڑا جاتا تھا ... عزیز اسکے گوشہ نشین ہوائی جب ... ہو کر اس
قصر کی چھت پہ اتر پڑا ... الملسمات نظر پڑا حسن تو عجب چیز ہوتا ہی ہوشیار ... کے ہوش کھوتا ہے
اسکو محبت سی معلوم ہوئی ہجوم شوق کی دھوم ہوئی شکل بدل بر محل ... پہنچا
یہاں اس تنہا نشین مردانہ پوش خلوت گزین غم نوش کو بے ہوش ... کو سر سے
سر تک موافق عادت عشاق ... خانہ خاص بنایا پھر ادھر موقع دیکھ کے سامنے آکر سلام بجا لایا
اسے پہلے تو اس بیگانہ کا خیال ہوا پھر دل کڑا کر سلام کا جواب دے حال استفسار کیا اسنے
بے محابا اپنا اشتیاق دید اور نہایت اضطرار اظہار کیا کہا اے صنم آپ کے زمزمہ ... نے
مجھ اسیر الم کا وہ عالم ہو گیا کہ دل دو نیم ہو گیا برائے خدا جلد اپنے حال سے مطلع کیجیے ورنہ
غالب ہے روح قالب سے نکل جائے متاع ہستی سو بیجا سے جل جائے اسنے ... اپنا ...
چھپایا اخلاق صرف کر برابر بٹھایا اور مقتضائے وقت عاقلانہ تھوڑا اپنا حال ...
سننے والے کو گریان کیا اسنے سنکر کہا اے برادر خاطر جمع کر انشاء اللہ المستعان عنقریب وہ سامان
ہوا جاتا ہے کہ گردن دوست بالا دشمن زیر بار گران ہوا جاتا ہے یہ کہکے تیا ادھر فشان اور وہ
تصویر دلستان لیکے بہیئت اول متشکل ہو بر دے سے ہوا ہوا یہان پھر وہی شور و شر بپا ہوا اب
جگہ سے پھر احوال بیرنج و ملال شہزادۂ نگار عالم پامال نکال کا یون رقم کرتے ہیں کہ جب سے
بیابان گردی بادیہ نوردی کو اختیار کیا تھا دم بھر کسی مقام پر مقیم نہ تھا بخوف ... اور پا بھر
کف پاکو خار دشت و کہسار سے فگار کیا تھا ... ایک روز قریب شام وہ الم آشنا ایک
شہر پناہ کے اندر پہونچا تیر سہو دار کماندار کی زد پر پہونچا دیکھا شہر عشرت گلزار رشک ...

حیرت سے نظارہ شہر نگار ہر دکان مثل آغوش تمنا وا اندر چراغ مانند تصور روے یار در دل عاشق از
صفا ہوا احساس کی کثرت سے سینہ پر حسرت پر عنبر زمان دکان گل فروش کشتون کے کھیت زعفران بدن
گل ہائے رنگین جوہری بازار آبرو سے پر چشم گہر بار دکان بزاز مانند دامن عشاق پارہ پارہ دکان قناد نمک پر
زبان شیرین لبان حلوائی و نشاط محسود ارم طبیعت ملول دو عالم دکان نان بائی توسن بحر کی طرح گوشہ
دل عاشق کا جا کے گرمی شوق بھڑکاتی اور گرمی آتش تمنا کا باورچی کی تصویر چہرہ رنگین
دل سوختون کو چوبن کاہی میٹھا آتش شوق لبین دنیا ہی کا مزا چکھاتی دکان کبابی دل کو قیمہ
کر کے سیخ آہ پر چڑھاتی وید سی یاد دلاتی دودھ والے کی دکان دل تھی دست کھولے ہوئے
کیا پائی ہو سکے پر سہ کے سکاتی تمنا کی قلفی دل میں خواہش کے واسطے اٹھاتی دہی کی چاٹ جیسے
نمس زبان پر سے کھٹا کر کے زندگی سے جی کھٹا کرتی جھاتی دکان میوہ فروش خیال قامت یار
دل میں کر کے سیب زنخدان یار پستان کی یاد دلاتی تنگ شکر فروشون کی دکان خیال چشم ہگون کو
سینہ پر شعلہ دل کی یاد دلاتی تھی ہاتھ دل پانی پانی سا دل و جواہر سا سلسلہ ہوتا عاشق
کشمش ان چھیچ گلنار نیون کے پیالون پر عاشق سے ہیں ان بہر کھانا جو گوتا
آتی ... دکان ... کا دل صاحب دل اور ... آئینہ دار ... دکان سینہ
... دکان ... کا دل ... جو اس استغنا کے اس قدر ... ہوا حق
کر ... پر جھکا ... پانی ... ہوا ... بہت ... کی بات
... یادہ تھا کہ جو ... روے یار
تصور کی ... ہوا نظر ہوتا ... سے دل ... ہوتا دکان عطار
کی بدبو سے ... خیال ... یار کی بو کا فور ہو جاتی ... خاطر سے دور ہو جاتی جون ... شہد
تنبولی کی دکان سے ... پان توان ... اور ایسا چھا لیا کہ آنکھون پر چھپان بر گئے
بنگلہ کی ... تنبولی کی بولی ... سنتے ہی ... کو ولایتی سمجھ دوسرا کو بات نکلی گویا
... دیا ... ہو ... ایسا جھلا یا

چلتے چلتے وقت اسکا گذر ادہر ہوا پایا تھا عجب عجب خوش چلبن سنگ سے کھوٹے کھرے اکٹھان تھے بنیے اور صراف بیٹھا
تھیلی کے بٹے بگان تھے ہر دکانین درم و دینار کا توڑا نہیں انبار زر ہزار در ہزار تھے کیسۂ زر زرین سکہ
داغ دل زار تھے تھیلیون مین اشرفیان چہرہ دار تھین یا دل بوتہ زکال مین خیال خال چہرہ نگار تھین اسیر
ہر چند کہ ہوک جوڑا تھا پلکہ نہین یہ دکان و مکان ایسا نہین جس پر بندیون کا کمرہ یا بنگلہ نہین بسے ہر جا مین
آنا گیلا مفلس بھر وسے کا کمر بند ڈھیلا ابتدا سے انتہا تک گلی کوچہ رشک تختہ گلشن غیرت باغ ارم
نمین تھے دولتشاہ روز روشن ہوں چند عروس شب چوبن تھے شاہراہ مین لالٹین یا لنپ ہر دو رویہ
رکھین گلاس روشن تھے اس کیفیت کو دیکھتا حیرت کا مبتلا چلا جاتا تھا جس جگہ رکتا یا لگاؤ پھر دیکھتا ایک
تماشا نظر آتا تھا سبطرف دیکھے لین دین خرید فروخت جاری اپنے اپنے کام مین مصروف ہر کاروباری
اور بازاری کسی جا کوئی خالی بیٹھے لڑاتا کہین کوئی پتنگ اڑاتا کوئی اپنی خواہش ہی اوڑا
کوئی بدرکے دور سے بین دوڑا جاتا ایک طرف اگر کبوتر بازون کی ٹکڑی نظر آئی تو دوسری جانب بٹیر لڑانے
والون اور مرغ بازون کا ور باگھلا پالی نظر آئی کوئی نخاس مین مرکب ترکی اور تازی کی گرم بازی اور دیکھا
بھالی کرتا کوئی مفلس غریب الوطن حسرت ٹھنڈی سانسین بھرتا یہ پائے لنگ دل کے ہاتھون سے تنگ
انگاڑی پچھاڑی دیکھتا اور آگے بہاگا جاتا آپ نادہ ال البلق ایام پر چالاکی کرتا ہے آن بان کا رشک پریان
غیرت صد جہان تماشا کرتا اس کی وسعت سے قاصر ہی اظہار عجز کو سر جھکا کے حاضر و پاسبان دہیو صنعت ہے
کتنا جل جلالہ کیا تیری شان ہے ایسی ایسی عجیب غریب مخلوقات خلق کرنا تیرا ہی امکان ہے اب کوئی ایسا
نہیے مقام پر پہونچا دے کہ اسکا عقدہ کھلے کچھ عقل مین آئے اس گفتگو مین تھا کہ پھاٹک کے
پھاٹک پر پہونچا دیکھا تو یہان اور ہی کچھ تماشا نظر پڑا یعنی ایک احاطہ سنگ مرمر کا اور بڑھتے دیکھا
بیچ مین پھاٹک مینا کار چاندی کا جڑا چارون طرف سبز و سرخ گیلاس جڑے ہے رنگ برنگ کے کنول
دروازے کے آس پاس جڑے بیچ مین سقف کی دو جھاڑ سبز و سرخ زمرد
لٹکتے تھے جسے چشم ستارگان پروین فلک مین کھٹکتے یہ دیکھ کر بازار سے زیادہ ششدر
حیران کہے بولا میان مسافر کیون اتنا مضطرب ہو باہر ہی کا دو دیکھ کر اسقدر رکیہ ہوا

خوب جی بھر کے دیکھ آئیے خوف کھائیے یہ جھیپ سا گیا کچھ جواب نہ دیا اندر کو رخ کیا سبحان اللہ مکان
جو آیا ایک کو نہ رہا پایا جدھر نظر گئی چمک اپنا کام کر گئی خدنگ رنگ سینہ و صحن میں گڑ گئے [illegible]
رنگ ایک درجہ اس درجہ سجا تھا کہ چشم فلک نے بھی کمتر دیکھا تھا جھاڑ فانوس کنول [illegible]
شیشہ آلات موقع موقع سے اپنے قرینے پر لگے آئینے قد آدم انہیں [illegible] عالم [illegible]
باجے او گلدستے ایک جانب دوسری طرف دو دو کرسیاں ایک ایک [illegible] ایسا [illegible]
جنکی دید سے دل بے کل ہو [illegible] مضطر ایک کمرے کے برابر جا کھڑا ہوا اتنے میں ایک [illegible]
غنچہ دہن اس رنگ سے [illegible] دیکھ کے دوڑی اور پکاری حضور یہاں [illegible] کو تشریف لائیے لونڈی کو
سرفراز فرمائیے یہ سب سرکار ہی کے گھر ہیں ہم لوگ خدمت کو مقرر ہیں یہ کہکے ہاتھ پکڑ لیا اور ایک کمرہ [illegible]
مسند تھا لا کے کوچ کا بالاپوش اٹھا کے بٹھا دیا پھر طاس طلائی لیکے پاس آئی [illegible] ہاتھ منہ دھلا
خاک سی پاک کیا اور ایک امرد نازنین پانوں دبانے کو بلا دیا [illegible] بیہوش تھا
دوسرے اس سنے تماشے سے زیادہ تر بیہوش تھا پوچھا [illegible] شہر کا کیا نام ہے کون [illegible]
سنکے کہا حضور اسکا ذکر نہ کیجیے یہ ماجرا قصہ طلب ہے آپکو [illegible] نعوذ باللہ
یہ کیا کہوں کلمہ شرک ہے اسنے کہا جی نہیں بندی اسکا [illegible] نگار عالم
سنکے چپ ہو رہا [illegible] حضور [illegible] ذکر [illegible]
جو عقل سے دور ہے دن کو رات شب کو روز کہتے ہیں والی اس مقام عالی کو [illegible] شب افروز کہتے ہیں
نہیں معلوم اس بات میں کیا مصلحت سمجھی ہے یا تمسخر اللہ کی رحمت دیکھی ہے [illegible] قمر الملک جب
سلطنت کرتا تھا سارے عالم کا ایسا لکھا تھا جبدن سے یہ تشریف لائی ہیں ایسی آئی رسمیں
رواج پائی ہیں دن بھر سارا شہر سوتا ہے رات کو کچھ لطف ہوتا ہے نگار عالم نے کہا ہم یہ فقرہ نہیں سمجھے شاید یہ
گوہر بے بہا کسی درج شہریاری سے نہیں ہے اسنے کہا جی ہاں ایسا ہی کچھ پردہ راز نہفتہ نشین ہے یہ دو میں
[illegible] ہمارا [illegible] لا ابالی [illegible] اتنی مہربانی کیجیے کسی طرح وہاں تک
پہنچا دیجیے اس نے کہا بہت خوب اور [illegible] اس چوبارے محبوب [illegible] بازو سے لعل اسکے

نہ واشمر قیان ویمین اور کہا کہ ایک جوڑا لائق دربار شاہانہ اور ایک گھوڑا قابل شہسوار جاکر تہ لادی دولت کا
راستہ بتا دے وہ جسیدم انھین قدم جا کر گھوڑا اور جوڑا کرایہ کا مع سیلا ونندین بعد تعجیل لے آئے نگار عالم
بستہ ٹھاٹھ درست کر ہتھیار کمر سے لگا وضع درباری بنائی پھر گھوڑے پر آبیٹھا بسپہری بسبزہ ادھر کا رستہ لیا
اب یہان کا ماجرا سنیے دربار عام تو تھا ہی پہونچتے ہی بیدرانہ اندر چلا آیا وزرانہ وسوسہ دل مین لایا جان
وعم نوالہ جسکے اطراف کا وہ عالم ہوا اسکے صدر کو کیا کہنا جو کچھ کہیے وہ کم ہے یہان کی حقیقت دیکھکے شہر کی
کیفیت بھولی آنکھون مین سرسون پھولی چار سمت امیر وزیر سپہ سالار قطار قطار اپنے قرینہ پر موقع سے
چپ و راست انھین بھی سر جھکائے کھڑے تخت نشین صدر مین جلوون کی عوض گنگا جمنی پردے پڑے
اندر سے نور جیسے تتق افق سے آفتاب کی کرن چھن چھن آتا تا روز لک جھمکتا تاج شمعہاے کافوری ستارہ کا
سحر کی طرح جھلملاتا یہ قاعدہ دان ان پریزادون کے پرے کے برابر گھوڑا دبا جا کھڑا ہوا اسکی وضع نرالی
لا ابالی دیکھکے سبھی چھوٹا بڑا ہوا اسکی ٹکٹکی اسکی جانب لگ گئی اس مکان کی قسمت جگ گئی اتنے مین
میر عسس دو فریادی لیکے حاضر ہوا حسب دستوری دستور ناظم مستفسر ہوا اسنے عرض کیا آج پندرہ
روز سے ناک مین دم ہے کسی طرح انکا مناقشہ رفع قضیہ دفع نہین ہوتا ایک حیرت کا عالم ہے
عورت کہتی ہے اگر میرا انفصال نہ ہوا انکا آسانی فیصلہ کرونگی یا خود مرونگی میر منشی نے عورت سے
پوچھا کیا ہے ادعا اسے ہی بیان کر اسنے عرض کیا کل رات کو یہ شخص ایک ہزار خرچا کے وعدے پر شب بھر
خواب مین میرے ساتھ سویا صبح ہوتے اڑ آیا ایک ہزار لیا ایک کوڑی نہ دی مفت مزا اڑایا سرکار
میرا قرضہ ادا کرائے یا مجھسے اور اس سے ہاتھ اٹھائے وزراے مصلحت اساس نے یہ ماجرا سے
خلاف قیاس سنکے میر عسس کو زجر فرما حکم سنایا کہ یہ مجنونہ داخل پاگلخانہ کیجائے اور مدعی کو قوال
بیوقوف کا مجرا موقوف کہہ دو آج سے حضور مین حاضر نہ ہونے پائے تا بار دگر ایسی حرکت بیہودہ عمل مین
نہ آئے اس حکم نادری سے اس نووارد کو ہنسی آئی لب پر شکر خند ظاہر ہوا وہ جسمین پردہ نشین تھی
یعنی شہزادی شمشاد افروز نازنین پر کہ دیر سے شاخ حسن اس حسین کی گلچین تھی یہ اسرار دلبند ظالم
ہو غور آیا ایک خواجہ سرا کو فرمایا کہ اس عورت کو کہ اپنے بیش قیمت مارنے کے قرین ہے جلد جا کر منع کر کہ ہم اسکا

فیصلہ کرینگے اور اُس سوار طرحدار کو کہ نو وارد و حسین ہی اپنے ساتھ لیتا آ کہ اس سے کچھ مشورہ کرینگے خوجے نے جاکے
اُسکو روک دیا اسکو ساتھ لیا اور قریب پردۂ عصمت بار ایک کرسی زرنگار پر لا کر بٹھایا اُس ناشاد حزین نے
قرین شاد روان آکے اُسی ٹھکانے کی زبانی مجرا عرض کرا بھیجا وہان سے شہزادی نے مع عطر و پان جواب
کہلا بھیجا بعد مزاج پرسی استفسار ہوا کہ اس بات پر صاحب کے تبسم کا کیا باعث تھا ہمیں نہ کھلا نگار عالم نے مسکرا کے
جواب دیا کہ تبسم کا نام برسون کے بعد آج آپ کی زبان سے سنا مگر چونکہ حرکت خلاف عقل بلا فرمان حضور سے
ظہور مین آئی لہذا اِس بیتاب نے اضطراب کی صورت بنائی کہ مجرم تو غریب آمادہ ہی زندان کو بھیجا جائیگا
اُسکے عوض کون سزا پائیگا شہزادی نے کہا کہ خیر اگر آپکے ذہن مین کوئی بات رفع شر کی آئی ہو تو
ارشاد کیجیے کہ تدبیر کیجائے ورنہ دوسری فکر عمل مین آئے نگار عالم نے اُسی دم کنیزے کو م اور ایک آئینہ
قد آدم منگا مدعیہ سے پوچھا کیا تیرا مطلب ہی اُسنے عرض کیا حضور ہزار دینار ہیں اُسنے مجھے خواب
مین منظور کیا اُسکی طلب ہی نگار عالم نے کہا اگر خواب مین اُسنے تیرے ساتھ فعل کیا ہی تو خرچی وہ
آئینہ مین رکھی ہی اُٹھا لے جوان کا دامن چھوڑ دے اُسنے تو ڑا اُٹھانا چاہا آئینے کی جانب ہاتھ بڑھایا
ہاتھ مین نہ آیا خفیف ہو کے بولی اچھا آپنے کھیل کیا ہی بھلا یہ کیونکر اُٹھ سکتا ہی نگار عالم نے کہا تمھارے
گریبان مین اسقدر تو سمجھو اور دیکھو خواب کی حرکت تو ہندا نے معاف کی ہی یہ کون بات انصاف کی ہی
اس فقرے سے حضار نے قہقہہ مارا وہ شرمسار چپکے سے بھاگ کھڑی ہوئی انکی تعریف
ہونے لگی ملکہ شب افروز حیرت مین آگئی دل پکڑ کر رہ گئی بیتابانہ خود فرمایا کہ یہان مسافر
سچ کہو کون ہو کیونکر سفر کیا کسطرح اس ویرانہ مین گذر کیا نگار عالم نے ہلکی سی
پردہ نشین سے کہا اچھا اس پردے مین آکو بنا دیا شہزادی اس فقرے سے بھڑک گئی
بولی کیا خوب صاحب ... واللہ مین تو آپ کی حقیقت پوچھتی ہون نگار عالم نے کہا
کہ میری حقیقت کیا ہی ... ہان اگر سوز دل سننے کی خواہش ہو تو سنیے ...
... اگر کہتا ہون تو ...
... کیا دن کو ن ہوا ... مین ...

ع غم دل کس طرح کرون مین عیان ✤ کہ عیان را چہ احتیاج بیان ✤ مین تمہان آوارہ آوارگی
اور سرگردانی مین کامل شمیم وجود دل نحیف سقیم ولولہ عنادل بخت قارون غلغلہ سلاسل حصر خزان چشم
مہوشان رنگ وران سر رنگ بیابان چرخ اخضر ہون تحیر اور بردباری مین کوہ غم انبوہ ستم حلم حلیم فرق
تسلیم چشم تصویر ہون سوز وگداز مین مزاج عشق طبع تنگ ظرف تپ دق خاصیت برق گریہ زاری مین
ابر مردہ وناسور دیدہ کف آبجو اور زخم شہد اتنگی قسمت وسیہ بختی مین مادہ سودا جرم کیوان سینہ پاش شلغم عریان
ملکہ نے کہا یہ فرمایئے یہان کس علت مین تشریف لائے جمال باکمال دکھلائے نگار عالم نے کہا آپ
جانتی ہین معلول کو علت رفع کرنے کی حاجت ہوتی ہے اب غالب کیا یقین کامل ہے کہ آپ کی
قربت کی برکت سے یہ جان نثار ان مینون حرف علت سے نجات پا کے بھلا ہو جائے شہزادی نے
کہا چہ خوش وہ علت درمیانی رہنے دیجیے بلی کو خواب مین چھیچھڑے نظر آتے ہین سوال دیگر جواب دیگر
آپ ناحق بک بک سر کہاتے ہین مین تو حضرت کی وجہ تشریف آوری پوچھتی ہون نہ یہ زبان آوری
نگار عالم نے کہا اگرچہ گذشتن روز اول جواب ترکی بہ ترکی دیا کوئی بات تازی نہین بلکہ آپ ہی نے
علت کی خجالت سے منہ مارا ہے اور یہ جو درمیانی رکھنے کو فرمایا بلا اجازت اس مباورت کا فرمانبردار کو
کہان یارا ہے اس فقرے سے وہ خجالت آشنا خفیف ہو گئی جگہ سے کھو گئی یہ دل مین سمجھا
کہ طول فضول ہے اپنے مطلب کی بات کیجیے جو آدمیت کا اصول ہے یہ جی مین ٹھہرا تمہیدا اپنا احوال
باجمال بیان کیا تتمہ سرگذشت عیان کیا شب اقرار اسکے ہر رمز وکنایہ جگر دوز پر یہ کسک جاتی تھی
فقرے فقرے پر آہ سرد دل پر درد سے بھر لاتی تھی لا اعلم ع دل را بدل رہیست دریغ نیست
از سوے کہ نیست درین سوے نیز ہست دل کا مخزن لب کا گوش گل کا جیب صفیر عنادل ہے نگار عالم سمجھ گیا
سمجھا بھی ہمارا فسانہ کرنے لگا اس ہم دوش غم نے دوسرے بار آنے کی قسم لی بہ ہزار دقت رخصت دی
یہ چکان کے آمد مین پیر ماحد تک سنبھال پایا جگہ مین گذر گاہ بیچین آیا آرام گاہ مین آیا
اسنے رات تڑپ تڑپ گنوائی علی الصباح جناب ظل اللہ مین حاضر ہو کر سرگذشت شب عرض کی
اشتیاق دل کو بادشاہ پر ملاقات فرخ کی اسی دم سانڈنی سوار اور ہرکارہ دوڑائے ...

یہ ماہ پیکر گھوڑے سے اترا قاعدے سے آداب بجالا کر مسند کے برابر آیا بادشاہ نے اٹھکے گلے سے لگایا
دل کی طرح پہلو مین بٹھایا صورت بے نظیر ادائے محبوبانہ عنوان تقریر آداب شاہانہ دیکھ کے دل ہی دل مین کھل گیا
نسب افروز کا سچ ذہن کے سانچے مین ڈھل گیا سمجھا مقرر شہزادہ ہی گو بوضع سادہ ہی لائق سلطنت قابل
مملکت یہ آفت زادہ ہی بعد تفتیش حال اس شیرین مقال نے پوچھا صاحبزادے کہان کا ارادہ ہی لا
چھپا تو ہم سمجھ گئے زادبوم آپکا اقلیم سندھ ہی والد بزرگوار شاہ والی سندھ ہی میرا کہنا اگر ای نور بصر باور نہین تو تصویر
حضرت کی پیش نظر ہے دیکھلو تم مین اوراسمین فرق کسقدر ہی اسنے سر اٹھا دیوار پر جو نگاہ کی اپنی تصویر دیکھی
بند ہوا کوئی حیلہ نہ سود مند ہوا قمر الملک نے اٹھکر بکر گلے سے لگایا آنکھون مین آنسو ڈبڈبا کے فرمایا
پیارے ہم تمھارے غم کے مارے ہین آذرشاہ بڑے عنایت فرما ہمارے ہین تمھاری تمنا سے
ولادت مین ایک مدت شب بیداری کی ہی چاندی چاندکی سال برابر ای ماہ پیکر سونا سو گندہا بہی
اختر شماری گریہ وزاری کی ہی بیٹا تمھین خدا نے بھیجا اگرچہ مین کیا اور میری سلطنت کیا نہین
پیری مین دستگیری کر ہی خستہ جگر گور کے کنارے ہون پیوند زمین کرکے اس تنک ابضاعت
کی تزئین سریر کرے نگار عالم نے دلمین کہا واے برمن و بر روزگار من اب جسنے خیر ایجاب اظہار
انکار سنانی داب شہریار سمجھکے عرض کیا الشان کو لازم ہی وہ بات نکرے جسمین کوئی ہنسے یون
فرمانبردار تابعدار ہی دی ہوئی چیز لینا خلاف رسم شہریاران باوقار ہی جسکو ملک آپنے بخشا ہو اسی
وقف کرنا اچھا ہی غلام غلامی کو تسبیر چشم حاضر ہی خاک قدام خدام محل الجاہ ہر آمین کیا انکار ہی مجبور
قمر الملک نا صبور نے اپنی آنکھون کے سامنے رہنے کا اقرار لیا شاہزادہ نے اسیدہ ڈھنگ اختیار کیا
کہ دن بھر شیر کا شکار کھیلتا ٹہلتا شب کو شہ سے چچا کے غمخانہ مین سیہ گوشون کے اندر آرام پلنگ کے
برابر کہتے ہانکتا چرخ روباہ بازکی گیدڑ بھبکی سہکر زخم جگر کا ہانکتا ایک شب جسوقت ساحر دلبر نے
مانگ سی سن خفتا گرکبیہ سونا ہی اکرجبشکا کمند ہلالی طوق شب تاب خشب کی گردن مین ڈالی
یعنی از گرد المی چرخ حیبری نصف شب گذری ایا جانب سرہانے کی صدا اسی پر دیدہ شبنم
دلگیر کے کان مین آئی دسبات دل مضمحل درد سے بھر انقار روح مجروح ہیجان مین آئی شاہزادہ نے

حاضر الوقت سے پوچھا صاحبزادے تمنے بھی کچھ سنا کیسی یہ صداے حزین آتی ہی یا مجھی کو شبہہ ہوا ناتوانی
مزاج اسنا تی ہی یہ سنکر اسنے جو ادھر کان لگایا اوسے بھی کچھ گمان آیا گھبرا کے عرض کیا واقعی عجب غش ربا
آواز ہی کہ جان روبہ پرواز ہی اگر فرمائیے دیکھ آؤن مفصل خبر لاؤن وہ صاحبدل باوجود طبع مائل بانغ
ہوا کہ رات تیرہ و تار ہی خدا معلوم کیا اسرار ہی بیشتر اسطرح پر چھلاوا ہوا کرتا ہی کوئی ایسی جگہ قدم دھرتا ہی
نگار عالم نے نہ مانا دلیرانہ جلدی سے جا گھوڑے پر آ خود سر ہو کر رونی کی آواز پر بخطر گھوڑا اڑا لا یا پٹ
چل نکلا جون جون قریب جاتا آواز دور ہوتی جاتی طبیعت اسکی محرور ہوتی جاتی ہر بار یہی دم ہوتا کہ
بالکل پاس ہی خوف و ہراس ہی اس حیص و بیص مین سر چشمہ پر پہونچا پیچھے پھر کے دیکھا تو کئی کوس
شہر سے نکل آیا تھا سوے جل آیا تھا اوسے کہا عبث ہراس ہی مقام مقصد قدم کے پاس ہی ذرا ٹھہر کر
نظر جو کی سلطانی رمنا کہ اس میدان مین بنا تھا اس سے وہی آواز آئی بے دغدغہ ادھر باگ اٹھائی
دیکھا کہ سرکاری مسلخ مین ایک نعش سولی پر لٹکتی ہی اسکے نیچے ایک عورت سر پٹکتی ہی آگے بڑھا کہ
ڈپٹ کے تلوار ڈالے اس نوحہ گر کو مار ڈالے یکایک وہ بانی عیاری پکاری کہ برائے خدا میرے
احوال پر جفا پیشہ کر زخم دل پر مرہم دھر نگار عالم نے ہاتھ روک لیا اسنے بیان کیا کہ مین بیوہ غریب
بنوا عجب عذاب مین مبتلا ہون کیا کہون یہ شخص دار نشین مجھ حزین کا شوہر ہی جوہری بچہ ہی آیا گھر سے
کل کی شب اسکے ساتھ میری بھونری ہوئی آج بخت برگشتہ کی بدولت گردش دوری ہوئی کہ بحکم قضا
نسیم ملک عالم اس رہرو عدم نے بجرم سولی پائی فرقت کی نوبت آئی کشش محبت یہان تک کھینچ لائی
کہ اسیطرح اسکے برابر ہو بیٹھون تو دل کھول کے گلے مل لون اسکے دلمین درد بھرا ہی تھا سچ پوچھا
بولا میرے قریب آ اس مستوجب غضب کا تو یہی مطلب تھا سننے کے ساتھ ہی نزدیک آئی اسنے گود مین لیکر
بالا سر پہ چڑھائی اور اجازت دی کہ جسقدر خاطر مین آئے گلے سے لگا لے اسنے دکھانے کو جھٹ پٹ
لاش سے لپٹ رونا شروع کیا داغ تیرہ بختی دھونا شروع کیا اسنے غمخواری سے اس عیارہ کو
اس زاری سے منع کیا سمجھایا وہ اسکی دلسوزی سے اور بھی رونے لگی زار زار بلکنے لگی جو جو بین
اس خستہ تن کا اثر ہوتا تھا زیادہ تر متحیر ہوتا تھا دلمین کہتا واللہ اعلم کسقدر الم اسکے سینہ پر غم مین

ٹھہرا ہے مگر کوئی ناسور دل میں پڑا ہے یا نشتر دار جگہ میں گڑا ہے اسی خیال میں اور بھی غور کیا وحشت نے عجز طور کیا
دیکھا تو وہ آدم خوار اس جگر افگار کا سینہ فگار کرکے کلیجہ کھا رہی ہے خون اور پانی کی ندی اسکے منہ سے بہہ رہی ہے
اس ماجرا سے حیرت میں ہو کر یہ دیکھ کر سمجھا کہ مقرر یہ ساحرہ یا کوئی بلا ہے سوچا کیا ہے یہ تصور دل میں لا پھرتی کے ساتھ
قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا ایک ہاتھ مارا وہ کشتی عمر تلوار کے گھاٹ اوتار دے زمین اسے کھینچ لی پھر تلوار کی جھلک
دیکھ لی تڑپ کر اچھلی یہ فوراً علی یا علی کہہ کے گھوڑے سے کود کر جھپٹ کر کہ اس ہاتھ چالاکی کے ساتھ
اٹھ گیا اور اس نالائق سے ایسا ایک وار مارا کہ صاعقت شتاب دو ٹکڑے ہوئی اور ہاتھ اٹھ گیا ساتھ ہی اسکے
ایک چھپاکے کی صدا پیدا ہوئی یہ دیکھنے کو اسکی طرف مڑ گیا دیکھا تو ایک غلغال سراپا زیب
سرخ کا رنگ پری یا یاقوت و گوہر سے چشم انتظار ہے اسے لپک کے اٹھا لیا قدم گھوڑے کو
سرپٹ اڑا یا آن کی آن میں اس پیر اور پرستان کے مکان میں پہونچا یا قمر الملک کے حضور میں
حاضر ہو کر عرض حال وہ غلغال پیش کی حصول سعادت بجال خوشی کی اسنے دیکھ سنکے آہا جرأت سے کہی
اور غلغال شاہ پری کی نہایت شائستگی کی بہج کو از راہ قدردانی وہ غلغال لاثانی ملکہ شب افروز کے
حضور میں گذرانی وہ نازنین دیکھ کے انتہا شگفتہ ہوئی بصد دل و جان فریفتہ ہوئی معاً حکم دیا سعد
زرگر اس شہر میں کار یگانہ روزگار ہوں جلد حضور میں حاضر ہوں اور جیسی اس غلغال کی بصد زیب و زینت
زیب بنا کریں جس خواہش بنانے کا اقرار کریں اسی دم موافق حکم قضا نظیر اہالی سرکاری حاضر ہوئے
دیکھ دیکھ کے وہاں گئے سب کی گھر پہ جان گئے تخیط جی کر اسکا زیب بنانے سے عذر ہوئے یہاں سے
عتاب ہوا اگر اسکا جواب نہ کرو گے مورد عتاب ہو گے گھر دم تو بے دم ہو گے خانہ خراب ہو گے وہ ادبیر
ہو گئے یہ سنکر ہر ایک سنکر سوکھا کانٹا ہوا خوف سے ناخوش ہوا خصوصاً ایک پیر زرگر موسوم بہ کند لعل
[illegible] کہ ہم شکل چاند ہی تھا اور نگار عالم حسن پرست کا ان عرصہ میں یار غار ہو گیا تھا جان نثار ہو گیا تھا
وحشت نے ایسا گل کھلا کہ ایک ہی شب میں جدا ہوا سونا سو گند ہوا [illegible] یہ سو بر دم یعنی نگار عالم
[illegible] کا اسکے پاس آیا صورت دیکھ کے سخت گھبرایا سوز و گداز کا راز بصد [illegible] استفسار فرمایا اسنے
[illegible] یہ بھید [illegible] ظاہر کیا لاکھ اسنے گھبرایا ہزار ستایا اسنے نہ بتایا مگر یہ کھویا تو سینے

بولا ماشاء اللہ باتین بناتے ہو مجھکو اُڑاتے ہو اب چھپانے سے کیا ہوتا ہے سینے پر لکھ لیا ذوالفقہ زرر انس [illegible]
رنگ اور رنگ نے چکھ لیا حاصل کلام ایسے ایسے فقرے دل سے گڑھے کلمات وم دلاسے کے جب کہ زخم
سینہ پر ٹانکا ہو گئے دل [illegible] مگر خود بخود پھپھولے رانگا ہو گئے رموز راز کتنے ہی بن پڑے ایک تو کاہش پار سودہ
خواہش نگار عاشق زار نگار رعالم کو سننے کی تاب نہ آئی آسیدم ادہم مصر قدم پر سوار ہو باگ اٹھائی تمر [illegible]
حضور مین آ رخصت طلب ہوا کہ یہ عاشقہ جگر برشتہ کے پاس آ لگے حرف الوداع سنا کے منزل مقصود کا رستہ لیا
نوگرفتار کا دل خستہ کیا غضب ہوا قسمت کا لکھا کون دھوتا ہے عشق نے بیر کھوئے ہو دونکو دونون جہان سے
کھوتا ہے یہان بھی نہ آئی شبنہ دیے کو لی دم قدم نہ تھمتے دیے پھر ہر طرف تاسنے لگا ٹھوکرین کھا کھا
کوہ و صحرا ناپنے لگا شب [illegible] روز مانند الیق لیل و نہار باگ شبدیز شبہ نگار کی اٹھائے اپنی خواہش دل [illegible]
پھیلائے وحشت دشت کی خاک چھانتا پھیرتا محیط غم مین گاہ ڈوبتا گاہ تیرتا

گرفتاری طلسم کہاک آہنگر سنگساری سنگ براہ کوہ پیکر خوبی اختر سے باغ تماشہ مین پہونچ جانا فائز المرام سمت مقام آنا

ایک روز جیسے [illegible] آفریدون طیلسانی دو درفش کاویانی علم افراز تہ [illegible]
آ [illegible] مقام پر پہونچا کہ دیکھا
کچھ ایسے [illegible] ایک سبک خرام کام نگہ کام نظر التفات آتا تھا یہ دیکھتے پہلے تو گھبرایا پھر جی
قریب آیا تو [illegible] آیا تو حق اللہ ایسے مقام سے جہان شہر نگ
خیال کا گذر نا محال [illegible] جیسے آدمی نہ آدم زاد یہان سے شمشیر زبان لوہا مان کر دھان [illegible]
سبزہ نشتر زار خار کی جگہ خنجر کی دھار سنگریزون کے عوض خسک آہنی کا انبار برادہ فولاد بجائے
ریگ وغبار خار خرزہرہ کشار سے [illegible] اژدر غار کا تو کچھ ٹھکانا تھا شہر تلہ ایسا جس سے
ہاتھی چنگھاڑ کے بھاگے پاتے خفتہ جاگے درختون [illegible] پھل تلوار پھول سپر کے نیستان نیزہ ہاے
اژدہا پیکر سے کہ اٹھین شیر ببر جیسے اسے چرخ نہ بچے انسان حیوان کی تو آہٹ معدوم سر [illegible]
بندوق کی چاپ کان مین آتی خوف سے جان جاتی [illegible] کا تو [illegible]

تفنگ رنگ پر توتر سے دار کے طوطون کا جوڑا تھا بجائے اسپان صحرائی چقماق کا گھوڑا تھا
صورون کی ارواح تاپتی پھرتی تھی اندھی بجلی سی گرتی تھی جیونٹی پنکھی کے نام سے نہ بھنکتا یہ
بندوق کا زاغ کمان کی غرابت نوک سے چلاتے تھے اور پیر دار تیر بجای عصافیر پھڑپھڑاتے تھے سطح بیابان کو رہ
آہنگران پیاس کی شدت سے جان بلب یہ جوان تھا صحرائے عبرت افزا کو دیکھکے انگشت بدندان پانی کی جستجو مین
ہر طرف دوان تھا ناگاہ نگاہ اس رو براہ کی سراب گاہ پر پڑگئی پانی کی چاہ مین ایک نہر سی سینے مین
گڑ گئی دیکھا تو اس وشت آہن مین کچھ سکاہن سا دور سے چمکتا ہوا آفتاب کی جوت سے تھرگران
دمکتا ہے اسنے چاہا گھوڑے کو دبا وہان تک جاؤن اسنے پاؤن نہ اٹھایا غور کیا تو سمون سے
خون جاری تھا قدم بھر چلنے سے عاری تھا مجبور وہ صور آتی مسافت دور اپنے نزدیک چل اٹھا
تصور کر گھوڑے سے اتر مشقت تمام گھسل گھسل اسکے قریب تر پہنچکر پانی پینے کو ہاتھ بڑھایا پیاس نے
پیاس کا حوصلہ لٹا یا دیکھا تشکل نہر آہنی بتر کی لکیر ریگ پہ کھنچی ہے فرش آب رواں تابی پر کو
کو ایسا صیقل کیا ہے کہ چشمہ آفتاب پر خشکار زن ہے بلکہ آئینہ مہر مین میلا پن ہے آب آب آہن اور
موج جوہر روشن ماہیان ماہیت گزار نمچہ سلیمانی بجائے کشتی تیغ ابروے بلقیس ثانی آب نایاب
کے تو دو صاف بجیسا تھے اب ہوا کا ماجرا سنیے حسب نرخ تمام عالم کا دھوان بابل کا کنوان بہتا ہے
ویسی ساری برد گاہون کی ہوا جو تلوارون کی سن سن سے جدا ہوتی ہے وہ اس کو دفولاد پر آکر الجھا
ہوتی ہے ہر دم صر صر سیف و سموم صمصام کا جھونکا رہتا ہے نگار عالم نے پانی سے ہاتھ دھو اوپر کو جو سر اٹھایا
اور ہی نقشہ نظر آیا دیکھا ایک اہرمن پیکر طلسم پولاد جسم عجب قسم کا چالیس گز کا قد سراپا بد از حد
ایک چہرہ انسانی دوسرا سراسر خوک کا ہیولانی غول بیابانی تنفس سے پیدا شعلہ اٹھے ایک دہن سے
دھوان دھار زبانہ سرخ شر ربار دوسرے سبز گوگرد گون گوگرد کردار موی تن سیخ آتش دیدہ سے
روشن ساہی کی صورت دیو کی مورت آہنی چنگال عبرت آل مشعل مثال تھمے لال لال ہاتھ مین
تیر و کمان کبادہ چرخ کبود کی زبان پر الامان جیسا طلسم کے کنارے بے سہارے کھڑا ہے گویا
گڑا ہے اسکی جو آنکھ چار ہوئی سنان خوف سینہ کے پار ہوئی با اینہمہ جرات الگ گیا

دہل گیا یہ معلوم ہوا کہ جی تن سے نکل گیا ایکبارہ وہ نابکار بلبلا کے گونجا دشت تہ و بالا ہوا نالۂ الامان مرحمت سے
دو بالا ہوا پکارا اے ناداں سست بنیاں کیوں صحرائے شان میں قدم رکھتا ہے جا کہاں مان ورنہ ایک
آن میں بے نام و نشان ہو جائیگا مانند حرف غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے دھو جائیگا یہ پیچش سن کر شیر ہم
تیوہ بدل ہوا کہ ای شیخ حل سیر اجل مین تجھ سا حل نقش باطل کا مٹانا حرکت لاطائل امر لا حاصل
سمجھتا ہوں تجھ سا مانی جو اسکو سامان لاحول سے اجڑتا ہے نقش خاک بے چھوے سے چھوے سے اُڑتا ہے میں ایسے
خرافات سے عذر الجھتا ہوں اُسنے پھر کہا دیکھ ابھی تک تیری ضد اور عقل سے بیری ایک قدنگ
باد ہوائی سے ناحق برباد ہو جائیگا کوئی مٹی کا بھی پتا خاک نہ پائیگا اسنے کہا تجھے قسم ہے کہ اب نہ بار کر
اپنا وار کر اُسنے تا سست کیا کہا خیر تیری اجل گریبان گیر ہے میری کیا تقصیر ہے سنے ہوشیار ہو
یہ کہکے تیر بے تاخیر چلے سے سر کیا شست و مشت سے گذر کیا قریب تھا دو سار ہلے پار ہو بیربے ہوت
کسے ارا ہی پار ہا دارسے اُتار ہی اس بیچے پر کے تقریب سے پہونچکر ایسا پتا یا کہ تیا سا اُڑ کے بائیں طرف
مُڑ کے سن سے نکل گیا زہ سے اُچھل گیا اور اسے دلیری فن سپہ گری میں بھی یہ طاق تھا بہت
چست و چالاک تھا اور زرا تو سنبھل کر پھر چقماق و دنالی قیامت کی بھری آنکھوں پر خالی کی پڑتے ہی
اُس شل نے کئی ہاتھ اُچھل زمین پر گر کے زاری و نالی کی اس پر چالاک دست نے تیغ نکالی جھپٹ کر ایک
ہاتھ چھوڑا حریف ضعیف نے جی چھوڑ کے رشتۂ دم توڑا دیکھتے دیکھتے آنکھوں سے غائب ہو گیا
دھواں سا کھو گیا آگے جو گذر ہوا ایک شیر حملہ ور ہوا اُسے بھی اُسی گرم دستی کے ساتھ ٹھنڈا کیا پھر
اپنا رستہ لیا چند قدم بڑھ کے کالی گھٹا کی صورت ایک فیل مست مقابل ہوا یوں ہی وہ بھی جہنم
واصل ہوا کئی روز کے بعد یہ نامراد اُس عجیب غریب طلسمات سے نجات پا کے انواع انواع کی صدمے
اٹھا کے ایک مقام پر پہونچا دیکھا صحرائے گلستان کف دست میدان میں ٹیکرے پر ایک درخت ہے
نہایت سایہ دار سے پھل دہار پیرا ہوا اسکے نیچے ایک مرد پیر با دل دلگیر مجذوبانہ آنکھیں سُرخ سُرخ
شنگرف گوں ہاتھ میں سیف پُر خون بنہایت محزون دو زانو بیٹھا بڑ مارتا ہے بار بار کسی کو پکارتا ہے
اسنے سامنے آ مودب ہو سلام کیا اُس صاحب کشف نے بہر غضب ہو کر اس پر نظر کی اور اسکا نام لیا

کہا کیون رے تو کیون یہان آیا کسنے تجھے یہان کا ٹھکانا بتایا سامنے سے ٹل جا آئین خیر ہے وگرنہ
دم مین تیرے شر کا بدلہ ملجائیگا مفت جان گنوائیگا سر دست ایک ہی ہاتھ مین خاتمہ بالخیر ہے یہ ڈر
دوڑ کر قدمون پر گر پڑا الپشت پا سے آنکھون کو رگڑا اور عرض کیا برائے خدا ای شاہنشاہ اہل کشش سے چھڑا دی
ایک ہاتھ لگا دے از بس وہ محبوب کردگار رحیم مزاج تھا تاسف کھانے لگا سر پاؤن پر سے اٹھا فرمانے لگا
اگرچہ لایق عفو یہ قصور نہ تھا تیرا قتل میرے نزدیک ضرور نہ تھا مگر کیا کرون تیرے حال سے واقف ہون
کیونکر خطا سے نہ درگذرون تو نے ایک مدت کی مشقت خاک مین ملا دی دل لگی کی نشانی
مٹا دی ؎ اب جو پچھتاتا ہے تو پچھتانے سے کیا ہوتا ہے ٭ وہی ہوتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے ٭
یہ محبوب سر جھکائے نادم و خجل پابہ گل دو زانو سامنے بیٹھا رو رہا تھا کہ امین الحجاب سے سلام علیک
کی صدا آئی اُس پیر روشن ضمیر نے گردن اوپر اُٹھائی سلام کا جواب دیا تفتیش مین غنچہ سربستہ
وا کیا اِس متوحش نے متحیر ہو کر بالا سے جو نگاہ کی دیکھا ایک ابر کے ٹکڑے سے آواز آرہی ہے
برق قدرت چمک دکھا رہی ہے کہ بصرے کا عازم ہون اجازت ہو تو جاؤن شاہ صاحب نے
رخصت دی اُسنے راہ لی اُسیطرح دوسرا آیا اُسنے بھی ایسا ہی سنایا تیسرے پارۂ ابر سے پوچھا وہ گویا
کہ مصر کا ارادہ ہے اُس کامل مرد نے فرمایا یہ مرد سادہ خانمان آوارہ و دلدادہ ہے اگر مناسب سمجھو مصر کی سرحد تک
ہمکو پہونچا دو یہ سنکر وہ بادل کا ٹکڑا اوپر سے گھٹا نیچے آکر ایسا بڑھا کہ گرد اُس ماہ دو ہفتہ کے ہالہ ہو گیا پاؤن
زمین سے از خود اُٹھے عالم دو بالا ہو گیا اور ہی تخیلات اسکے دل پر بیٹھے تن بہ تن بالا ہو گیا کیفیت
مزاج بدلی مین پانی پانی ہوا برق اضطرابی رعد نالہ مصروف باشک فشانی ہوا دل کڑا کرکے پوچھا
ای رحمت خدا جلد تر بتا تو کون دریا نوال ہے کیون اِس دشت کا یہ احوال ہے اُس سے آواز آئی کہ
اسیر یاس اتنا بد حواس نہ ہو خاطر جمع رکھ استقلال ہاتھ سے نہ کھو تیرے حال پر رحمت ذو الجلال کا جوش ہے
عطا کو بھی پردہ خطا پوش ہے اب تو بند غم سے چھوٹا فرشتہ قید ٹوٹا کریم کارساز سامان بخش بندہ نواز نے
مجھے اِس حیلے سے بھیجا ہے تو ابھی مغز مطلب کو نہین پہونچا ہے یہ شخص اِس جگہ کا قطب ہے
جناب وحید زمان قطب الاقطاب عبد الرشید عبد الرحمن کا دیکھنے والا نظر تناسب سمجھے اور

یہ دشت و کوہ طلسم ہی صاحب اسم کی خاطر بنایا یا اُس صاحب فولاد جسم کا بنایا ہی پس گمراہ کو تو نے
جہنم کا راستہ بتایا ہی قہر قہار سے یہ کافر نابکار اس بن مین ہو گیا غرق آہن ہو گیا اور مین رعد ہون
اسی طرح ہمیشہ جہان حکم ہوتا ہی جاتا ہون منھ برساتا ہون اور بار سعد ہون اسی مین تھا کہ سامنے
دیکھا سرحد مصر پر کھڑا ہون پر از سر تا پا کانچ کا سا ہرا ہون نہ وہ رنگ نہ روپ سبز سروپ ہے
ابر نہ باد ٹراسے کی دھوپ ہی سامنے نگاہ کو جو دوڑایا ایک دیوار کا آثار نظر آیا تپش آفتاب عطش
آتیا سے سیماب وار جانب دیوار قطرہ زن ہوا چشم تر خشک دہن ہوا جب دم قریب پہونچا دیکھا گرد احاطہ
دو سوار سبز پوش گرز گران بردوش بہ نرم گامی گشت کرتے ہین ہر بار سامنے سے گذرتے ہین یہ
آنکھ بچا ایک جھاڑی مین جا چھپا موقع دیکھنے لگا تھوڑی دیر مین وہ دونون ایک جانب غائب
ہو گئے نظرون سے کھو گئے یہ آہستہ وہان سے نکل کے اُس حصار عجیب کے قریب آیا رہگذر کا پتا نہ پایا
ہر طرف جب خوب غور کیا دیوار پر ایک بیل کا بوٹا دکھائی دیا یہ اسی کے سہارے سے احاطہ کے اندر
اُتر گیا وہ سنسان ہو کا مکان دیکھتے جیتے جی مر گیا زندگی سے سیر تو تھا ہی فرزانہ دل مین تولا بخطر
اِدھر اُدھر پھرنے لگا ضعف فاقہ سے گرنے لگا ایک طرف صحن مین کئی درخت کسی میوے کے از
سر تا پا پھلون سے گندھے گردلدادہ جبنی کٹہرے رنڈھے نظر پڑے بعد مشقت بہزار دقت وہان تک پہونچ
کے حوض مین غوطہ لگایا اگلا رنگ روپ پایا وہی پھل کھا کر پانی پیا از سر نو جیا بارے پھل کھاتے
ذرا طھو سر ہوا کربت مسافت دور ہوئی طبیعت پر مسرت کا وفور ہوا ٹہلتے ٹہلتے بارہ دری کے اندر گیا
دیکھا تو آپ سے باہر ہوا اُدھر گیا بالکل مکان اُجڑا پایا سوز دل حرارالایا حسرت رو دیوار سے لپٹ لپٹ کے
روتی تھی بیکسی تنہائی پر جان کھوتی تھی ناگاہ دیکھا کہ سہ درے مین بے محل سنگ مرمر کا ایک صندوق
مقفل رکھا ہی برابر اسکے ایک آئینہ مصقل رکھا ہی تالیان دونون ہاتھ سے بجتی ہین مع جلن محبت کی
کسکو بجتی ہین کلید جذب دل یہ تالا کھولتی ہی کشش طالب صادق مطلوب کی سمت چلتی ہی اگرچہ بند تھا لیکن کھلا
نہ رہ سکا تالی تلاش کرنے لگا اتفاقاً اُس کنج تاریک مین تالی ہاتھ آگئی تاب تحمل گیا ہر چند وہم نے
جانب ہم روالا لیکن اس شکیل ہے نے ایک نہ سنی بے کھٹکے سخت جان ہوکر جھٹ سے

صندوق سنگین کا قفل کھولا العظمۃ للہ دشمن کو بھی نہ دکھائے خدا جو کچھ دیکھا مانند لعل پیدا میان سنگ
بلور ایک معشوقہ باوقار رشک حور مردہ چشم منتظر و لب بر لب نہادہ گویا سوتی ہی حسرت آنکھون سے
ظاہر ہوتی ہی اکرام علی خان حسرت ؎ پس فنا بھی ہماری کھلی ہین آنکھیں + تمھارے
آنے کا یہ انتظار رکھتے ہین ؎ واضح ہو کہ یہ مکان و نعش ناہید عاشقہ جگر پاش پاش کی ہی جس نے
نگار ارم کے سامنے تڑپ کر دم توڑا تھا اور اُس جفا پیشہ ستمگر زندگی نے اُسکا وصل اُس دن پر چھوڑا تھا اپنے
کشتۂ فرقت کی لاش دیکھ کر حیران ہوا سب پر گند شیون و شین ہی البقول حسرت دہلوی تری صورت
دیکھتے ہی مر گئے ہم سے بلا کا موت نے دھوکا کیا ؎ اندھیری ہین آیا کہ سنتا ہوتی ہی نگر اسمیر جیسے
مرجائیے جان سے گذر جائیے ایکبارگی ایک طرف سے آواز آئی کہ اے نادان کیا غضب کرتا ہی کیون
مفت الزام سر پر دھرتا ہی ایک تو تیری فرقت نے یہ نوبت پہونچائی دوسرے بیس مرون نعش پر آ کر روح
ثریا کی تیر سے اب جان دیکے منہ کر تازہ ستم گر اس ندا سے نگار عالم کو رنا یہ کیسا فقرہ سننے مین آیا
کون گوشندہ کسکا کشتہ حواس چھوٹ گئے پائے حسن حرکت ٹوٹ گئے گھبرا کے پوچھا برائے خدا جلد فرما جو
کیا ہی خطاب عجب کا ہم کو تو آیا ہی ابھی وہ کام کر اگر پختہ کار ہی تو اسکا نہ خیال خام کر ہنوز اس پر سوز نے
کچھ منہ سے نہ نکالا تھا دیکھا تو ہر طرف اجالا تھا چار سمت سے آواز مہیب جیسے بہت سی چکیان چلتی ہین
آنے لگی تڑاقے کی صدا در و دیوار سنانے لگی یہ معلوم ہوا کہ زمین و آسمان شق ہو گیا رنگ شفق مثل
روئے افق فق ہو گیا یہ خوف زدہ اُس صندوق کے نیچے چھپ رہا بعد لمحہ دیکھا سقف و جدار و زمین
ہموار سوراخ دار ہو گئی چشم حیرت مو و نقش دیوار ہو گئی ہر طرف سے عجیب عجیب ہیبت کے غول مرد
و عورت کوئی لگریہ منظر کوئی خوبصورت نکل آئے تا سحری بر محل آ لئے یہ دہشت کھا کے درود
پڑھنے لگا آیۃ کرسی سورۂ جن گن گن دم کرنے لگا خفقان زیر ہنے لگا زمین کا جو بتلا سے محن
روزن سے تابوت تک آیا رہا بیٹھا چلا یا تھوڑی دیر کے بعد سب صندوق کی زیارت کر کے
خوشبو اور پھول دھر کے اپنے اپنے مقام پر اُڑ گئے جب ہنگامہ فرو ہو کر چند جامہ در باقی رہے
آپسین کل خرشرپ کے چرچے ہوتے چشم مرا جی سے دریا سے چپکے بیٹھا نظر عمیق دیکھ رہا تھا

طرفہ سانحہ نظر پڑا کہ وہی لنگڑی دیو کی جھبکا پانؤن کا کٹا تھا تلوار سے لہو جاتا تھا خونخواری کی چاٹ
مین جن نے نکلخال کے لیے کڑا زخم پازیب کیا تھا اس پری وش کو آسیب دیا تھا مر بار ہر منخوار کی
ساقی بنتی ہی کا جھی چھینتی ہی یہ نشان پاتے سارا غم بھولا غنچہ دل پھولا سوچا ایسا نہو پھر یہ بلا محبکو
ستائے تو کچھ بن نہ آئے یہ سمجھکے جھپ صندوق کے نیچے سے اچک اٹھا سا بید مغز لرزان مجروح
شمشیر شامت دامنگیر بہا آ پھسل پڑا چھوٹا بڑا اچھل پڑا کہ یہ کون بلا بالائی حال مین فال ہی ہین موسل
بے محل آئی سب ہان ہان کرتے رہے اسنے ایک نہ سنی آتے ٹانگ لی اور فرش پر کھینچے کھینچے پھرا کہین
موقع ملجائے کہ دوسرا ہاتھ جائے پازیب ہاتھ آئے دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک پیتا ہے ان تحبکا جی
میٹھے پن سے سکا جاتا دہشت سے گھگی بندھ گئی کلیجہ بیٹھا جاتا کہ ایسا نہو دوسرا چرکا لگائے حاضرین
گھبرائے کہ یا الٰہی یہ کیا آفت آئی تو پوچھا صاحب آپ کون ہین کہان سے تشریف لائے ہین
کون ایسے قصور اس مرد اسنے ظہور مین آئے ہین اسنے کہا تم کیا جانو مین نے ایک عالم تنہا خود کو
عیش و آرام سے کھو یا مدت کے بعد اس چھال چھکا کو پایا ہی قدرت رب ودود سے یہ موقع ہاتھ آیا ہی
اب بے حصول مطلب اتمی دوہ اگر ٹبرہی ریٹر گوارا نہین کر سکتا وہ لوگ سمجھے یہ بگڑے دل بغیر جرکا
لگائے زخم پر زخم ہو نجائے مانیکا نہین خوشامد کرکے دھیر لگیا پوچھا صاحب کا مطلب کیا ہے
اس اضطرار و تیز دستی کا سبب کیا ہی ہمین ارشاد ہو بسر و چشم بجالائین ابھی حاضر کرین جو کچھ
فرمائین تھوڑے سے عرصہ مین جب انکی طبیعت استقلال پر آئی اپنے فعل قبیح پر نادم ہو کر اسکے
پانؤن چھوڑ کے اول سے آخر تک ساری سرگذشت کہہ سنائی وہ سب پرستان کی پریان
تھین الغرض کمسن ایک دوسرے کی ہم سن و ہمجولیان تھین انکی حرکت بیجا دیکھکر قہقہے اڑانے
لگین چھیڑ چھیڑ کرکے بنانے لگین اس چرب زبان نے ایسی باتین چکنائین کہ وہ شمع عذار باتی بات بسار کے
پھسل پڑین پھر تو اس نے پروانگی پا کے تمام رات خوب دھومین اڑائین گرم کین صبح ہوتے
اٹھکے پازیبین لین پھر اسی ترکیب ترکے چل نکلا برق و باد سے افضل وہ باے شل نکلا الکھنے مین
کہ نا امید و زہرہ پلیر کے باغ سے تھوڑا ہٹکر ایک صحرا سے پر فضا زبان زد بدشت اخضر تھا چرخ سبز

تلازمہ سپہر

تھی عمر کو دیکھ چکا تھا ازرہ ریگستان تو ابت ثابت ہوتے تھے غول ریشک راس الغول ہر ماہ و سال
سورج مکھی کے پھول اور چاندنی کے کھیت اُسی ریت مین بوئے تھے ستارون کے حق مین سوہان
روح صحرا کی ریتی تھی رنگ آئینہ آفتاب کو ہیبت کی جلا دیتی تھی جو بگولا اٹھا نیازک کا شعلہ تھا ترفع ہر کوہ فلک
پیر شکوہ کی عزت اُتارتا تسلسل آں تبار ہر جویبار آب شمشیر کہکشان کے گھاٹ پر دھار مارتا سورج کی
کرن شاخہائے سایہ دار اور عود سحر کے نخل نایاب تھے ثمر سپہر کے پھل اور پھول سپر آفتاب کے بھیجا بھیجے
دن کو دھوپ پت کو انجم کو اُتارا تھا چاندنی کے کھیت مین ماہ مجروح ہو مارا تھا یعنی چاند اُس ریت کے
کھیت رہا چاندنی نے کھیت کیا تھا چکاوک دشت و غزالان سرمست گلگشت پر نسرین سپہر و غزالین
فلک نے مرگ چھالا اوڑھ کے پر ہمنس کا برگ لیا تھا ایک دری مین اشرہ کوکب دری کی خاصیت
کھلی شیر دن مین اسد چرخ کی عادت جبلی سگ صحرا کے کلب الجبار کے سگے بھائی سبزہ خوابیدہ کے
پیچھے یہ اشہب سبز رنگ سپہر کرنگ تھا اس لگا گیا بیہودہ صبح و مسا سر دھنتا ہو تنکے چنتا ہی نیل گاؤ ایسی
نازک کہ اگر تو سپہر و سہیل فلک منظر تعشق دیکھ لے تو تمام ڈیل مین نیل پڑ جائے بلکہ غزال روح ہرن
ہو جائے زحل ہندو تھا ہرن نہا لئے اور طاؤس چرخ اخضر تن من مار کر اس جگہ پر السیا سا بنا تھا
کہ اگر کوئی اُس دشت کا تبراحیت کے افعی و اژدر کا نام لیتا تو عقرب کا بچھو اتار دیتا الحض کلام
یہ دشت فلک الطوار ستم انجام بہرام نامے ایک حرامی کے عمل و انتظام مین تھا سیاحان بادیہ
نورد و گردش زدگان سپہر بیداد کا مسلخ شارع عام مین تھا نام گرفتہ قطاع الطریق نے یہ طریقہ
پکڑا تھا کہ پہلے ہر روز دو چار خون گرفتگان جانسوز پر ہاتھ چھوڑ کے نہاتا پھر بد اختر منحوس سے
پوچھ کر دشت نکبت مین آتا تو ان کی صفائی دکھاتا تھا چنانچہ آج جسوقت ترک سپہر نے یک یگانی قمر داغ بر جگر
آسمانی کو ہر شہاب ثاقب سے مار اُتارا اور پاسبان فلک نے بنات النعش کے کشتہ لیے تُرکی مغاک
مغرب مین بادل نگار زار اُتارا بہرام سیہ ایام نے حسب معمول شانہ بین سے آج کے شکار کا کل موہو
احوال دیکھا اُسنے روز سیاہ کالی بلا تال بال کے زلف شاہد مطلب کو یون آراستہ کیا کہ اگرچہ
ایک دولت بیدار سے مقابلہ ہے مگر چہرہ مقابلہ و تربیع کہ اصلاح نجوم مین عبارت دشمنی سے ہی تثلیث

وقت نہیں ہے کوسون کا مفاصلہ ہو یعنی نظر مخالفت سیارگان متصل ہو اختر اول ساتوین کے
مقابل ہو اتصال زحل و مریخ نیرین ہو قران النحسین ہو جب کیوان ہم برج بس شیم کا نام عددا
وحرفا جفت ہو اُس سے مقابلہ کرنا جان بالاے طاق دھرنا سراسر نامفت ہو جسدم تیر اُس
بہرام گور گیر کا گوشہ کمان رشک قوس سے سر اُٹھاتا ہو قدر انداز قضا چرخ چاچی الامان چلاتا ہو
ثور سپہر جنین شب کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور شمشیر کے بلی جب وہ ببر کھولتا ہو تو اسد چرخ
پاس ادب سے سر تان کر کھو جاتا ہو وہ پیکر ہو جاتا ہو گرز گاو سر کو دیکھکر برج ثور خاکی مزاج خود کو
میزان زبرجدی مین ذرہ کا ہم پلہ تولتا ہو خود و بکتر کے ڈول پہ دلو فلک ڈانواڈول ہو کمند
پیچدار کے ہر تار پہ سنبلہ مبہوت تار زنار کو خوف سے سلس البول ہو بچھوے کی وہ نوک دم چال
ڈھال اور دوالی ہو کہ عقرب سپہر آبی مزاج پانی پانی ہو ولایتی کی آب و تاب دیکھکے سفینہ کہکشان
انجم کے دندانے پڑ گئے عاری ہو شکل منشاری آشکارا ساری ہو افلاک آب جواہر انجم مین خنجر
مریخ بجھانے کو اٹھی کواکب ہلال کے کھرل مین دستہ گردش ایام سے صبح و شام گھوٹتے ہین نیزہ
اژدر پیکر کو دیکھکر ضیغن فلک کے دلپر سانپ لوٹتے ہین مگر باوجود جلادت اُس مہرور کو ترحم کی
عادت ہو اسپہر جو تیرہ اختر سیہ ایام بالتمام نہ پیش آئے اسکی شامت ہو تجھے اے بہرام لازم ہو
کہ اُس شمس مروت سے باآشتی پیش آئے تا بحکمت عملی مطلب ہو جائے کہ احتراق اختر کو
محترق بے شتابہ کرتا ہو محاق ماہ کو روسیاہ کرتا ہو منجم سے یہ سُنکے بہرام شکل مریخ برجرو قوز نیغ
پیش آیا یہ بنپش کمال سو سے سلاح خانہ خویش آیا شمشیر لچبازی سپہر پیر اور نیزہ دو زبان طعن زن ان
سماک اعزل ہیبت نشان اور کمان خمیازہ آسمان ترکش تیر و کش گوش فلک پر متوطن خدنگ
آہ دلگیر اور سپر داغ آہ سیہ بختی کو جسپر چرخ کے نیل کی مٹکی ڈھالتی تھی پشت پر ڈال موقع
موقع سے سب ہتیار سنبھال شدیز بہمتاز گردش ایام خویش پر سوار ہوا چار سو قزاق ہمرکاب
بعزم کسر دوار ہوا اب شہزادہ نگار عالم کا احوال سُنیے جسدم باغ ناہید سے رخصت ہوکر
حفت خلخال رشک ماہ لیا بصد کمال با خاطر نڈھال رہسپر ہوا شدت ضعف مین کڑی منزلین کاٹکر

اس دشت اخضر مین گذر ہوا ہنوز سیر سے طبیعت سیر نہوئی تھی کہ گلگشت دشت پر فضا مین کچھ دیر ہوئی تھی
کہ دفعتہً گرد صحرا اسکے گرد منو و ہوئی بر سر کدورت گردش چرخ کبود ہوئی اسنے غور کرکے جو دیکھا چار سمت سے
کالی گھٹا کی صورت ایک دل رشک بادل زرہ پوش تیغ برہنہ بردوش اُمنڈا آتا ہی ہالہ خورشید کی شکل
اس مہروش کے گرد بقول کلیم ع چو خور بہ ہالہ نشیند دلیل جنگ عظیم * حلقہ باندھتا جاتا ہی یہ زہرہ
جبین ولدادہ اگرچہ پیادہ تھا مگر جرأت مین اُن شاطر شہسوارون سے کہین زیادہ تھا دیکھتے ہی تیوری پر
بل آگیا بسرعت تمام تیر اون کندہ ناتراشیدون پر چقماق کو سر کیا من چلون کے دلون کو داغ دیا
ہیچمیرز گولی ہر سر دہر دشمن کے لیے پر * افسوس ہر بندوق نے سب حوصلہ توڑا * ایک ہی
فیر مین اکثر کا خاتمہ بالخیر ہوگیا جی چھوڑ کر ہر ایک کا ہوش سر سریع السیر ہوگیا بہرام نے جب دیکھا
کہ کوئی دم مین کام تمام ہوا چاہتا ہی نام بدنام ہوا چاہتا ہی ایک بارگی سوارون کو للکارا کہ خبردار
جانے نپائے آگے قدم بڑھانے نپائے نیزون پر اُٹھا لو دم بھر مین اس سنان بازِ پُر الم کا
نقصان مٹا دو یہ سُنتے ہی اُن بداخترون نے سنانین تان تان گھوڑون کو ٹھکرایا اس خورشید لقا کو
مثل شعاع نیزون سے گھیر کے سورج مکھی بنایا نگار عالم نے جسدم دیکھا سوائے سینہ سپر کرنے کے
صورت منو نہین جھپ کمند کا لچھا سنبھال بہرام کیوان سیرت کی گردن مین ڈال جھٹکا دیا حلقہ زلف
پیچان سا سینیت کے دوش پر لٹکا دیا پھنستے سینے پر صورت کی سُدھ بدھ گئی زبان نکال کے زمین پر گرا
گھوڑ انعل در آتش گھر کے سمت پھرا بہرام نے جب غور کیا کہ سارے دیدبان یعنی دیکھنے والے جو صبح و مسا
ہم نوالہ ہم پیالہ گلچھرے اُڑاتے تھے اُڑ بھاگے غنیم کے بخت جاگے اسکے اور امیر سے سو اسب چین مین تھے
لائیے اب کوئی چال کیجیے اس چالاک دست کو مار لیجیے کہ کار ہین مین رہے ورنہ نصیب اعدا اگر کسی
گھات سے اپنے ہاتھ سے یہ شیر بچا تو گلستے جزائر ویران ہو جاوینگے کار ہین ویران نہین جو سامان
ہو جائینگے یہ جی مین ٹھان جلدی سے ایک غرشی سلام کیا نگار عالم نے دل سے یہ کلام کیا کہ یہ
مکار جانے نپائے ایسی گولی مار توڑ کے کہ رستم کی گور تھرائے گا طوس و اشک بوس کا نام صفحہ
دہر سے دھو جائے بدین خیال فی الحال بندوق پھینک کر لبلبی پر ہاتھ دھرا چاہا سر کرے لیکن چھینلہ لوڑ کی

ربط اسکو تھی جاب پائے قبضے کی کٹوری بندوق کی مہری سے جوڑی اور ٹوپی قومیون پر رکھدی لبلبی کا
لھاش پر تھا یہ فقرہ دل سے ڈھال سینہ سپر کردیا کہ افسوس پیارے جو یہی بدا ہے کہ آقا سے نامدار اپنے کو گولی
مارے تو بسم اللہ دیر نہ کر اپنی سی کر گذر یہ کلمہ نگار عالم کے گوش زد جسبدم ہوا ہاتون کے توتے اڑے
یک گردو فاختہ کا عالم ہوا مشہور ہے یہ فقرہ از حد کیا دہوتا ہے چھتیس فن یاد ہوتا ہے بہرام کو منجملہ فنون کے
یہ فسون بھی یاد تھا کہ انسان کے بولتے سارا پتہ و نشان بلکہ تین پشتون کی داستان معلوم کر لیتا اگا سنتے ہی
بولا آہا آپ نے مجھے نہیں پہچانا و اسے زمانہ مین تو آپکا بیرم خان کا کا ہوں جیسے گود مین کھلا یا بیسیون اسی سے
جناب ظل اللہ آپکے قبلہ گاہ کی ناراضی و ملال سے نکل آیا صد حیف ایسا جلد آپ نے دل سے
بھلا دیا نگار عالم کو یہ بیتے کی سنکے یقین آگیا جنبش بن دل حزین آگیا انجام کار سنو بچا بندوق
پھینک سینہ سے جا لگا بہرام نے جب دیکھا افسون کارگر ہوا ٹھکا ٹھک سے بچا یہ بطالف الحیل
ٹھکا ہاتھ پھیلا چھاتی سے لگا خوب بھینچ بھینچ پیار کیا جھوٹے موتیون کو نثار کیا بہت سا
رو دھو لو بولا آپ اپنی آتو جی کو حظ لٹ دیکھیے خانہ ویران آباد کیجیے نگار عالم ان ابلہ فریب باتون پر آ
راضی ہو گیا سارا قضیہ سر گذشتہ ماضی ہو گیا بہرام اسکا اسباب اسی گھوڑے پر بار کر اسکو بیگاری سا
آگے دھر اپنی کوٹھی کی سمت چل نکلا تھوڑی دور چلکے نگار عالم کے پانون سو جھے تھلے کی صورت
بل نکلا جسبدم گھر کے اندر پہنچا دیکھا از سرتا پا سجا ہے دولہن کی صورت بنا ہے یہ لعنت اللہ ایسے
مقام پر جہان ہزار دن کا مال مار کر جمع کیا تھا حساب کیجیے اسکے باپ کا خرچ کیا تھا اسکو بھی تازہ
الو سا پھنسا لایا شکل نقش مراد کرسی پر بٹھا یا لیکن لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ
بے ارادت خدا کے کچھ ہوتا نہین بے اجازت ذرہ ہلتا نہین بقول نظامی ع نیارد ہوا تا نگوید بیار
زمین تا نگوید بیار پھر شان جباری دیکھیے کہ اس جا پر کیسی بنی اور اس صابر کیسی گذری کا
بہرام کا غلام ہرمز نام قتل پر مقرر تھا مسافر کا گردن مارنا اسی کے سر تھا موافق عادت بہرام نے
نگار عالم کو بٹھلا یا باہر آ اس سفاک کو بلایا قتل کا ڈھنگ بتایا وہ نطفہ حرام اسی کام پر معین تھا
مٹا یا پانی لے جام مین دارو بیہوشی گھول کے بھیلہ شربت اس تشنہ لب کے پاس لا یا یہان قبل

اس سے کہ یہ آہنی قفس الٰہی نے مطلع فرمایا اتفاق سے جس مقام پر بہرام اسکو بٹھا گیا تھا اُس جگہ
ایک تہ خانہ تھا عجیب اور نہایت بے گور و کفن کا مسلخ وہ سیہ خانہ تھا اسکے جھانکتے اس سے ایک صدائے حزین
آئی کہ اے اجل رسیدہ کیوں دیدہ و دانستہ جان کھوتا ہے مفت ہلاک ہوتا ہے اسنے متوحش ہو کر
ادھر اُدھر دیکھا تو تخت کے نیچے ایک دروازہ مقفل نظر پڑا یہ دیکھکر تخت سے اترا اور قرولی کی
نوک سے تالا کھولا آہستہ سے ہر طرف ٹٹولا اندر سے ایک شخص بولا کہ کیوں مجھ جیسوں کو ستاتا ہے ہم
جیتے ہیں اسنے [illegible] ہاتھ کھینچ لیا جھٹپٹا تو تھا ہی شمع اٹھا اوسی کے اندر جا پہنچا وہ حسین نام
دیکھیں گویا ہیں قیدی [illegible] جی کے ہاتھوں نہ کہیں جان سے جاتے ہیں
ماہ لوٹ [illegible] کیا ہی قبر تک ساتھ مرتے چلیو تو اے داغ جنون [illegible] عجب ہے تجھکو
[illegible] سے لگا کہا [illegible] نگار عالم نے یا صد الم کیفیت پوچھی اُنھوں نے کہا [illegible] نہیں
[illegible] ساری کیفیت کو نظر بہ ہوشیاری کو کام فرما اللہ خود کو بچا اس نے
[illegible] بہت نے حال چند در چند کیا اتنے میں وہ سفاک لعین ہلاک
[illegible] عیاری سے بہت [illegible] کے دور ہی سے بہت جھک کے آداب بجا لا شربت کا پیالہ پیش کیا
اسنے جیسے ہاتھ [illegible] لیا اس قزاق نے حسب دستور قزاق جس طرح پھانسی کا موقع بنا کے
یہ لوگ حلق پر ہاتھ لگا کے گرا دیتے ہیں پھندا لگا دیتے ہیں ہاتھ کی لگا دی اسکی گردن میں
لگا دی اسکا یہ متنبہ ہو چکا تھا اسکے [illegible] کا تھا چھوٹتے وہ قرولی کا ہاتھ مارا کہ جگر پارہ پارہ
ہوا سینہ چیر [illegible] ہوا پھر تو بے تکلف اس ننگ خاندان کے کپڑے اتار وہی بھیس بنا
بہرام کی سمت آیا اسنے [illegible] اپنی زبان میں پوچھا ادھر پاس کر تھوک پایا اسنے وہ درج [illegible] کا
کمر سے نکال سامنے ڈال دیا بہرام نے مارے خوشی کے سر سے شملہ اچھال دیا اور اسکی
[illegible] کی بڑی ثنا خوانی کی پھر فرط فرحت سے کہا ہماری نوشدارو لاؤ صہبائے سرخوش
[illegible] نگار عالم نے وہی جام بیہوش آشنا جو اسکے واسطے بہرام کے غلام نے بنایا تھا پلایا حلق
کے نیچے اترتے ہی [illegible] بازی کھا گیا فرش پر غش آیا نگار عالم نے بہ اطمینان تمام

[illegible]

پائینلین اُٹھا او بھی کی طرف پھر آ تختہ کھولا زخمیون کو ٹٹولا غشی مین پا کے دونون کو اُٹھا کے گھوڑے
پر لاد لیا تھوڑا ار جنس نقد باد ل شاد ادا کیا تا پہر تا قریب نصف شب مع دونون جان بلب بھا انسرا
مین آ مقام کیا اپنے تحفظ کا انتظام کیا بھٹیاری سے کہا ہمین ایک شخص لمبا ادو کہ ڈھال ہو کوئی آ
پناہ ہوا اُسنے عرض کیا بلتیا ہون خانہ زاد کا گھروالہ نفعہ جرات کا متوالہ ایسا ہے جسے دیکھے بہ تک
پیاس جاتی ہے اوسی جوتون کی بالی نیچے ہیبت ہوش اُڑاتی ہے اسکو تو ایسے ہی شخص کی تلاش تھی
بولا اچھا اچھا بلا اُسنے جو رو سے سنکر لیہو سنبھالا نگار عالم کے روبرو آ خوب تاک جہانک کے دیکھا
بھالا فی الحقیقت عجب اچھا سا مرد ڈیڑھ تھی ایک بالشت کا پیدا قد بڑی جسیم و شحیم از حد سا سنٹ آ
بیٹھ گیا نگار عالم نے مسکرا کے میان پہلوان کیا تمھارا نام ہے اُس نے ہاتھ جوڑ کے عرض کیا
جی پیر و مرشد سمجھنے کا کام ہے مجھے دانا لوگ مٹروا کہتے ہین بد معاش جواری چیتے رہتے ہین
نگار عالم نے ہنسکے کہا طلبی تمھارا جھگڑا تو بڑا ہلکا ہے اُس نے کہا حضور جیسا پیری کا
پھر یہ پھنک گھٹنا کٹھل کا ہے دیکھا نوکری کرو گے بولا کیون نہین نگار عالم نے کہا اچھا آج سے
ہمنے تمھین ایک اشرفی روز پر نوکر رکھا رات بھر ہمارے پلنگ کے برابر جوکی دیتے
رہو یا ان کی باتون چیتون کا دھیان نہیے مٹرو تو انکی سرگذشت سے باہر تھے
بولے جو کہری کہے سو مار کھائے بھلا جب آپ سا شیر نر ایسے گیدڑ خر کی بھبکی سے ڈر جائے
تو پھر اور کسی یار کی جرات کب شمار مین آئے میرا نام تو اتنا ثقیل ہے کہ جو شخص زبان
لڑائے بیٹ پھولے گھبرائے جسکے آگے ہون اگر نفخ شکم سے نخود مرے تو کر باندھسان کی
دیا سے ساتھی ٹکڑے کرون ایک کو دو دو کو چار کرتا ہون جو دہرائی کی سر مین آمین جو دار
کرتا ہون مٹروکے آگے اگر منیڈہ آ کہین کہ مین رستم صو بہون تو کہون نیس آ گے میرے ٹھہر لے
نیچے کہین جوان ادھا دھڑ ن صو بہون کل قصیر فتنۃ فی الواقع بالعل اس جوار کے
جواری چور او ر ٹھگ کا یہ استاد تھا سبھون سے مٹھائی رکھا تا جو تھائی
نگار عالم نے جب دیکھا کہ اس جونگی کی مٹروون پر ہے سیف زبانی سے

عالم کے خوف سے یہ خاموشی کی تدبیر سوچی کہا میاں مٹھو زیادہ نہ بکو معلوم ہوا تم ایسے ہی ہو وہ کب
انکی سنتا تھا اپنی دھن میں تھا ناچار یہ سو رہا وہ تا سحر گو رہا سویرے نگار عالم کی آنکھ جو کھلی دیکھا مارا
مٹھو کا کنبہ اثاث سے مجتمع ہوا ہے چڑیوں کا چرچا فیون کا گنگا ہے می وی کرکے جانوں کی بیٹی ہی باہم
گاڑھی چھنتی ہے دانون پر جو اہی اسنے کان دھر کر سنا تو رات کا معرکہ جو اسکے اور بہرام کے باہم
پیش آیا تھا اسی کا تذکرہ تھا ایک بولا استاد چوتھائی کی بالائی ہے لو چین چیرا کرنے دو دوسرے نے
کہا بہرام کا پیام ہے کہ بالکل دھر تم کبھی ادھر دو تکینیاں ہین دو مٹھو نے چوٹ موٹا کے ڈر سے
بہرام کا پیغام قبول کیا اور ایمان کی قسم کھائی مسافر کی روانگی پر یہ بات قرار پائی نگار عالم سنکے دم کھالو
بھٹیارن سے کہا کل ہم جائینگے یہ دونوں زخمی واسطے مرہم پٹی کے ابھی تھم جائینگے ادھر بہرام نے
یہ خبر پاکے دو ٹھگ جو چیدہ کارکردہ جہاں دیدہ تھے سب سے الگ کر نصف شب سے پیشتر
روانہ کیے چند کلمہ گوش گزار نصیحتانہ کیے کہ اگر گھاٹ چڑھے تو پھر لینا اگر نہ کھرا کرلینا یعنی
داؤں پر چڑھ جائے تو سوخت کرنا ورنہ دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنا یہ دونوں رکاب الٹی
ملزوم بریدہ مرگھٹ کے چھٹنے سے اسکے پیچھے پڑے پہر بھر صبح سے پیشتر موٹھ والی مسجد میں آکر جا بیٹھے
نے اذان کہی نگار عالم تہجد گزار کی نیند جاتی رہی مٹھو کو جگا کہا کھویا لا اسکو تو یہ معلوم تھا خادم
جانثار مخدوم تھا صرف بہرام کی جانفشانی کے واسطے ان زبانیوں کو زبان دی تھی منھ کی
کھلانے کو سر جنبانی کی تھی بولا میاں ابھی سویرا ہے وہ مرغ نہین جسکے بولنے سے سویرا ہو نگار عالم
نے جھنجھلا کے کہا مٹھو تو سیدھی بات نہیں بولتا الٹی اڑ چلتا ہے تجھے کچھ دکھائی بھی دیتا ہے
اسنے کہا جی پیر و مرشد ساتوں سر سو چیر پہ پہنچے تب وہ مرغی والے سارا ... سے آٹھ نکلے نگار عالم نے
تجاہل عارفانہ کرکے ماجرا پوچھا اسنے رات کے ایک ہونے کا قصہ دوہرایا نگار عالم نے سنکے فرمایا چپ ہو
مٹھو چلو مٹھو نے بھنگ گھوٹنا سنبھال اسپ صبا دم صرصر خصال کو سنوارا ... سوار کیا آپنے
نگار عالم سے چند قدم آگے مسجد کا رستہ لیا وہ دونوں بدمعاش حرامی پایا ... و ناکامی کی وجہ تاخیر
مسجد سے الگ چھوڑا ہے پر بشکل راہ گیر بیٹھے تھے گھوڑے کی ٹاپ سنکے دائیں بائیں ہوگئے نگار عالم

گھوڑے سے کود کے مسجد مین موجود ہوا مثرو ابھی موٹھ کی مسجد مین جد صرو وہ دونون جسجگہ بیٹھے تھے سامنے
آموجود ہوا ٹھگون کو تو اطمینان تھا کہ پاسبان جان پہچان تھا گھڑک سے نکل بیدھڑک اندر چلے مثرو نے
اُچک کے گردن لی کہ کدھر چلے وہ بولے بھائی مثرو ہم ہین ہم اسنے کہا ہماری جانے قسم پہلے دوشالہ
اور پانسو روپیہ نکال اُنھون نے منت سے کہا اُستاد بعد فراغت کے ہمارا اقرار ہی اسنے کہا
یہ بات ہمین ناگوار ہو یہ سُنکے دونون کی رنگت بدلی سوچنے لگے اپنا اپنا مُنھ نوچنے لگے ایک نے
کہا یہاں مرشد آبادی موجود ہین اسنے کہا ای لو نکالو پھر چلیے بے سود ہین ناچار بیچارون نے
کمر سے کھول کے دین پھر اندر کی راہین سرکین اسنے پھر کود کے گردن پکڑی اور کہا
ابھی نہین گن تو لون مجبور دونون ناصبور محزون کھڑے ہو رہے اسنے چھنگھنے مین بڑی
بڑی ایک طرف اور نئے گھن کی دوسری جانب جمع کر کے اشرفیان گننی شروع کین باتین تم
دلاسے کی جانب رجوع کین آب ان دونون کو یقین ہوا کہ یہ نہین جانے دیگا یونہی مثرا مثرا
باتین بنا مفت اشرفیان لیگا ہاتھ جوڑ خوشامد کی باتین کرنے لگے کہ میان مثرو اتنی رُکھائی تم سے
کبھی نہین ظہور مین آئی بھائی استعمال ہر بات کا بھانت بھانت کا اچھا ہوتا ہے ہمین آج
بھی چادر پائتی کی جدال کا ایسا حال معلوم نہ تھا ہوتا ہر دیکھ آپس مین بہتر اہوتا ہی یہ اسی حیص و
بیص مین تھے کہ نگار عالم نماز و وظائف سے فراغت کر گھوڑے پہ آ بیٹھا تب تو مثرو نا مل ادیار نے
سب سمیٹ قبضے مین کر کہا ہمین تمہارا اعتبار ہی ہمین کھرے کھوٹے کا کون شمار ہے یہ دونون
زرد ہو گئے کہ دم نقد خاک ہو کر گرد ہو گئے نگار عالم نے آگے بڑھ کے مثرو کو پچیس ۲۵ اشرفی دیکر
اُن دونون زخمی خستہ جگر کو سپرد کیا آگے کا رستہ لیا ٹھگون نے پھر انکا تعاقب کیا شام
یہ ماہ تمام ریولی کے راج مین پہونچا یہ عجب راج تھا جہان گھر گھر محتاج بالکل ٹھگائی کا رواج
تھا جان کا مال سستا سرحد ٹھگون کا چودھری بستا جس مقام پر اب سونا اُچھالتے ہین
وہان شب کا سونے کا والا راجہ کی چاندی پر کستا سمجھا اب بدولت جناب ملکہ پھانس نہین
جیسی پھانسی کے نام لینے سے گلے مین پھندے پڑ کے کھانسی آتی ہی ناش کو سبب الحاق

لفظ اِس مثلی نہین سناتی ہے ضعہ کا بھی کبھی جی نہ لگا اُس جگہ جب سب کو فلانا ن پھانس لائے پھانسی
لگانے نے زہر پلانے کا ملکہ تھا سو یہ موجب دست برداری اس حال کے عمل کا اور باعث بدعملی
اُس ڈھل گنڈے پن کا تھا نگار عالم کے بخت ابتر ایسے مقام پر خطر لائے دیکھیے اب کیا خدا
دکھائے جس دم شہر کے اندر پہونچا سر چوک پھلون کے چودھری نے اپنے برآمدے سے دیکھا
کہ ایک سونے کی چڑیا رو بہ پرواز ہی تب بین لگا کا جفت جیلیپر انہی مثل ولی را ولی می شناسد
دیکھتے ہی اس بدنے اور بدون کو پہچانا اسکو یقین ہوا جانا کہ عمر بھر کی شفقت کا اجرا ہے شہد کار
پورا ہی فوراً اپنے شاگرد کو دوڑایا وہ جھپٹ کے بلا لایا چودھری نے ایک مجرا کر کے بند چھپا
الگ بلا کے اپنی زرزری مین چھپا اُس دھر کو ہرے اکھری کر کہ اسنے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا
ہمارے تھالگی نے تھوک مانگی ہی آیندہ آپ کی مرضی ہے اسنے کہا ہم آپس میں جو مقتر ہو جیسا
مناسب سمجھو وہ کرو انھون نے باہم صلاح کی کہ خدا معلوم کیسی گذرے جو ان پر گذری ہی باہر شہرون
سے یہ گری ہی جو ہو سو ہو تم تو کھری کر لو اسی احمق کے سر گذرنے دو بولے چودھری صاحب چودہ ہزار کا
توڑا ہوگا ایک ایک توڑے پر فروخت خلخال کا جوڑ ہوگا اسنے دیکھا کر دونون کا مال ہر دو سلطنت کا
مول ایک خلخال ہی تولا ہمنے قبولا ادھر یہ لین دین تھا جبتک نگار عالم بازار کے سرے سے پہونچا
یہ غیمذ کر کے وہ اچکا اپنے برآمدے سے کود نگار عالم کے روبرو موجود ہوا آتے باگ پر ہاتھ
ڈال یون گویا ہوا رو بہ خصال مردود ہوا کہ اللہ ری رکھائی برسون کے بعد صورت دکھائی ارے
اُس کمبخت سخت جان کا بھی تجھے کچھ دھیان نہ آیا منہ چورون مین چہرہ لکھوایا یہ سنکے نگار عالم
کی رنگت زرد ہو گئی سوائے سکوت اس مبہوت کو کچھ نہ سوجھی سمجھا ساری خاک اڑائی گرد ہو گئی
یہ دیکھ کے بازاری گرد اگرد ہوئے کیفیت پوچھنے لگے ایک نے کہا چودھری صاحب کیون چہرون کے
متغیر لون ہین یہ آپ کے کون ہین وہ بولا مین کیا عرض کرون انھین سے پوچھو دل مضمحل ناشاد ہی
یہ اُس شخص کا داماد ہی بارہ برس برابر گذر گئے کتنے جیتے جی مر گئے انھون نے شکل نہ دکھائی
رونمائی کے روز سے آج صورت نظر آئی وہی جان بلب وہ قسمت ستائی ہی یہ بات سنکے وہ لوگ بھی

ملامت پر مائل ہوئے انکی ڈھٹھائی سے قائل ہوئے تب تو انھون نے بگڑ کے کہا خدا کی قدرت ہو اس
بھڑوے کی شکل پُر کدورت دیکھو میری صورت دیکھو کیا مناسبت ہی اُن لوگون نے کہا اپکیا دار
پاس لیچلو تا رفع مناقشہ ہو اسے کیا افسوس تھا اُس دیوث کا ننگ و ناموس تھا فوراً آگے ہوا انکو اُنکے
حاکم محکمہ کے سامنے آ حال عرض کیا اُسنے انکی صورت اور اُسکی حیثیت کو غور کر کے تنقیح کو بر خود فرض کیا
نگار عالم کو بہ تکریم ساتھ لے در دولت پر آ وزیر اعظم کے حضور مین یہ سرگذشت گزارش کی
اکثر لوگون نے چودھری کی سفارش کی اندیشہ فہمیدہ کیا اُس نسبت عدم المناسبت مین
خوض عظیم ہوا شوکت شاہانہ عنوان خوبی سطوت ملوکانہ شان محبوبی نگار عالم سر سے پاؤن تک ہو لیا
کی دیکھ کے دل دو نیم ہوا تسلیم دیکر برابر بٹھا لیا چودھری دل ہی دل مین خوش ہوا تسلیمات کر کے اُس تقدیم ہے حرماً بھری
امید سے سر دست ہاتھ اُٹھا لیا وزیر خوش تقریر نے نگار عالم دلگیر سے اصل کیفیت پوچھی پردہ ناموس کی
صورت پوچھی اسنے تا امکان گفتگو سے سمع خراش سے قطع نظر کر کے ساری حقیقت گوش گذار کر دی
وزیر صائب تدبیر نے تقریر سُنکے چودھری کا کان کذب بے بہرہ کی گوشمالی پر مغرور دل مین تجویز کی بولا
اچھا چودھری سے کہدو پانچ گھڑی کے عرصہ مین اُس چھینٹی کو ہمارے پاس لا کر حاضر کر دو وہی
آکے اپنا ساتھی پہچان لے یہ سُنتے اُس مشتہر کے چھکے چھوٹے از سر نو متفکر ہوا جن سے ساٹھ گانٹھ
تھی اُنسے ایکا کر کے مستفسر ہوا کہ اب کیا تمھاری رائے ہے وہ بارہ باٹ تشنج مین ہو گئے کہ سوائے
تسلیم کے اور کیا تدبیر ناچار اسنے گھر آ زہر کھالیا اُس عیار کی دختر ماہ پارہ نے کہ از بس قیافہ شناس تھی
قرینے سے تاڑ کر قریب آ قسم کھلا زہر کھانے کا سبب پوچھا اُسنے منہ چھپا لیا شرم سے کچھ جواب نہ دیا لیکن گیا
یہ فتنہ حسن کی متوالی بھولی لاکھ مین کہون دشمنون کی جان کا کرہ آ گیا ہے سنکھیا کو تمنے کھایا ہے جب تو
وہ دور خود حاسب ہوا کہ ہزار تدبیر کرونگا اُسیدم نکلیگا لا کھ مین یہ نیل کا ٹیکا لگیگا مجبور ساری سرگذشت کہکے
بولا ہیں لیسوے میری جان پر بن آئیگی افسوس عزت مین تیرہ ہو جائیگی یہ تو ایک ہی آنکھ کاٹتی بولی
ہال عرب بیش عرب عزت جائیگا سب دیکھتی ہوئی ہون ابھی تو باندھ لاتی ہون آخر سولہ سنگار سے ہو بہت سی
قتل نگار عالم پر بیڑا اُٹھایا ایک عالم کا خون بہایا سبحان اللہ کیا لباس زیور پہنا سورج گہنا فلک کی چاند تارون سے

رشک کہکشان کا ار رشک گہر سہنا بجلیان برق کی ٹہرانے والی انٹیون نے ہالہ مہتاب کو کانین حلقہ بگوشی کی بالی ڈالی جہالے بہادون کے باران و ابر نیسان کو چھیٹے دے دے رولانے والے بالی ہالہ [illegible] بالا برا ستہ دالی سیتے خزان بے برگ و بار کے تن خشک و زخمدار کو ہرا کرتے مع وگلہر [illegible] تے اور جھمکے سبدم جھوم جھوم کے اس بالی بھولی کے رخسارون پر آنے شلق پھول [illegible] جھمکر دکھاتے تے اور بے سر اس شکیل کا دیکھکر عقد ثریا کا رشک سے دم ناک مین تھا [illegible] انگور زخم ٹانک کی جان نثاری کے تاک مین تھا دھگدگی غیرت شمع خرد روشن کی جبین دیکھ کے جگنو پروانہ وار تھی تو ڑنے سیلی کا شکم صاف پر ڈھکنا غور کر سینے والے کے گلے کا ہار تھی طوق و زنجیر طلائی جب نظر آئی حلقہ ماتم و زلف پریشانی الم سلسلہ جنبان آرزو ہوئی ہیکل ہوئی اوصاف سہ لڑی کی گتھی مالا ینحل ناخن تقریر سے نہ حل ہوئی پہنچی بند اور اکوان کی ایک رشک شمع روشن جوشن گندر کے سامنے اکر کے لور تن کا فروغ صفحہ دہر سے دھو گیا تعریف کرنے والا جھوٹا ہو گیا اور چوڑیون کی جہانگیری ہر ہاتھ کی دستگیری انتہا کو پہونچی کہ کنگن اور گردن کو حسرت ظلم کی عادت پڑی ہی ہر دست نرم مشق مین شکری ہی ہو ہے دستیون کا ہر ہاتھ پر دانت ہے حسن پرستون کو دکھ دیتی ہین نقد جان گھوس مین لیتی ہین انگشتری کی بہین چھلون کا ہاتھ ان وہ جسے دیکھ کے خاتم جمشید و نگین سلیمان رشک خورشید کو اپنی صورت پر عار سی آئی ٹل [illegible] جان جھگڑے مین ڈالے سند کا قول یاد دلائے ۵ کھلے بند ھکے ان گورے گورے [illegible] وہ پہنچ بند اور نور تن کیسے کیسے اور خلخال کی وہ صدائے معشوقانہ کہ طنین مگس و مچھر وہ [illegible] کی آواز جسے پروانہ الغرض جسدم اس رنڈی نے سب امور خانگی سے فراغت باسانی کر نکالا [illegible] تین پائی کرسی الگا سر ڈھکا تمام شہر مین ہلڑ مچا کہ چودھری کی لڑکی اپنے خاوند کو بہانے جاتی ہے [illegible] دیکھنے کو ملا کرتی ہو سنکے کسبی و عطائی تماشائی ہو لئے اس صحبت کی تماش بینی پر جان خرچی سر صورت پیسائی ہوئی وہ شہکار وزیر اعظم کے حضور مین جہان مجمع عام تھا تمہم تمہم کرتی حاضر ہوئی فیض یاب ہر چشم منتظر ہوئی نگار عالم بہ یک نگاہ پھڑک گیا دل سے کہا اہو کا تن پیلے سے

جان جانا تو تو ر امان جانا افسوس کہکر دل کو وسوسِ غول کے اندر آسن مار کر بیٹھ گیا آنکھ ملاتے اسکی
چتون کا تیر بے تاخیر اسکے موقع پر بیٹھ گیا مگر اس مخمور نے بہک کے پھر ایک طرف سے ساغر چشم شہلی کو
دو صبح و مسا سا گردش مین لا ہر دیدۂ تشنۂ دیدار کے منھ سے لگایا بقول صائب ؎ بچندین دست
نتوانست مژگانش نگہ دارد بہر افتادن بہر جانب نگاہ نیم مستش را ہمینے یعنے ایک سمت سے سبکو
دیکھا جسدم نگار عالم جان بلب کو دیکھا نگاہ شرمگین زمین بوس شرم در کنار کر جبین لعبن ہوئی
بشرہ سے پہچان گئی انکی ڈھٹائی سے جان گئی اسکی ہاتھ پکڑ لیا اور یون تمنا کی اصبد افسوس ہوئی
کہ اللہ اللہ چار چشم ایسا آنکھون کو پھیر لیا صبر و سکون لیکر متاع سینہ پر ہاتھ پھیر گیا اسکا تو یہی مطلب تھا
ہاتھ پکڑتے ساتھ ہوا وہ علامہ در دولت سے نکلتے اسباب کی تاک مین ہوئی متفکر فکر پایا کہ مین ہی
نگار عالم کو تنہا پاکے سیہ کار نے معشوقانہ چوچلے دکھا کے پوٹلی مانگ لی اسنے بھی خاطر خواہ آغوش
گرم کی دونون نے لطف صحبت اٹھایا آنکھون مین نشۂ وصلت نے رنگ جمایا لیکہ وہ شراب خوار مخمور
نھی پڑے لیتے ہی سو گئی انکو نیند کہان کروٹین بدلتے بدلتے سحر ہو گئی جھٹپٹے وقت یہ عیار زمانہ وہ اسباب ادر وگلہ
لیکر مرکب نسیم منظر پر باجولانہ روانہ ہوا صید مراد فتنا نہ ہوا کئی روز مین یلغار کرکے اس مقام گیر و دار سے نجات
پائی دور سے ایک شہر پناہ نظر آئی اسنے جلد جلد قدم بڑھا سرا مین آدم راست کیا اس باگلی کی خبر سنیے
وحشت کھا شہر کے اندر گھر لیا آب اسکا احوال سنیے صبح کو آنکھ جو کھلی رات کے نشکا یکا یکا نہ ملی
اسی دم اصطبل مین آ دور دم گھوڑا تلاش کیا دمباز کے غم نے دل پاش پاش کیا بعجلت تمام ایک
شبرنگ تیز گام جو سب مین خوش رنگ تھا اس پر بیٹھ اٹھ دوڑی ہمدم کے سراغ مین ٹاپتے ٹاپتے اس
شہر کے اندر جہان یہ تفنہ جگر تھا پہونچی سحر کے زور سے پہچان گئی کہ یہین میرا چور ہے طاقت زور سے
ہاتھ آلے تو زور ہی یہ جی مین ٹھان سر چوک گندھن کی دکان آراستہ کی ہمنشین بازاریون کے
کاروبار سے طبیعت برخاستہ کی شاہزادہ نگار عالم کا اب یہ دستور ہوا کہ سہ پہر کو سر بازار آ سیر
کرتا بندگا ہون کا خاتمہ بخیر کرتا ایک دن اس گندھن گلبدن کو نیا شخص جان کر اسکی دوکان پہ تلازمہ
آکھڑا ہوگیا حسن پرست تو تھا ہی رنگ روغن دیکھ کے پھسل پڑا گندھن کا بھی دل آشنا ہوتے بوہوا

خوب چرب زبانی سے روغن قاز مل باتین چلنا شیشے مین اُتار زلف مشکبار مین کسا یہ گل بوے وصل
نازنین پر اُس سرزمین رشک گلزار مین بسا صبح و شام مجموعہ خوبی راحت روح محبوبی کے سہاگ رشک عروس کا
تماشا کرتا قرابہ سینہ مین عطر شوق بھرتا اُس سیمبر سیمین بدن کو تو اسکی جستجو ہی تھی گھات اور داؤ لگا
کھینچتی ایک روز تازے پھول کا پاٹر پھیلایا کھیل کھیلا نگار عالم کو دوکان کے اندر بلا عطر کے حیلہ مین ایک
شیشی ہوش ربا سنگھا مارے عجلت کے پلنگ نواڑی ہی مین صورت مضمون اڑا باندھا
سراپا باندھا یہ عرق آب غیرت گلاب از فرط انجذاب پلنگ پوش کے پھولون مین ڈوب گیا تصویر غنچہ رنگ
زعفران چھا گیا وہ سفاک اس ریحان لطافت کے سر پر آ چاہتی تھی کہ ناگن شیشہ دلکہ جائے
خواب عدم مین اونگھ جائے لیکن بے مرضی تیا لہا نہین بغیر نسیم جا کہ غنچہ مراد کھلتا نہین آنکھ کے کھلتے ہی
پہلے جگا لیجیے پھر سلا دیجیے یا مین خیال شر کہ سونگھایا اُس کو آیا آنکھ کھل غور جو کیا دیکھا
تلازمہ
عجب گھاتی مین پڑا ہون تلخی مرگ آ جا رہی ہو کی شکل تصویر یار بندھا ہون اب کہ یہ وہی سفاک تھی
کوئی دم مین جامۂ ہستی پاک ہوا افسوس اپنا غبار دل اس ستمگر نے جھپا بگل کو حال مین ملا اٹھایا آج
ہاتھ خاک پتھر نہ آیا اب سواے جال کے اس بدچلن کے جال سے نکلنا محال ہے تو آتا جا لفظ صاحب
آپ ہی کو قتل کا خیال ہے زہے طالع کہ تم سا معشوق اپنے عاشق کو قتل کرنے جائے اللہ قدرت
ہر جو ہائے حبیب کو نصیب ایسا وصل کرے مگر ناسخ نے یہ ماندا ری ہر دم تک عاشق
اس فتنہ نے کو آثار کر یہ کیشنگے تیر کے ہمدان بیفائدہ تو البتہ ہوگا کہ منہ سے ایک میرے قتل مین و
لطف اے سفاک ہین ٭ رنگ دل تیرا سیٹے جوہر کھلین شمشیر کے ٭ چند اصنم تیرے غم مین جان بلب
ہون چودھری نے خوف بدنامی سے آنے کو تو آیا پر تنگے جینے والون مین منتخب ہون اس عیارہ نے
کہا مین ایسے نقیر ومین نہین آنے کی جو وصیت کرنا ہے کیجیے زبان شمشیر سے جواب لیجیے نگار عالم شہ
نکتہ
کہا مین تیرے قبضہ مین ہون عبث دلمین گھات رکھتی ہے تو مجبا زغضب کاٹ رکھتی ہے ادھر
مین اس بندوبست کو تیرے و نزرات کے خیال بندھنے پر فوق دیتا ہون شمشیر ادا سے قتل کی
اجازت معشوق دیتا ہون تیغ دو دم سے قتل ناحق منظور ہے تو رکسہری کی بھون سی دل جو ہر جوہر ہے

پھانسی کی فکر مین تھے اولجھن اسدم ہو کہ زلف پریشان کی آشفتگی کم ہو اور زہر سے مارنا کون امر
اہم ہی کہ دل کی خاطر اسم قاتل تیری جان کی قسم ہی جو تھی کہا کب پابند ہون قید تنہائی و تنگدستی کا
مستمند ہون علاوہ ازین ای نازنین میرے قتل سے کیا ہاتھ آئیگا اختر نگر کی ہندوی دال کا قصہ
بھرحال دل پر ملال ہی دولت بخت جو ملا ہوا اسنے کہا اگر اسکے کہنے کا تجھے حوصلہ ہی تو بیان کر گیا عاملہ ہی حکایت شہزادہ
نگار عالم نے کہا شہر اختر نگر مین ایک مہاجن تھا اکثر بیوپار والون مین خوش چلن تھا بات مین ٹکا لگنے کا غبار
ٹکسال باہر نکل جاتا تھا دھوکا کھرے کھوٹے سے کھانے بازون مین جی ہوا دیا تھا اشرفی لال اور
روپے چند دو بیٹے تھے جسمین نہایت شوقین باپ کے ڈرتے زر اڑا نہ سکتے تھے جو علیٰ بلند پرواز کے
پر پرزے نکلتے تھے اتفاق سے تھوڑے عرصہ مین ہندوی وال نے دم توڑا ان کبیسہ بازون نے
نیکنامی کا نام ڈبو دیا الٹ پلٹ دونون نے ہی کھاتہ لگایا باہم حساب پیش ہوئے بے سود بات مین
بہا لگایا بدی بات ہی ہو نہ سدی جاتی رہی سب مت گئی مفت پتا کی پت گئی بیٹھے بیٹھے اشرفی لال نے
پیسا کھری بیسا کھوتی جو ملائی سال مین کئی لاکھ کی آمدنی پائی سینہ پر سوار ہوا حسد بدھ بھولا سمجھا اکیلے
کی بھی چھوٹا کون گیا لاؤ بے بھائی کو مار لیجیے اس جمع کو حاصل عمر کا ہاتھ لگا شمار نہ کیجیے مگر یہ نہ سمجھا کہ جب
سبھون پر وارا جو جمع ہو گئی پنہیان دو جمع ہوئی ہی کیونکر ع بدوزد طمع دیدہ ہوشمند اشیطان نے تو سب
طرفگی بار دی تھی صفت مروانے کی فکر کی تھی اسیوقت ہیچ کھسیٹ کے بھائی پر ہاتھ چھوڑا اسنے خون سے
تلوار کی چمک آتے ساتھ ہی چھوڑ کے ہاتھون کو جوڑا کہ بھائی مین نے کیا قصور کیا جو تو نے مجھے جدا کیا اس نے
ان باتون کا جواب بان تیغ سے دیا اور دو چار ہاتھ کو رسید کیا یہان تک سلسلہ تقریر ہو چکا نگار عالم
کہا آگے مجھے نہیں معلوم عورت موم کی ناک ہوتی ہی بڑے بھائی کی سنگدلی چھوٹے کی نرم زبانی
سنکے سخت جل جنبش مین آیا غبار اشتیاق خلش مین آیا اصرار پوچھا نگار عالم نے کہا جی کو بیا تیون مین
الجھا ہی سر پٹی سے بندھا ہی کیونکر مجھ سے بولون لب کھولون اسکا تو قصہ پر دل اچاٹ تھا زبان
تلوار سے بند کاٹ دیا یہ سر کھاٹ تھا پھر قصہ شروع کیا تو لا جب مہاجن کے لڑکے نے دیکھا کام تمام ہو چکا
اپنا بے تحفظ کا انتظام کیے نیچے پھینک کے غل مچایا کہ چورون نے بھائی کو مار ڈالا یہ شور سنتے ہی

اہل محلہ کا ازدحام ہوا محل مین مجمع عام ہوا حالت سقیم دیکھکے عالم کہرام ہوا عزیزون نے زور و کے
جو اٹھایا اُس نیم جان کے جسم مین جی آیا لخلخہ سنگھا ہوش مین لا حقیقت پوچھی اسنے بھی وہی روداد بیان
کی جو بھائی مُنہ سے سُنی تھی کہ چورون نے چور کیا نہتے ہونے نے مجبور کیا لیکن ع کلوخ انداز را پاداش
سنگ ست ہوا اسنے تو بھائی کا عیب چھپایا پھر متکبر الجبار کو یہ جبر پسند نہ آیا اس حوصلہ کا صلہ دلوایا یہانتک
سُنا پھر نگار عالم نے کہا واللہ اعلم آگے کیا ہوا اُس آمادہ قتل کے دل پر تو چوٹ لگ چکی تھی
بولی واہ واہ واہ پھر کہیے کہا خدا جانے کیا ہوا آرے صاحب اب کیا مرضی ہی فرمائیے وہ بھی
بجا لاؤن نگار عالم نے کہا ہاتھ کھول دے تو آرام پاؤن اُسنے یہ بھی قبول کیا انھون نے پھر آغاز
داستان کو باین اصل کیا کہ بعد اس کارگذاری کے وہ جواری ایک روز ایک رنڈی کے کوٹھے پر
جو اسکی لڑکائی کی لگی بندھی تھی بیٹھا تھا کہ دفعۃً ایک بانکے ترچھے جیسے آگے لکھنو مین گلی گلی پتنگین
کاٹتے کٹواتے پھرتے تھے پھرتے پھرتے ادھر آنکلے ان سے اور اوس بیسی وش سے
بھی جان پہچان تھی سامنے بیٹھا دیکھکے چڑھ آئے اس مرگھٹ کے بھتنے کو دیکھ کے مسکرائے
چڑیا والے پر دو چار پرکٹی اُڑا کھلکھلائے یہ بھڑوا قوم کا بنیا رنڈی بازی زبان درازی کیا جانے
اُسکے تیور دیکھکر اسکے چہرہ پر مردنی چھائی اونگھنے لگا بغلون کی گند بو سونگھنے لگا پھر نگار عالم نے کہا
اب تو طاقت طاق ہی جنبش تک شاق ہی اس پریزاد نے کہا مزے کے محل پر اُڑا جاتے ہو
موقع پر دم دبا جاتے ہو اس رسن بستہ نے کہا یہ مجبوری ہی تو ہی کہ رسیون مین جکڑے گئے روح تک
نکتہ
تو ستالی اسیر بہ تیت نہین ترا ترا حکم سُنایا جاتا ہی یہان جی سنسنایا جاتا ہی اُسنے کہا جی بچا
آپ نے تو ایسی آن بان رکھی مجھے پلنگ کا ہی کس جان کے ایسی پٹی پڑھائی کہ سو مین ذلت جار
و ناچار پائی مگر خیر از ماست کہ بر ماست اب پچتانے سے کیا ہوتا ہی ع ای جان اگر جان طلبی جان
بتو بخشم ماہ جان چہ عزیز است بگو آن بتو بخشم ٭ کیکے پاؤن بھی کھول دیے گوہر سرشک عقیق
رنگ رول دیے نگار عالم نے جھپٹ کے گلے سے لگایا خوب پیار کیا پھر قصہ باقی ماندہ شروع ہوا
جب بانکے نے دیکھا کہ یہ کچھ یون ہی سا ہی مفت مخل صحبت کا ہی رنڈی سے کہا اس بنیے سے کہدو

کمرے سے اتر جائے ایسا نہو کہ اسکے سر جائے اسکو تو چڑھی تھی بیٹے کا نام سنتے ہی بگڑ گیا دل
سے کہا زیادہ نہیں اب ذرا اس جولاہے کے روبرو تیغ آشنا کے دکھانے کو تیغ آبدار کا گھاٹ
کھولا اس سنگ زرد نے تلوار کی بلی کھلی دیکھتے ہی شیر سمجھ چھوٹک دیا چھوٹتے ہی وہ مجیل حیلے سے اکر
کوٹھے پر نشا غش ہوا مولف سے نیکی بہ نیکی میر سد آخر بدی بہ بدی این مثل معتبر ز بزرگان ست
ست عدو بیہوش گھی مارتا مرگیا وہ شناگر شکر لب شہد بکام دشنا دکام جان شیرین بسر کرگیا
مآل کار نہ وہ نیکنام نہ یہ ناکام۔ یاد دنیا مین دونون کا نام ارقام کے۔ دولت تا روز قیام رہا
بقول جناب مولانا مرشدنا شاہ تراب علی صاحب قدس سرہ بیت فنیا خواب راحت آر
مراد دل برآ۔ رخت از زمین ار آسمن بربدار زین منزل برآ۔ و بقول منشی محمد حسن مئیس
بھدیوان سے دانی کہ بر سمند سبک۔ رو سوار کیست۔ عمر عزیز ماست کہ برباد میرود۔ صبح
نوبکام عالم مع رشک حور عدن یعنی دخت رہزن کے مالکہ ملکہ شب فروز کے سمت چل کھڑا ہوا
وہ سرے ساتھی کماندار کمند افگن کی ہمراہی سے دل کو بل بڑا ہوا پھر وہ نوادرات و نوادر
ہر شب عجائبات روزگار کی سیر کرتا تکلیف دشت وجبل سہل اٹھاتا روانہ چلا جاتا تھا اور رہگذر
بے برگی پتے کھاتا ایکبار بعد مدت دراز زمان میں پانزہ جان گداز آب و دانے کے زور سے ایک شہر
پر شور مین پہونچا دیکھا دروازہ شہر پناہ پر ایک درخت کے نیچے ہجوم عام ہی خاص و عام کا ازدحام
ہے یہ دیکھکے اس نورس کے دل کو چوٹ ہوئی کہ چل کے دیکھیے کیا اسرار ہے کہ جی کو جان
بابے قریب آ دیکھا ایک پالکی گنگا جمنی زرنگار گرپٹ بند اوپر آہنی جال پڑا چند لڑکے زرد پوش
تفنگ جان ستان بردوش چار طرف سے پاسے پکڑے آہستہ آہستہ لیے آتے ہین
کچھ افسوس کرتے ہین سنتے بھیڑ تال سنکے غول مین سر ڈال کے پالکی سے کان جو
لگایا یہ قطعہ سننے مین آیا قطعہ گو مہر باغ جہان مین آتے تھے تا ہو کشود دل یہ یان آئے
اور حسرت و ارمان رہ گئے۔ آنکھین کھلی تھین کہ خزان کام کر گئی مجھے وہم دیکھ گل سے
گلستان مین رہ گئے۔ یہ سنتے ہی قطع جگر کی سانس سینہ مین اٹک گئی جو اجنبیلے دیوانی ہورہے

کسطرح اُن باغبون کی فوج کو گشت کی خواہش مین پانی کے گرد سے جالی باتون مین
پھنسے تھے نہایت بیکلی سے گھبرا کے قریب آیا گوش دل جو سنا ملکہ شب افروز کی ایسی آواز پائی
جذب دل نے جان پست کر کے لب پر پہونچائی باواز بلند یہ قطعہ پڑھ سنایا **قطعہ** پھر گلگشت عدم سے
جو کوئی پہونچا ہے سمت اس باغ کے ملے متہوین کر دیکرتے پہل جوانی سے نہ پایا کبھی جو ان طفل شکستہ
الگیا خاک مین یان پاؤن کو دھرتے دھرتے - اس آواز سے وہ پرسوز و گداز بجلی سی تڑپ گئی آواز
پہچانکے اظہار شناخت کو بولی **قطعہ میر** ارے او جانے والے گلستان کے - ذرا کہیو ہوا سے باغبانکو
نہ کر اس فصل مین گلشن کا در بند بڑی محنت سے کاٹا ہے خزانکو - یہ سمجھی متفرقہ شب افروز یہی جدائی
تقریر سے پیدا سوزی ہے مجھ پر اسکا دل پکا تو پڑتا ہی تھا شاید میری چاہ ادھر بہا لائی ہو وصل کی چاشنی
ہجر کی تلخی سے ملی شہر نے اس کھشائی مین ڈالا ہے شہر سے نکالا ہے محبت نے یہ نوبت پہونچائی ہے
یہ دل مین سمجھ کے تماشائیون سے موجب دار و گیر پوچھا ایک نے کہا یہ عورت پسر وزیر کی قاتل ہے اعادۂ
قصاص پر سلسلہ جنبان سلاسل ہے نگار عالم کو یقین ہوا جلدی سے چند زر دیان جیب سے نکال
کوتوال اور سپاہیون کو فراخور حال دین یہ تو عجب چیز ہے کلی گی عقل و سفینہ کی عقل تیز خرد گریز
کج مرز کو گھلی کر دیتا ہے دل خاص و عام پر کاہش صبح و شام سے کوڑی کی صورت و دماغ دھر دیتا ہے
سبکو عزیز ہے خصوصاً اس عصر مین بیچارے شرفون کی اسکے فراق مین سیپ لگ گئی آبرو کھوتے ہین
کوڑی چاروں کا م ناکام اختیار کرتے ہین بڑی بڑے والا گھر سیپ سے منہ پھیلائے مزدوری
پر بیٹھے پڑتے ہین مرتے ہین ڈلیا ڈھوتے ہین سو اس زمانہ مین یہ بھی سبب غنیمت ہے انسان
چوری نہ کرے اور جو کچھ ہو سکے اٹھا نہ دھرے اولیا انبیا نے یہ کام اختیار فرمایا ہے
اکثر مقام پر تعلیم ہے دیکھنے مین آیا ہے القصہ وہ سبکے سب یہ سرخا سرخ پا کے لعل و لال
ہو گئے گھل کے پال ہو گئے یہ بھی گاؤدی گنوار دن تے اس مجوسہ سے نہ پوچھا کہ اری تو کون ہے
عجب زر دیان فرعون ہے نگار عالم نے اس نازنین ماہ خد ہمراہی رشک امرد کو اس کام پر
مقرر کر کہا وہ یہ ہمارا انتظار کرتا پھر اسکو چھوڑ کے تم سرا مین جا اترنا یہ سکھا وہان سے

ٹھوکرین کھاتا خاک اڑاتا پوچھتا پوچھتا در دولت پر پہونچا دربانون کو دے دلا نہ پہونچایا وہی
بخت نے اچھی جگہ پر پہونچایا بعد عرض معروض عرض کر بادشاہ نے پیش نظر بلایا جل جلالہ
جامع المتفرقین نے ایک عمر کے بچھڑے سے ملایا یعنی جان نثار نگار عالم موسوم بہ بہار عالم اسکا
وزیرزادہ حقیقی برادر سے زیادہ تھا لنگوٹیا یار ہمدرس و ہم تکرار جس سے وزارت کا وعدہ تھا
مدت دراز سے اپنے والدین جان گداز سے خفا ہوکر ادھر چلا آیا والی شہر عالی نے بوجہ لاولدی
بجاے خود تخت پر بٹھایا یہ سامان ثروت پیش آیا اتفاق تقدیر سے آج اسکا اور اسکا یکجا ہونا
لکھا تھا کل امر مرہون باوقاتہا اس نیک ساعت مین وصل ہوا تھا دیکھتے ہی وہ زرین
تخت نشین باینہمہ مدت کہ ایک عمر کہا چاہیے بہ نگاہ اول پہچان گیا گو یہ انجان گیا بلا لحاظ
داب شہریاری فرط بیقراری سے بیتاب ہوکے بھائی جان بھائی جان کہکے لپٹ گیا یہ پہلے تو
کچھ جھجکا پھر پہچان کے چمٹ گیا ایسے گلے مل مل دل کھول کھول کے دونون روئے کہ حاضرین
کا دل الٹ گیا مؤلف سہ دو جدا ہون زبس غم کے مارے دو دم ہوش شدہ دن کا نہ
کیون حال مین تیرہ ہو روتے روتے ہچکیان لگ گئین غش آگیا ابر غم دل پر چھا گیا ارکین سلطنت
مصاحبین مملکت چھوٹے بڑے چار سمت سے دوڑ پڑے بید مشک چھڑک ہوش مین لائے دونون
نقش فرش اختر عرش کرسی پر بٹھائے قلق نوبتی نوبتین بجانے لگے لوگ انعام وجاہ پانے
لگے طبل شادی کی نوبت آئی کوس طرب نے غمی کوس کھائی تین دن تک نت نیا جلسہ رہا
راگ ورنگ کا سما رہا عیش مین پڑ گئے کبھی بھولے سے بھی نہ یاد کیا کہ کس کام کو آئے ہین
کسکی بدولت یہ عزت سے اڑ رہے ہین چوتھے دن اسکے دل کی تڑپ نے اپنا اثر دکھایا آئینہ
کہکے جھجک اٹھا خیال آیا وزیرزادے نے پوچھا بھائی جان خیر ہے کیون حالت تغیر ہے بار بار
ٹھنڈی سانس بھرتے ہو تل پھوٹنے آہ کرتے ہو کسکا خیال خال آیا نگار عالم مسکرایا آنے کا
سبب بیان کیا اپنا مطلب بیان کیا اور اسوقت نعرہ زنی کی وجہ گشتنی ہو جیا گردن زنی
کو استفسار فرمایا اسنے عرض کیا اسکے آنے سے کھل جائیگا بخوبی سننے مین آئیگا اسیدم تھوڑی شام ہوا

اور شتر سوار دوڑے یہان سکو لوگ مقام امن مین لا کھڑے کرتے تھے حکم ثانی کی منتظر تھیں دل ہی
دل مین نشتر تھے کہ نر طلیر شوت مین ملک چھپ جاتی تھی ہر کارہ ون کرتے طلبی کی خبر دیتے لیکر حاضر
حضور ہوئی جا بمین کہ دل سرور ہوئے نگار عالم کو عقدہ یہ ہے باز کھولتے مسرور ہوئی پوچھا بیچ کہو
تم کون ہو وہ پڑھی آواز سے پہچان گئی تھی بولی مولف سے تم چھوڑا کدھر گئے پہچان
با نگر جان ہوتے ہو انجان نگار عالم نے حکم دیا بالکل عملہ اٹھ گیا دو شمع جو مانند شباب الشمو
شب سبو فنس نے نیل نگار عالم کے بغل میں بیٹھ گئی بہار عالم تو گرفتار کے دل پسند الفت بر محل
بیٹھ گئی اب اس خوش تقریر دلپذیر نے اپنا قصہ شروع کیا کہا پیارے جس دن سے ہائے تمہارے
فراق ہوا دم بھر سانس لینا شاق ہوا گھبرا کے حکومت سے ہاتھ اٹھا کے تمہاری تلاش
مین نکل بھاگے ایسا دل مشتاق ہوا شب و روز ہزارون صدمے اٹھاتے ٹھوکرین کھاتے
اس شہر کی در تک پہونچے آخر دلربا کے سر تک پہونچے شہر کی سرحد پر ایک باغ بے برگ و بر مین گذر ہوا
کسی وقت ٹکتے تھے سو گئے اختر مدبر بہ سر خبر ہوا ایسا کہ کسی لکھی بات ان واقعہ عالم کس طرح پر اٹھا
لائی باوجود وضع مردانہ اسی تجھے عورت جانا بقدر دل خواہش مند ہوئی ہمہ تن پسند ہوئی
گھر لا کے بہر دو اسطے کوٹھی بنوا دی اسمین مین رہنے لگی حضرت کردہ و فرقت کو صدمے سہنے لگی
ایک روز زیادہ طبیعت جو گھبرائی شامت اعمالی سے سر شام لب بام مین سے یا یام آئی وقت
کی بات اس رات یہان کا وزیر زادہ بڑی تزک و احتشام سے زیر بام سے مع چند سوار پیادہ گذرا
مجھپر آنکھ پڑی طبیعت بگڑی شیطان نے کان پھونکے بھڑکا کر اساس ہوش و حواس پھونک دیا
طالب ہوا پڑھا جن غالب ہوا بھائی مین آ لگی سے بعد کرور منت کہ میری خواستگاری کا پیغام
دیا تمہر صد انعام کیا اسکا تو یہی پیشہ تھا کیا آمل تیرہ اندیشہ تھا گنج باد آورد کی ہوا باز ار تڑ گئی پہلے سعد
دکھایا پہلو بچایا نہیں کی پھر مجھکو ہوا اپنا حیلہ سے ایک مکر و فریب لیجا بظاہر خاطر نشین کی واہی کو آئینگی
اجازت دی آسرا تو کہ طبیعت تو اپنی تسلین آزاد تو آندھی تھی ہوا و ہوس کا پابند بانی جو پڑی سرمایہ
عصمت کی بربادی پر کمر باندھی تھی اشارہ یاد دہی گذشتہ یاس بد حواس بلا د ہوا ہر شہ در پاس آ یا مجھے

نصیحۃً سمجھا کے نشیب و فراز دکھلا کے پوچھا کہ ای شخص اللہ اعلم تو کون اور یہ آشفتہ خو کون ہے دیکھ
خلاف وضع حرکت نکر صرف قدم باہر رکھ وہ میرا اکنا غمزہ معشوقانہ سمجھ لایا پانی پر آمادہ ہوا اور ی
ارادہ ہوا اس حرکت لغو سے میرے بدن مین آگ لگ گئی شعلہ خصال نی اسحال لپک کر دو لاتی
اس لٹیا چوس کی گھسیٹ سکے ایسی ماری کہ روح ناری اس کج رو کی سیدھی جہنم کو سدھاری
یہ دیکھ کے خوف حاکم نے دل مین گھر کیا جلدی سے کمرے کا بند ورکیا صبح کو بادی بادہوائی اڑاتی
ہوا باندھتی نسیم نمط آئی زنجیر در کھڑکائی اور سلسلۂ تقریر کھولا کہ جلد کھولو جہان پناہ کو خبر ہو گئی
گھر گھر یہ بات مشتہر ہو گئی چھوڑ دو ورنہ پکڑی جاؤ گی فعل قبیح کی سزا پاؤ گی یہان سے کوئی نہ بولا
اس گفتگو مین اسنے پاؤن سے دہلیز کو ٹٹولا مو نہان پاکے اور بھی کچھ گمان ہوا اب چپا چپ
باتین بنانے لگی زرد روسر خردئی جتانے لگی اس تکرار مین دو پہر گذر گئے تب گھبرائی دل
مین خیال بدلائی غل مچانے لگی اہل محلہ نے آکے بند بند دراز سے تفتیش راز کی کھل گیا
وزیر تک خبر پہونچی وہ پیٹ ہلکا یہ بار گران سنگ نہ اٹھ سکا بادشاہ کو اطلاع کی وہ قتل
پر تل گیا بزن کو حکم دیا اسنے آکے محاصرہ کیا چکا دل زندگی سے سیر ہو جان جوکھون عزت
کے پاسنگ مین دینے کو دلیر ہو اسے جانبازی مین کب پھیر ہو میرے بید اور س بے بس نے
ہزار خاک اڑائی کوئی تدبیر راست نہ آئی دکھائی کو دلیر غبار سے آہین بناوٹ کی بھرنے لگا مول
کی رسی بٹ سکے میری قتل کے تاسف پر کٹنے کو اڑکھوانے کا جھٹ پٹ چوکھٹ پر سر دھرنی
لگا تا دیر ناک رگڑا کیا بہت دم دلاسا دیا مین ذکھا مبادا بعد مطلب برآری آپ چوٹین ڈھیلی
کر دیجیے سر دست باز دے لیجاسے پھرلت خوردہ بنایئے یا تین پاکے بوٹی بوٹی بانٹ لیجیے اسنے
کہا جان بچانے کا مین وعدہ کر سکتا الا عزت کا جب تک میرے نتھنون مین دم رہیگا آنکھ ملانے
والے کا ناک مین دم کرونگا مثل کان یاقوت سینہ سنگ خون لعل رنگ سے گلی کوچے
بھر دونگا تا سر لالگون مرا بھیگا القصہ اس کی زبان دینے اور یا نہ پانے سے گونہ دل کو
کل آئی ہاتھون ہاتھ چار کے کاندھے میری نعش اوس کا تابوت سرور بار پہونچا تماشائی

بی سرو پا انگشت نما ہوتے دم گھٹنے لگا اُس مار کین پر درکی جالی باتون اور چھیٹون سے
مین سنے جان جنجال مین پھنسائی تجھ سے جامہ زیب کی اُس گاڑھے دُکھ مین یاد آئی کف افسوس
ملن جان بچائی صفحہ خاطر سے امید کو دھو چشم تر کو دلپر بار غم کم رکھکر قبائے تسلیم تن زیب کی جیب دی
حاکم نے اجازت قتل مجھ نا شکیب کی طول مختصر خوبی اختر سے اتنے مین آپ کا گذر یہا سوسی شور و شین
ہوا نیسکھ دلکو چین ہوا قاصدہ وصل فیا مین ہوا کفن کھسوٹ تھان کے ٹکڑے جوا وہی پر ایمان دین گرمی پھر گئے
پر باپ کا کفن چھین لین نہ زخطیر یا کرمیش غم دیے کلنک لاٹ ہوسے یہان آب روان چشم گریان شبنم
نمط جم گیا دل تشنہ تم گیا دل مین میٹھا میٹھا درد ہونے لگا کسل سے فصل ہوا صرف امید دیدار کی
شربتی ہی سے دل تشنہ تھم گیا بعد ازان وصل ہوا فصل کا غم کیا گردن کٹنے کہا نے مین تیغ
قضا کے ایسے ایسے کاٹ ہوئے یہ کہکے بے اختیار گلے مین باہین ڈال پیار کرنے لگے بلائین لیکر گوہر اشک
نثار کرنے لگے نگار عالم نے دیکھا دیکھو دیکھو ذرا کھڑے ہو منھ سے لوڑ و آگے پیچھے کا خیال کرو وہ بولی یہ جو جلیہ
تو کر کھو الگ بیٹھو اُسنے کہا اس الگ کا الف عدد دہ گرا دو تو مزا ہو یہ یہ جو مین نہین ہون کہ
وقت بے وقت یہ حرکت کرون اُسنے چتے کی سنکر مسکرا کے منھ پھیر لیا شرم نے گھیر لیا اس مین بہار
ارم وزیرزادہ سے کہ دور کونے مین بیٹھا ملھو سا اس کا منھ تکتا تھا تم بیان سکتا تھا آنکھ لڑگئی
زیادہ محجوب ہو سر جھکا دور جا بیٹھی چشموں پر پلکونکی چلمن پڑگئی شہزادہ نگار عالم سے پوچھا آپ کی
تعریف کیجیے ایسے کہا آپ ہی کے دیکھنے والے مین تغافل کی نذ یہ جانی یہ دو ہی زیست کی
نشانی ہے جنکی کہانی تم سے بیان کرتے تھے یاس زندگی سے پہ مرتے تھے یہ کہکے پھر ساری سرگذشت
اپنی دوبارہ بیان کی از ابتدا تا انتہا عیان کی شب افروز نے کہا آپ کے دکھ درد سے ہمارا غم نامہ
بہت متناسب ہے بلکہ اس نمک ریز سے وہ شور انگیز زیادہ ہوگا غالب ہے نگار عالم نے کہا فرمائیے اپنا
مرثیہ سنائیے شب افروز نے اپنی کہانی دل دوز آغاز کی بولی اے دلنواز حکایت شکایت گردون
دون نواز کی کیا عرض کرون طول طلب زبان تک لانا غضب ہے یہ خلاصہ مطلب ہے کہ شہر مصر کا
وہ جو شہریار سکندر بخت صاحب تاج و تخت مشہور ہے اُسکی دختر موسوم بہ نگار ارم نیک اختر

کہ یہ بخت اُس شہزادی عبرت حور کی وزیر زادی بہار ارم مہجور ہجر ایک تصویر کے عشق مین خراب خستہ دربدر بصد سرگردانی ہوئی اُسکے ساتھ عزت سے ہاتھ دھو آبرو سے والا گھر کو جاہ کے پیچھے خود کو ڈبویہ یا دل ایک پاگل پر دیوانی ہوئی یہ کہکے ہنس پڑی عاشق تو گرفتار کی جان ہو تمھو ان تیرا اڑی نگار عالم تامل گیا بالتصریح پوچھنے لگا تب اُس شمعرو نے اپنا مفصل احوال زرت تا آل از ماضی تا حال باقی بات روشن کر دیا چراغ داغ حسرت دل پر دھر دیا وہ ہجری کا تا دستہ شہزادے کا تصویر پر عاشق بیک نگاہ ہونا پھر ناہید کی جان سپاری اُسکی ہمشیرہ کی غمخواری شاہ صاحب کی ملاقات تماشائے عجائبات پھر پرستان مین تاشا جن کے ہمراہ آنا نگار عالم کا غایب ہو جانا اپنی بیتابی پریزادی کی ہمراہ دو شخصون کا آنا شاہ ممدوح کے حضور مین مکرر بار ہا بیان کر کے کہا شاہنشاہ فرشتہ خصال نے میری حال پر تاسف کہا قمر الملک پر ملال کے پاس کہ اُس بدر کامل کا معتقد کمال تھا لاولدی کے غم مین کاہیدہ غیرت ہلال تھا مجھے بھیجدیا اُسنے متبنی کیا سارا ملک میری ملک مین دیا اسکی بعد آپنے آکے خاک اڑائی اس فتنہ بیقدار کے دلپر گرد کلفت چھائی ابھی تک تو قسمت ستاتی ہی دیکھیے آگے کیا دکھاتی ہی نگار عالم وہ فقرہ شاہ صاحب کے پاس ہمراہ قرناس جانا اور اُسنے کا نکر دل مین سوچا کہ شاید یہ وہی حور وش مردانہ پوش ہے جسکو مین روتا دیکھ کے اُڑا لایا تھا تیر عشق کھایا تھا حیف اے ایندم تو بیہوش ہی یہ خبر غوث الدہر کی زبانی تو پہلے ہی سن چکا ہی عبث ہلکا ہی پوچھا بھلا برا تو نہ مانوگی اپنی گیان کے یار کو پہچانوگی وہ ایک ٹھنڈی سانس سینہ سے کھینچ یاس سے ملکر کے سرگرم تقریر ہوئی کہ ای دلسوز کیون جی جلاتا ہے اسے کیا پاتا وہ کہان اور اسکا یار کہان یہ کہکے بے اختیار رونے لگی بلک بلک کے جان کھونے لگی نگار عالم نے کہا **غالب**

س دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو ٭ میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہو ٭ یہ سنکے بہار ارم کو تصویر کا دھیان آیا مرآت خیال مین خاکہ ملایا دونوں کو یکسان پایا **ع** یار در خانہ و من گرد جہان میگردم ٭ کہکر جھپٹ کر گلے سے لپٹ گئی خوب پیچ پیچ پیار کیا سلک شک کو نثار کیا

س من درچہ خیالم و فلک درچہ خیال ٭ کاری کہ خدا کند فلک را چہ مجال ٭ اب وہی معاملہ ہوا

بہار ارم پر اے زنگار عالم نگار ارم پر مرنے لگے چار و ناچار آج سے گذرنے لگے اچھا فیصلہ ہوا القصہ
چند مدت یہ مبتلای کربت اپنے اپنے قفس پر قابض رہے موافق مہر ہی صدمے سہتے بعد اسکے
صلاح ٹھہری کہ اس اسیر زلف رسا محبوس بلا یعنی شہزادی نگار ارم مبتلا کو ڈھونڈھ کے نکالا چاہیے
کب تک اس اندھیر مین بناہی آخر ایک شب چار دن طلبگار مطلب حسب نشان ہی شاہ صاحب پہر
رات باقی رہی مثل اشک عشاق جانب دامن دشت چقماق بھی ہر روز گردش در کے جوڑ اٹھاتی
عوض خدا چکر کھاتے اسطرف جاتے جدہر عمارت کا پتا پاتے پسکہ مژدہ وصال پیر روشن ضمیر خوش
خصال سے سن چکا تھا نگار عالم کو دل کو سہارا تھا کہ ایک روز ضرور ملینگے ایک دن قریب دوپہر تشنہ
جگر میدان مین ایک درخت کے نیچے کھڑے تھے کہ دور سے ایک بگولا غبار کا نظر آیا چکر کھاتے کھاتے
قریب شجر آیا غور کیا تو غبار مین ایک تخت طاؤس رشک سر کیقباد و کاؤس صورت کاغذ ہوائی
اسپر متمکن ایک مرد متوسط سن برس ساٹھ ستر کی عمر اوسط ادن ہیبت کذائی ڈاڑھی کھچڑی بالکل
سفید بال نہین الف قامت ہمہ تن دال نہین کم کم خم شیر اجم جرأت مین ہمسر رستم زال نہین اس
وشت پر آسیب مین دیکھ کے کل دباتا ہوا کز وسے صورت گردباد پیچ و تاب کھاتا آتا ہی آہستہ آہستہ تھمتا
ہوا تاہی نگار عالم برق وار ہم تیغ دودم چمکار ہوا رد یا اور تمیز ین سے جدا ہو ہوشیار ہو اللکار کر سرگرم
گفتار ہوا کہ خبردار آگے قدم نہ رکھیگا ورنہ آب شمشیر کا مزا چکھیگا اس بزرگ نے مسکرا کے فرمایا ہان ہان صاحبزادے
ہوش سنبھالو عقل کے ناخن لو اتنی کوئی وحشت رکھتا ہی ماجرا کیا ہے دستور ہے محبت والونکو وحشت بہت
ہوتی ہی اندھی مت ہوتی ہی وزیر زادہ نے نگار عالم کا ہاتھ پکڑ کے کہا قبلہ عالم آپکی بھی عجیب باتین
ہوتی ہین یہی طغیانیان نام ڈبوتی ہین پہلے حضرت کی قطع مقطع برزخ شریعت ملاحظہ فرمائیے
کیسی بزرگی برستی ہے یہ بھی کیا سمجھ کی پستی ہے کہ ہر کس و ناکس کو یکسان خیال مین لائے
اسکو سمجھا ادھر مخاطب ہوا آداب بجا لا عرض پیرا ہوا کہ پیر و مرشد انکا مزاج خفقانی ہے معاف کیجئے
جانے دیجیے حضور کو اس نئی ہیئت مین دیکھکر ڈر گئے اپنے تحفظ کو آپ کے برابر گئے ادھر تشریف لائے
ہمین سرفراز فرمائیے یہ سنکے اس مرد عاقل نے پر طاؤس طلسمانی کی گرد سے پنجون کو کہ یارہ فنکی وضع

ادھر تشریف لائے ہین سرفراز فرماینے یہ سنکے اوس مرد عاقل نے پر طاؤس طلسمانی کی کریکے
پنجونکو کہ بازون کی وضع پر مڑتے تھے سارے پر زرّے تخت کے اونھین کر یون اوڑتے تھے
نرم نرم پیچ دیکر زیر شجر اقتدار عرصہ نے میدان ہا راہ یہ دونو آداب بجالا زین پوش بچھا بیٹھ گئے وہ دو نوجوان
مردانہ پوش گندم نما جو فروش بھی آبیٹھ گئے مرد بزرگ نے بعد پرسش جو رسم زمانہ ہے انکا حال
مشفقانہ پوچھا انھون نے اپنی سرگذشت عرض کرکے اوسکا حال اوڑانا پوچھا اوس حاکم ثانی نے
اپنی کہانی شروع کی بولا صاحبزادہ مین خدا واسطے خاک چھانتا ہون غیر کیلیے سرگردان پھرتا ہون
اس احقر الناس کو انصاف اساس طاس کہتے ہین شہر اندراسن مین جہان نبی جان ہستی ہین میرا
مسکن ہے غیرت صد چمن رشک ہزار گلشن ہے ایکبار یہ دل افگار بیقرار بیت المقدس کی زیارت کو بیرون
ہوا اوڑا جاتا تھا طواف حرم دلکو بالعنا دل یاد آتا تھا اتفاق سے خانہ بلقیاس کیطرف آنکلا ایکبارگی
کانون مین ایسی صدائے حزین آئی کہ بیتاب ہو کر قصر کی چھت پر اوتر پڑا الطرفہ ساتھ نظر پڑا کہ سارا گھر سو رہا ہے
مگر ایک شخص کم سن زفرقہ انسان وہ از قسم جن باواز بلند رو رہا ہے یہ آواز دردناک دلخراش ہے جسکے سننے
سے دل مضمحل پاش پاش ہے یہ دیکھکر نہ ثابت رہ سکا مضطربانہ فراز بام سے نیچے آیا وہ مجھے دیکھکر گھبرایا مینے
دلاسا دیکر گریہ وزاری کا حال پوچھا بیقراری کا مآل پوچھا اوسنے آنکھین ڈبڈبا نہایت یاس سے کہا
اے غمخوار بیکسان کیا بیان کرون کیون جان بوجھ کے تجھے حیران کرون مین دور افتادہ یار و دیار سے جدا دو سال
سے اس جنجال مین پھنسا ہون وہ دلدار دلارام سے بچھڑکے یکجائی کا غلام بیدام ہوا ہون یہ کہکے
آنسو دیا کہ غش آگیا مجھپر بھی عالم رقت چھا گیا ہوش مین لا تسکین دے سمجھایا کہ انشاء اللہ عنقریب
وصال ہے تیا پایا ابھی لاکے سمجھادون دشمن جاہل کو نقش باطل کی صورت مٹادون ناحق پریشان حال
ہے دل بات اکثر موثر ہوتی ہے مینے بیتابی سے جو یہ کلمہ کہا اثر کیا بازو سے ایک پارہ حریر کہ اوسپر
اوسکے حبیب کی تصویر تھی نقش جب کی لکیر تھی کھولکے وہی روتا کیمکی کہ ایک دوست کی
یہ نشانی موجود ہے اسے جانکے برابر سمجھنا اپنا لخت جگر میرا روح پرور سمجھنا اگرچہ یہ نقش محبت نقشہ
زیست جان ناتوان ہے مگر بغیر آسکی جدائی کے یکجائی بیرون امکان ہے مین وہ مرقعہ خیالی لیکے

بعد پریشان حالی تسلی دہی کے چل کھڑا ہوا صورت آدہم رو بے اختیار نکل کھڑا ہوا سرگردان حیران
و پریشان ٹھوکرین کھاتا دشت و جبل کی خاک اوڑاتا یہان تک پونہچا ہون بے سروسامان ہون
سخت حیران شکل سے نالان ہون یہ سنا وہ آئینہ حیرت نما مقابل کیا دوچار ہوتے چارون ششدر کو
سکتا ہوگیا دل چشم بسمل کی تپلی کا پتلا ہوگیا وزیرزادہ نے شہزادہ کا نقشہ مطابق کیا قلعی کھل گئی بولا
حضور چشم بد دور یہ تو ہمین ہمارے رشک حور کا حلیہ پرنور معلوم ہوتا ہے عجب نقشا ہے بہار ارم نے بھی در سے
دیکھا پہچان گئی کہ یہ وہی تصویر ہے جو ناہید ونگیر کی ہمشیر نے دی تھی شہزادی نگار ارم نے رفع
پریشانی کو دی تھی دل ہی دل شاد ہوگئی قید غم سے آزاد ہوگئی سامنے آوس پیر فرتوت سے
غرض ان دونون نے ایک کو پہچان لیجیے جسکے صورت طلا ہے سے بند ہوا کیجیے اوسے تصویر دیکھ کے نگار عالم
کے چہرۂ بے نظیر پر نظر کی دونو کی صورت ایک تھی بیتابانہ اوٹھ کر گلے سے لگا لیا دیر تک
پیار کر کے گود مین بٹھالیا اور کہا الحمد للہ آج اپنے قول کا نباہ ہوگیا داغ بدنامی و پست ہمتی
دھو گیا بعد شکرگذاری و نشان وہی مقام گرفتاری شہزادی نگار ارم مشغوف گریہ وزاری
کی خاکساری کی حقیقت ماری پوچھی بہار ارم نے مصلحتاً گھٹا بڑھا جو کچھ بن پڑا اپنا قصہ بیان
کیا اصل راز نہان مشروحانہ عیان کیا اوسنا دن چار پہر رات اون چار عنصر کیفیات فزا اوس
بیابان سنسان مین بسر کی تاری گن گن سحر کی علی الصباح چارون سیاح پانچوین پیر رہنما کے
ہمراہ جانب قلعہ بلیناس بصد بیم و یاس روانہ ہوئے چار بادپا پانچوین ہوا گھوڑی پر باجولانہ خدنگ
مصائب کی نشانہ ہوئی جا **پہونچنا چار وسیاحون کا شکل چار عنصر برج بلیناس
کے اندر اور قلع و قمع کرنا قلعگیون کو پڑھا اس پہ نہ اوکی حکمت سے
بجرات تمام** ترحسبدم ساحر سحر مانند جالینوس طلسم محیط مغرب مین سویا اور ظلمت زدلے شام
نے قفل اسکندر فیلقوس معہ ارسطومی و بیر سپہر و موکب کواکب آکر عمان صفحہ جہان سے طلسم روز کا
نشان دھویا یہ چار و مسافر رہنمونی راہ پر منزل مقصد کی سرحد پر پہونچے خدنگ مراد کی زد پر
پہونچے دیکھا سمت مشرق وہ سے جیسے خورشید سحر کے نور سے مطلع روشن ہوتا ہے کچھ آئینہ آفتاب سا

عکس افگن ہی لمعان سورج کی کرن پر چشمک زن ہی نگار عالم نی گھبرا کے اوس راہ دان یعنی پر طاس
ہمزبان سے پوچھا کہ ای غمگسار بیکسان یہ کیا رات کا ہمین غلط گمان تھا دیکھیے تو صبح ہوگئی تیرگی شب
دھو گئی یہ سُنکے وہ محقق ہنسا اس حلقہ بگوش کو بالا بتا کہنے لگا بندہ چپ رہ وہ شام دسحر نہین جیسے
تم سمجھے ہو من کو اور تم سمجھے ہو بلکہ اس فجر کو صبح محشر سمجھو اس مہر رشک بدر کو داغ جگر سمجھو نگار
عالم نے کہا یہ کیا آپ نے فرمایا کہترین کی کچھ سمجھ مین نہ آیا پری زاد نے کہا مہر وہ تہ وہی برج
زبرجدین جو زافام ہے جسمین آپ کا وہ ماہ تمام ہے قلعہ بلبناس اسی کا نام ہے یہ سُنتے نگار عالم
برق اوہم سے تڑپ کے گر پڑا ہمرکاب کا چھتا پھر مڑا اوس پر ترحم نے آب دیدہ ہو دوڑ کے گلے
سے لگایا ہمراہیون نے آنکھون سے مینھ برسایا نگار عالم ہوش مین آ دل پر غم کو تھام کر بولا میرے
علاج مزاج سے غافل نہ ہیے مفصل ماجرا کہیے اوسنے کہا ای مہربان کیا بیان کرون یہ وہ عزیز
در عجیب غریب طلسم ہے ایجاد پایا ہی دوسرا ایسا دیکھنے سننے مین نہین آیا طرفہ حکمت سے ترکیب پایا ہے
کیا کہون جو کام کیا ہے یہ آفتاب سا روشن قبہ نظر آتا ہے دوربین فلک نما ہے اور وہ جو سیاہ پہاڑ سا دیکھتے
ہو یہ برج رو مین بہیئت انسان آہنی تن زبر تا پا ہے باہر کی کیفیت نزدیک جانے سے کھل جائیگی
اندر کی ماہیت بگوش ہوش سے حیرت آئیگی بلبناس نے ایک عالم عقل کا پتلا کہتا ہی اس
انسان طلسمانی کے بالاخانہ دماغ مین بجاے عقل رہتا ہے اور دونون آنکھون مین کہ دو دو
زمنین جڑی ہین بصورت باصرہ وہ اوسکے نور چشمونکی نگہبانی مین آنکھیں لڑی ہین کہ ہوشیاری
تمام نگرانی کرین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ دھرین اور دونو کان کے گوشون مین بمقام سامعہ دو جن دو طبل
طلسمانی رکھے ہین کہ خیر نیک و بد جو گوش زد ہو بلا عانت صدا معاً اطلاع دین اور چند شاگرد دراک
بجاے علم و ادراک مقرر ہین کہ کتب حافظہ مین تختہ ذہن مستقیم پر غیر عین کھینکتے ہین دید دوربین سے سیر سیارہ
مین آنکھیں سینکتے ہین اور بجاے پیک خیال چند ہرکارہ طلسمانی اس خبر رسانی پر بہت چست و چالاک
مقرر ہین یہی دوربین آتشی قصر تن کا تابدان ہے ہینہ جانہ برج آہنی کا آفتاب تاباں ہے اور دہن مین
بموضع زبان ایک جرس لٹکا یا ہے ناطقہ کی جگہ ایک طلسم بےنظیر پُر تاثیر بنایا ہے کہ جو سلام و پیام

لیکن پکر آئے وہ اوسکو بلائے اور دل کہ مشہور صنم خانہ ہے اوسکی جگہ پر ایک نعل گنبد یاقوت سنگ
استقرار پایا ہے وہی اوسکے مطلوب یعنے تیری محبوب کا ٹھکانہ ہے عرق النساسی ہزار پرستار نے
پابوسی مین افتخار پایا ہے نوم غارتگر ہوش کہ خواص خاص شب ہے اوسکے سامان شب باشی کے
واسطے مقرر ہے خوشبوسازی کا اہتمام شامہ تام مالک کے سر ہے میدان صد ہوا خواہان ہوا
داور چند ملازمان جان نثار کا مقرر ہے رئیہ کی مقام پر ایک کل کا پنکھا لگایا ہے ہر دم مثل تنفس
ایک جذر و مد کے ساتھ اوس سے ہوا آتی جاتی ہے مانند ریاح نفیسہ ہر ذی روح کو راحت پہونچاتی
ہے وہی موجب زیست وہان کے باشندونکا ٹھہرایا ہے اور معدہ کو کہ توشہ خانہ خاص ہے مطبخ عام قرار دیا ہے
وظیفہ خواران گنبد طلسم کا روزینہ وہین سے معین کیا ہے اور جو مانند جگر باورچیخانہ خاص ہے اوسکا بالکل
خاصہ کیموس و دروہ کا خواص ہے کہ پہلی خاصہ تیار کرکے اوس نگار قلب نشین کے حضور مین آئے پھر وہی اولشر
وہ مرتبکیا ماحضر تناول کہائے بعد ازان رتبہ برتبہ سبھوںکو پہونچ جاوے مودی کا ماسکہ اور مہتمم کا جاذبہ
نام رکھا ہے کتنا سے واقعہ و طباخ سے ہاضمہ کا کام رکھا ہے نگار عالم نے مایوسانہ کہا پھر وہان تک
پہونچنے کی کیا صورت ہوگی تلافی انتقام سے کیونکر رفع کدورت ہوگی اوس برقی منش کے
کہا آپ گھبرائی نہین تمہارے بدلائی ہے اوس فاسق ناقدر کی میرے ہاتھ قضا آئی ہے
یہی خیال دامنگیر حال ہے طبیعت کو اشتعال ہے کہ سوائے استعانت اس جا وہ ہوا کی جو ہر دم
آتی جاتی ہے کوئی پہونچنے کی تدبیر قرین قیاس نہین اس سے قطع نظر کوئی سامان جب اپنے
پاس نہین یہ کہکے اپنے تخت طلسمانی کے چار طاؤسون پایہ تخت کے پابوسون سے کل مروڑ
ایک کو چھوڑا وہ بے پر کبوتر تڑپڑا کر اسطرح پر اوڑا کہ طائر تصور کا بازو توڑا بعد لمحہ چھوٹا بڑا
چار سو شاگرد ٹوٹ پڑا اور ایکدم مین سارا سامان کارزار حاضر کر دیا سلاح سلب سے وحشت
آہن بھر دیا پریزاد نے کہا یہ کد و کاوش بیکار ہے بلا تخالف مزاج ممزوج اس یادگار عوج
کی مرگ دشوار ہے یعنی جب تک اسکے خواص معینہ مین اختلاف نہ آئیگا کوئی اسپر چیرہ دستی
نہ پائیگا یہ فرما اپنی ورتیات کو حکم کیا پہلے اسباب خارجی مثل سردی آب و گرمی آفتاب کہ مبدء امراض ہے

جامۂ ہستی کو مقراض ہے اس پیکر طلسم کی جلد حاضر کرین باد مخالف کو آلہ یاد کشتین بحرین محیط
ارشاد چند پریزاد زنجارات ارض کو کہ ایام بارش مین حدت آفتاب سے بلند ہوتی ہین انسان حیوانکی
وریدہ گزند ہوتے ہین سموم سرما و گرما یعنی کھانسی سے مخلوط کر کے آلہ پری مشکل حریم آہنگران مین بنا بھیجا
اور نیز لہ و زکام کہ ام المرض ہے بخیر آزار کو نامیہ ارض ہے اسکی جگہ تیزاب شورہ کا حباب سے آپ ہیاون
مین کلک سے اٹھاتی ہین کئی ہزار تیار کیا آمین ہنام عوارض پریزادون کر کے آلات زہر آلود
دہر کے مثل پری شیشہ نشین کیا علی قدر مراتب جا گزین کیا کسی مین پیسر گرو کی ہستام
صداع سر دار نامداران عفنایہ وسدر وشقیقہ و دوار کو متن کو بھایا کسی مین منصب داری ہیضہ
قالنج پیرپوتہ و رعشا تمدد و استرخا تشنج و اختلاج و ہذا علاج کرہنا مون نے مقام پایا کسی مین با فسری
سرسام صرع و مواظبہ دق قنائیہ کی حرارت رکھنے والون ذکر کیا بل سنگدل اور ضیق کہ بدموت
فسعال کی صوبہ داری مین سر دیا خناق وذبحہ استرخا سے لہاۃ امراض حلق و دہن کے
ہمسر باتون سے قلاع نام کی تاسداری مین جگہ پائی ثقل سماعت کو شال خوار دانے سامعہ کی گوشمالی
پرہ کان جانبی امراض چشم سے شمیم آشوب چشم کی تہی مین قیام پایا پرطاس کو دانون
کھات سکھا برق کی سمت آیا علی الصباح جو وقت مغلت طلوع شمسونکا اسکو معلوم تھا پرلشکر کو نزدیک
لایا موقع موقع سے چند پریزاد و بکار اجایا نگار عالم نے دیکھا ایک کوہ پیکر ہوا معلق زمین سے کئی سو گز بلند
بہیئت انسان نہایت تنومند بدرنگ تیرہ و تار ہوا پر انکا عوج بن عنق کا یادگار او ہر مین انکا جسم
پر آہنی توسے کی ورم ہموار مانند ماہی ہمہ تن خار ایک ہاتھ مین گولہ آہنی خارا شگاف دوسرے مین گرز گران
جگر گوشہ قاف وہن مانند قعر عدم حبس دم تنفس سے لب تک جاتا خدنگ ہیبت جگر دیدہ مردم حیرت نگر مین تازہ
ہو سکے تل جانا دورے اسکا ہانپنا مثل ہانپنے بکشے کے محسوس ہونا ریل کا انجن اس شکل کو دیکھ کر
پیچ و تاب کھاتا انجن ہو کے زمین مین گڑ جاتا دم محبوس ہوتا تہ آتشی شیشہ کا آتش
زردشت سا سر شعلہ زن تماشائی کی شنائی مین مجسم دوزخی وہ سوختہ تن یہ دیکھکے
نگار عالم کے ہوش چھوٹ گئے استقلال شوخہ ہوا اس ہوبرطاس سے پوچھا اس گولہ و گرز نے تا

کیا مصلحت رکھی ہے ترکیب جسمانی سے کیا مناسبت رکھی ہے اُسنے کہا الامان اے مہربان اگر نصیب
دشمنان یہ گرز گران ہلیلۂ ثور پہ سیاہ وسنگ تر کا دل و جگر بھی اسمین بھی عجیب غریب طلسمات ہے اسکا سررشتہ
کار معرکہ ولا مسنا نام جنات کے ہاتھ ہے اگر ذرا بھی آپکی سنگ ان تک پہونچ جائے ابھی یہ گولہ آہنی لوہے
کو پانی سے بھرا ہی ہوا ہے ساز دل مشکل بادل ہوا کے ہمراہ برباد ہو جائے دھول تک کوئی خاک نہ پائے
پیراب انشاء اللہ تعالیٰ المستعان ہے کوئی آن میں راہ عدم دکھاتا ہوں سرمۂ سیاہ بناتا ہوں یہ نفیشہ
ہیئت عروج ماہ صفر میں تا نبر وانقہ برابر ہوتا ہے کتب نجوم سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ وہی ایام ہین
سست یارے اہتمام مین مصلحت وقت یہی ہے کہ بدفعات حملہ کیجیے افعی روزگار کو لاریب کیجیے
یہ سنا حکم کیا وہ توپ پری جو ہوا کی کل سے چل نکلتی ہے صدائے مہیب سے جرات وہ دل کی گردن
مین جرات گنبد طلی ہے شست باندھ کے مقابل ہوئے دہن تن کے لگائین ہمراہ باد مخالف
وہ گولے جو صداع و آشوب چشم صرع سرسام خصم کی خاصیت رکھتے ہین سر کرین تا معرکہ دماغ و دہن
کرین العظمۃ اللہ یہ وہ گولے ہین جن مین بقراط سقراط کو زیر زمین تعب ... دیا ساری حکمت پیشانی کی ...
مین رہی وہ وہ دماغ دیدۂ دل وگروہ افسردہ کیا ان باد مخالف نے اس خیالی دشمن کو ...
ہوا باندھی کہ ساری بائی نچی ایک ہوا خواہ کی نہ جان بچی یہانتک پہونچی ہے صداع کی سترنش چشم زدن
مین آشوب کے تنبیہ وہ شیرانہ وار کیا کہ مالیخولیا سے دونون فوج رعیت کو سرسام کی نگہبانی ناظران جہار
کی منظورین کو نفی انکار کیا چراغ صاحب کا نہ بجھا کے عالم آنکھون مین دھوان دھار کیا صرع و سرسام
کے سامنے ز صمصام غیرت تیغ عام کو شرر بار کیا پرطاس نے دو دو مین رشک جام جم سے یہ کرشمہ
مشاہدہ کر کے فتح اول کو ملاحظہ کر کے علاوہ ہے باقی ماندہ بھی مثل بم پیہم آتار دیے عوارض کے ہمسرون
سے جاتے ہی اپنے اپنے وار کیے اسکے بعد اشارہ کیا کہ چند سیل صورت بادگولہ ہوا کی باندھ لائین تا
اس بادی فساد کی دھوین اڑائین یہ ہوا پاکر بزرادون نے وہ ہوائی گولے طیار کیے پرطاس
نے یہ چند ہوا خواہ اُمین سوار کیے بجائے عشی وغشیان یرقہ دیرقان خفقان نگار عالم ہیجان و
بقام استسقا و خفقان مالیخولیا ونسیان مین چار شاگرد دوراک یادگار حضرت لقمان و درجنون

کی جگہ شاہزادہ مجنون اور خود مانند قضائے مبرم بعزم شبخون اُسی ترکیب سے کچھ کوشش تفنگ
کچھ کشش دم اس دم عجیب سے دماغ کی برآمد ہوئی پر جہان وہ تیرہ اختر سوتا تھا مع جماعہ ہوا داران
جان نثار برسم یلغار سرسردار ایک بار آپہونچا اب بیان کا ماجرا سنئے کہ یہاں غلول بوتہ از ارسے
کیا کیا صدمہ جان بابہونچا دیا دفعۃً حرارت غریزی سے آتش مخالفت مشتعل ہو گئی ہوائی نامعتدل
مقرر ہو گئی پہونچنے لگا عالم مجنون کیش نے جنون کے خیر اندیش ذیلمفاس حسن کے عقل کل کو بے
تامل خواب عدم میں سلایا اور اسکے شاگردان دراک کو سجان علم و ادراک کو تلامذہ پرہاس نے
مالیخولیا و نسیان غشی و غثیان کے ہم اسامی دارالبوار پہونچایا سامعہ کی تاہداری کو ثقل سامعت
تنازع کی تمن نے تمام کیا صداع و سرسام نے اپنا اپنا کام کیا تھوڑی فوج خنگی جنات کی کہ مدت سے
بلغاس نے تمام ادویہ نامرد کے تھپا رجو اہر وارو کے کبھی ہو ورن سے مسلح بصد جد و کد کر کے ایک
ایک تمن عارضی پر دو دو رسالے مقرر کر صدر کے بارہ تحسین عشق ہجوم افکار و کثرت حسرت مجتمع کر
رکھی تھی مانند و ہمت تیرہ و حسرت بھر رکھی تھی یہ خبر سنکر ہی نکے سخت گھبرائے بعزم جنگ بیدرنگ
کمر باندھ کر رنگ ابر چار سمت سے گھر آئے جل جلالہ اسمین کیا کیا رہین تن کیسا کیسا صف شکن
تھا یادگار رستم ل انگار دشمن تھا اگر فرد فرد اس صف جوان مرد کی صفت تحریر کروں ایک
نسخہ دوسرا تیار ہو جائے صفحہ قرطاس شفائی خان بو علی سینا کا رسالہ نظر آئے جرنیل صندل جنگ بہادر
ایسا جن جسکا ماتحت ہلیلہ کابلی سا رسالہ دار سپہ سالار جو ایک قدم حملے صدہا صداع قہر کی صف کے
سہمن دسو نجاں سے بانکی ترچھی اُشقرا اسفندیار کی آنکھیں دیکھی ہوئی کا داسے آہنگر سے لوہا لیے ہوئے
فالج و لقوے کے منہ پر آنے والا شان کبھی دیکھنے نہ والے ہلیلہ سیاہ سا زنگی صوبہ دار خنگی صف
سرسام کی ہنگام کا کام تمام کر ڈالا جسکا لڑکا باوجود سید دنی جگ اچالا پلٹن میلا مول
پامالی سعال کا اصول سبغول کی مصغرون کا رسالہ قلاع و خناق کی تامیون کا قول بند
کر ڈالا پہلے جرنیل ممدوح کی میلا مول کی پلٹن کو صدر کی مہالک پر کہ بقول مشہور روگ کا گھر
کھانسی رنگند سعال بد رسگال تھا تعینات کیا بہمن سونجا کر رسالہ کو کہ فالج کی معالجے تھے کمک پہ بھیجا

بعد تمہید ات کیا باقی پلٹن وامین بانکین دین گھات سے جا دین اتنے مین سعال فالج کرآ رسے
ترپچھے رسالے دماغ کی فرنگستان سے شہرستان صدر کی جانب جمع ہوئے یہ ہجوم رشک نجوم
افسر فوج ہیر اول کو جو ثابت ہوا اُسنے اپنی پلٹن کے منصبدار ونکو بیان خنجر گذار ونکو پکار ا بارھہ
دی دیکھے تیز کیا للکارا صدہا ہلال صمصام مطلع نیام سے طلوع ہے دھاوا کرکے ایکا ایک برچھہ چھہ
ٹوٹ پڑے تہور شعاران دہر کے ہاتھ سے ہتیار چھوٹ پڑے سعال رسالہ دار پیلا پولنے مع
سپاہ نشان حمل السوس یادگار ریاہو شیانی آتشکوس و ارکیا ضیق آتشدار سے ہلیلہ زرد وزیر اصفہانی
بعد جانفشانی ہتیار کیا سل خون ڈال کلک کوہ نژاد عدو ہر رستم اہرمن نژاد پرگل خان ارمنی
وصمغ عربی نے کوس حربی بجایا فالج کی مقابلے مین ممین وسعد نجان کار سالہ آیا سنبل ہندی اور یونہ
چینی سے لقوہ کی بہرہ نے منھہ کی کھائی فلفل زنگی دوج ترکی نے رعشہ کی ترکی تمام کی تباہ دہائی
نامداران یدانجیر و دارچینی یادگار رہنے استرخا کو ڈھیلا کیا قاتل خولنجان ہم نبرد نے یان ہے
تشنج کو مردہ دیا حب النیل وحنظل کسیل نے تمدد سے کھینچ کر گولے برسائے زندگی تلخ کی تو ظلم دردہ
ذات تشنج کو اختلاف مختل المزاج کی روح بیڑ کا دی خدا ایجسم اثر ثقیل و لیمون شمی ہوکر
ہوا اخر تمیز تجربہ استقلال فوج فالج وسعال کی اُدھیڑبن مین شمردہ تا حین ہوا کہ ایسے بیدا
سکے پاؤن اُکھڑ گئے رعب و خوف دلو نمین گھر کر گئے لیکن ع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست
اگرچہ آدم قباط و حافیتوں کی حکمت یاور و یار تھی تو ادھر حکیم مطلق کی رحمت بیزوال شامل
حال مددگار تھی ناگہان یہ صدای دھاوہ تپ شب کی جوانی تمکین کاغ دماغ کے گوشہ رد
ہوئی سمت صدر کمبخت ٹوٹ پڑی کہ نگار عالم و پرنیز او بلیناس کا کام تمام کرتے قافلہ بیزادان رستم
نژاد اس تپ محرقہ سے آبھڑے یہ دیکھہ کے جرنیل صندل جنگ کو کمین گاہ مین وقت کا انتظار تھا چستہ
بندوق کے ساتھ آپڑا ایک بیزن جابڑ الحذر رہ شور محشر بپا ہوا کہ شہر زمانہ چھوڑ کر چلا ہوا صدلع کی تمن پر
جمین عصایہ وشقیقہ دوران وسدر اپر زاد شمعدار سے صندل جن کا بڑا جمین کاسنی و
کشنیز کے ہمسر آلشادار ہلیلہ دہر ہرہ منصبدار بھی چار سمت سے گھیر کے جھک پڑا صدرع

سر سام کے ہنگام سے ہلیلہ سیاہ کا ترب جسمین اسفندیار و مرد و مہ کیا دخریق و خرقہ تاج ترک سوار تھے
آزرده نقصان نقصان مالیخولیا و نسیان کے ہمسر دن پہ بادریجویہ وزیر غدار آتی کے ہم اثر و ل گو لی
برسائی قاتلون تو ترکشیم پر پامیران چینی کے رسالے نے تیغ برق و بار مانند کرشمہ ابرو چمکائی شامہ
نالن کے عاشق خستہ تن پر زعفران تو مصطگی کی خوبو والو نکی کھاتا پچھائی ثقل سماعت کے ہمسر
پر ہسا ز برگ گل نے آتش برسائی قلاع و ذبیحہ خناق و لہاۃ کے نامداون پر الیوہ و اسبغول کے
نامیون کا غول آیا دبا و ڈالا کر لشکر پر طاس پر جراس کو قدم پیچھے نرول لا یا نگار عالم جرأت سے حسب
یہ نزول پا یا اور پٹ کر صرصر صبا دم پرستانی کو جو وقت دغا پر یزاد نے دیا تھا مہمیز کیا فسان سے
گردش زدگان بر نیچہ ابر وبلکہ تیز کیا صدا صت کو بصورت چشم عاشق خونریز کیا گھوڑا کہ ملک خستلی
خرام کا جوڑا ابلق ایام کا سچوڑا تھا جو کرتا دیا تھوڑا تھا ایک جھپٹ مین برزن بیٹ ہے آلام کی امشل بکمتہ
حرف غلط قلم زن کیے گوشہ ہاے پردہ قاف مسکن زاغ و زغن کیا بلکہ دہن غراب مسکن قاف ہوا مفصہ
و ہر سے ایسا صاف ہوا کہ اگر تمام قاف کو تلاش کیجیے تو سوائے حلق کے کہیں پاتو زاغ یا دوسری
جگہ سراغ نہ پا ہے منہ چھپا کے رہجا سے ملحض کلام شہزادہ نگار عالم رستم سیت صمصام سام کی حسام قتل
سے مطلع صاف صاف ہوا شہرت سواد دیدہ انصاف کا دار الخلافہ عین سینہ و قاب ہوا لام عین
شکر لیتا من شکست اساس کا شمشیر ہمشیر شین سے بے نقطہ صاف مثل حرف کاف یہ دیکھ کے پر طاس
الا ما سیجد لشکر بھاگ لایا بہار عالم و بہار ارم اور نگار عالم سرنجم کو اس لال بارہ دری کی سمت پیو
بہت ملکہ بیا لیاس الطمان میں لبناس نے اپنے معشوق کی خاطر تعمیر کی تھی لا کر دونہ برنجیہ
تو بنایا ہو کر اپنے ایک کمرے مین بٹھایا اور خود مع بہار ارم وزیرزادے اسیر یا اس غریق وقت
آتی ونگار ارم مبتلا کر تا کر پاس جیسے بوجہ لباس مردانہ مرد سمجھا تھا آیا دیکھا تو قیامت آشفتہ جو بت
تھا وہ دوران شعر یہ پڑھ رہا ہے مصرع مصرع یہ جوش دل پڑھ رہا ہے رنڈ دو گھڑی کے لیے آتا اگر ہی
تیکھے چار دن اور ترا کشتہ ہجران جیتا ہے گر دکلفت مین دیا جاتا ہے میرا تن زار ہے گاڑ دیگی مجھے کیا
گردش دوران جیتا ہے اس بیان شور انگیز سے بہار ارم وزیرزادی اسر شک ریز کا منہ کو کلیجہ

آیا جی سنبھلیا رک نہ سکی بے محابا دوڑ کر قدمون پر گر پڑی اُس مخمور راہی کو جو عالم بیقراری مین خبر
نہوئی اُسکی سوزش دلپر اثر نہوئی جسوقت اشک رشک سیل سمندری کی تری ان خشک متورمے پاؤن
پر پہونچی جھجک اُٹھی سر سرکار اُسکا منھ دیکھا دھوکا ہوا کہ شاید خواب دیکھتی ہون گھبرا کے بولی اری
ہیچمیرز ے تو کہان تو کہان مری غمخوار + ہاے کیون ہوگئی یہ حالت زار + اللہ ہمپر گذر گئی کیا کیا
اُسپہ ہو ہوا نہ دھیان ذرا + ہم تو ماضی ہوے باین بدحال + تمنے کہ خواب مین کیا نہ خیال
گرد یہین نہ طالب جیدائی ہو + خواب مین ناحق آج آئی ہو + مین نہ بولونگی مین نہ بولونگی + نہ چھپاتی
ہون اب نہ کھولونگی + شکل کب دیکھنے کو دیتی ہون + ابھی اسے لو چھپاے لیتی ہون + یہ کہکر ڈالی
کا آنچل منھ لائی کہ رخسار غیرت زعفران زار چھپالے ہاتھ سرسے اُٹھائے بہار ارم نے ہاتھ
پکڑ لیا اور کہا ے حسرت کی نگاہون سے عیان حال ہو میرا + گویا ہون خموشی مین تکلم سے زیاد
واری خواب نہین بیداری ہو کدھر سمجھ تمھاری ہے لٹنے ہاتھ دیکھا کہا اچھا میری چٹکی تو لو اُسنے
ایسا ہی کیا زور سے دبا کے گوشت تک نوچ لیا تب تو گویا اُسکی آنکھ کھل گئی برچھی سی تاول گئی
بگلے مین باہین ڈال رونے لگے گرد مفارقت دھونے لگی ے نا گہان آہ شرربار یہ فرقت کی
گئی + عمل پڑا عالم بالا مین کہ پھونکا + پریزاد کو جب یہ معاملہ نظر آیا نزدیک آ دونون کو سمجھا موافق
رسم زمانہ سمجھایا شہزادی نگار ارم نے منھ کھول کے پریزاد پر جو نگاہ کی مردانگیان جان کے
متامل ہوئی بہار ارم سے پوچھا اِنکی تعریف کیجیے مین نے نہین پہچانا پریزاد نے ہنسکے کہا خیر
ہمنے تو بھلا آپ کیا کرین زمانہ کا قصور ہے آشنا جو دل سے بھلا ڈالا آپ لوگون کے نزدیک
دور ہے یہ کہکے جیب سے وہ تصویر نکال سامنے ڈالدی اور کہا یہ یاد ہے یا اُسکو بھی فراموش
کیا نگار ارم کو تامل رہا کہ خیال آیا آہ کہکے اُٹھ کھڑی ہوئی باہم معانقہ بصد جوش و خروش
کیا صدر مین جگہ دے کر برابر بٹھا لیا دل کی لگی بوجھی مطلب کی سوجھی آنسو آنکھون مین بھر لا
کہا زہے ے وعدہ سے پہ تم نہ آئے تو کچھ ہم نہ مر گئے + کہنے کی بات رہ گئی اور دن گذر
گئے + واہ واہ واخوب آپنے راستہ دکھایا ہمنے تڑپ تڑپ کے سال گنوایا ہنوز وہ

جواب نہ دینے پایا تھا کہ بہار ارم نادانی سے بول اٹھی اجی ہمسے پوچھیے یہ کیا جانین حمیرہ ؏
انکا کیا اسمین منھ اجالا ہے ٭ بندی نے ڈھونڈھ کر نکالا ہے ٭ سیتری سودائی دل کی خاطر ہزار دیتے
ناخواندہ تیرست حاضر ہے ٭ اجی تو سنبھلو ذرا خدا کے لیے ٭ آپ کو ذرا خدا کے لیے ٭ سب پہ
ظاہر ہے ہان کہ مرتی ہو ٭ جان و دل سے پیار کرتی ہو ٭ اسکا دل مضمحل تو حسرت سے بھرا ہی تھا
یہ مژدہ سنتے غش کر گئی بہار ارم بھی گذر گئی مضطرب ہو رو رو کہنے لگی مثنوی ؏ ہے ہے باجی مین کہہ
کچھ تو لو وہ آئی ہین اب تو منہ کو لو ٭ یہ ان باجی ہون تو بولین تھ کھولین یہ پر اد نے ہاتھ بڑھا کے
نبض جو دیکھی سکتے کی کیفیت پائی دست و پا پھول گئے سر دست کوئی راہ راست نہ آئی وہ ڈر
کے شہزادہ دل افگار جگر فگار کو بلا لائی مثل این گل دیگر شگفت اسکو بھی بیکلی مین لا پھنسایا تو
ایک تو دلبر ہجوم اشتیاق دوسرے وہ بیہوشی کی بھولی بھولی صورت باعث از خود فراموشی عشاق
دیدہ دل آغوش حسن متصل سے مقابل ہوتے طاقت سے طاق ہوا اسکی بھی غش آیا شب اشتیاق
ہوا بہار ارم ذی لوح نسیب کو جب سے نکال کے بعجلت کمال آس کا علیدہ ہلال کر دلبر لٹکایا اس ٹنکر سے کچھ فائدہ
نہ ثابت ہوا دو پیکر سے ایک قمر طلعت کو ہوش نہ آیا وزیرزادی نیک اختر نے کہا ان زہرہ جبینون کو یون
ہوش نہ آئیگا دیکھیے ایک ٹوٹکا مین کرتی ہون یقینی تیر بہدف ہو جائیگا یہ کہہ کے اس مشتری وصال نے
دونون قرآن السعدین بیدار اختر ناہید جمال کے سینہ سے پسینہ کو کہ سوتے کی صورت جاری تھا
وہ سوتا چشمک زن بیداری تھا پونچھ کے اسکا اوسکا اسکو سنگھا دیا سبحان اللہ بو پہونچتے
دونون ندیون کی آنکھیں کھل گئین عین عنایات بصیر مکونات نے کرشمہ قدرت دکھایا نیچی نظرون سے
دیکھا بھالی ہونے لگی ایسی ایک دوسرے کی وجیج دل نے بھالی کہ بیحالت غشی خالی ہونے
لگی مگر استقلال کی سے رہی چوری چوری مثل وزد حنا دست بر دہو اکی کنکھیون سے دیکھ دیکھ کے
دیکھنے والون کو تیلا یا دے رہی اس دیدہ بازی پر وزیرزادی کی نگاہ پڑ گئی شمشیرہ ابرو
چمکا تیز ہو کہنے لگی کیون صاحب یہ کب تک اب زانوسے نازنہ کر رکھو ہمسے زیادہ نہ اڑو دو
کیا باتین ہوتی تھین ابھی کسکے لیے روتی تھین یہ کہہ کے دونون ہمجولیون کو ساتھ لے

سامنے سے ٹل گئی پر طاس اسیر ہوتے ہے دلبر لہ ابھی تک کچھ اور ہی سمجھا تھا تیغ ستم نگاہی ادھر نگار عالم نے
سے جو یار کو اکیلا پایا منھ کو کلیجہ آگیا جی کا بلا یا دل کہا بعد مدت بخت بیدار نے یہ دن دکھایا ہے قسمت کی
یاوری سے یہ وقت ہاتھ آیا ہے ؎ چو خانہ خالی و معشوق مست تا نبود ۔ توان گرفت بر ان کسا
کہ پاکباز نبود ۔ لیکن حسرت اکرام علیخان ؎ دلا تو اتنی نہ کر شتابی کہ دل مین پھر پڑے
خرابی ۔ ہو بعد مدت بنا یہ نقشہ بگڑ نہ کر بگڑ جائے گر یہ بے اختیار ایکبارہ وہ گر کر قدمون پر گر پڑا اور کہا ؎ جھکو دیا
ضعف نے قاتل کے قدم پر یہ تلوار گر اسکی لگ جائے تو اچھا ہے اس کا دل تو اس سے بڑھ کر جو رتہا پر کیا کرے
ستم کا لحاظ ضرور تھا ایک نزاکت کے ساتھ سر پہ ہاتھ رکھ کر سرکا دیا غمزہ جتا منھ پھیر لیا نگار عالم
کے دل مین ولولہ شوق بڑھا گلے مین باہین ڈال پیار سے یہ شعر پڑھا شرف علی اعجاز ؎
پل کھانا قدر است پر جانی نہین پایا ۔ اس مصرعہ برجستہ مین اچھا نہین سکتا ۔ اس سیدھی سادھی نے
ٹیکھی چتون سے دیکھ کے کہا قلق ؎ جاییے جاییے خدا حافظ ۔ اب نہ ترسائیے خدا حافظ ۔ خوبی
کرو ہو دل جلون پر نہ جتائے جی کی لگی جو آپکا دل سوز ہو اس سے جا کے جتائیے یہ کہکر اشک آنکھون
مین بھر لائی سسکی بھر کر تیوری چڑھائی اور چاہا جی بھر کے پیار رولے کہ دامان چشم گریان موتی رولے
اسنت نگار عالم نے تیغ چشم یار پر نگاہ کر کٹ گیا سارے نشتر ہرن ہوئے دل صف مژگان کا الٹ گیا
جگر مضطر پر ہاتھ دھر کر لب قند مکرر کھولے شہیدی ؎ ہو چکا خنجر بیداد کا بسمل ٹھنڈا ۔ ہے ہوا
یہ کلیجہ ترا قاتل ٹھنڈا ۔ یہ سنکے شہزادی نے مسکرا کر ہونٹھ دانت سے دبا لیا چھپی نگاہ سے گھور کے
منھ اسکی طرف سے پھیر چھپا لیا نگار عالم نے نفس سرد کھینچ کہا آتش ؎ کھینچی تلوار
قاتل نے کیا مجکو قتل ۔ شکر ہے گردن تک آتے آتے اجل رہ گیا ۔ یہ سنا ہاتھ مثل ہار گردن
مین حمائل کر لیے یا ناسخ ؎ گنتی بوسے لینگے رخ دلپسند کے ۔ عاشق ترے
پڑھے نہین علم حساب کو ۔ یہ چلین پر کھڑا کر اس نو خیز نے چال کی ہاتھ جھٹک اٹھ کھڑی ہوئی
نگار عالم سے لپٹ کہ اسی بیٹھ گئی کہ پاس ہل اکھڑ گئے دم گھٹنے لگا زنجیر یاس وست ہوس
کو ہتک گئی ہوئی معشوق کا کنے لگا رند ؎ تہمت بوسہ کھا کے اٹھے ہو ۔ کس نے

صاحب لیا دیا کبریٰ ہے ✠ ادھر تو یہ راز دنیا زمین مصروف ہوئے اودھر پرزاد ونکا اپنی فوج کو حکم تاراج دیدیا لٹیرون نے لوٹنا شروع کیا کارہای کارزار موقوف ہوے سینہ کے گنجینہ پر رسالہ سعال لوٹنا لٹیے کا کتبخانہ سفا کان علم وادراک نے لوٹا توم حواس کو بیدار بخش بنی جان نے ہمتوا یہ نبایا انار خواب گاہین شلایا نقدیں کو عرق الدنیا کا جوڑا آجڑا اسامہ پری کو بطلان چشم پرزاد ونفس مین بٹھالے اڑا ابر طارسیلے پلک کے ان جادون شعلہ عذارون کو بلایا وہ چوتھیں کوٹ وبہتر تار ہی افسانہ کے مشہور مین آئی جگہ طلسمات نے اتنے کوٹھے تعمیر کیے تھے روح حیوانی سے تعمیر کیے تھے اسکے اندر لایا عجیب وغریب عجائبات دکھائے ستر کوٹھے جی گئے اور آئے اسکے بعد وہ اعلی بارہ دری کے تہ خانہ مین جو مثل سویدائے دل کہ مقام روح مضمحل ہے ایک خانہ مرور سنگ موسی سے ترکیب دیا تھا بجای روح ایک طرف طلسم بنا کیا تھا درآیا نگار عالم کو وہان کا طلسمات دکھایا دیکھا ایک پری دش سر سے پانون تک دوشالہ لپیٹے مثل بخت مفلس سوتی ہی مانند نفس خفتہ دور سے سانس محسوس ہوتی ہے اسے جا یا سر سے دوشالہ سرکائیے فتنہ خفتہ کو جگائیے پرزاد ونے ہاتھ پکڑ کے کہا کیا غضب کرتی ہو حرف زیست زیر وزبر ہے سبب کرتے ہو اسرار امدار طلسم اسی جسم پر موکاہے ہواکو اسی دوشالہ پر روکا ہے یہ کہکے تخت منگا چارون کو سوار کیا سب ہوشون کو ہوشیار کیا اور آپ قریب جا اس طلسم کے منہ سے دوشالہ اٹھا شور نے سر عالم بالا اٹھا لیا عجب آفت آگئی تمنون سے ایسی ہوا چھوٹی گو یا کرہ باد مین سوراخ ہو گیا دیکھتے دیکھتے بربا دوخانہ خراب وہ جگر گوشہ سنگ لاخ ہو گیا ساتون طبق شق ہوکر ہلنے لگے شش جہت کے حواس خمسہ باہر باٹ ہوکر تن تیرہ ہوکے دہلنے لگے یہان تو یہ تہلکہ تھا وہان وہ صاحب کشف یعنی شاہ صاحب کہ توجہ ظاہری وباطنی مصروف تھی پرزاد ونکے پرے تیار انکی فتح پر موقوف تھی جیسے یہ کارخانہ برہم ہوا تھا شاہ جن کو حکم قضا شیم ہوا فوراً اشارہ پاتے صدہا پرزاد سایۂ اقبال سان سرون پر اچھا گئے نگار عالم کے گروہ کو تیزرو نقش سلیمانی ساری عجائبات طلسماتی پہلے ہی سے پیش نظر تھے اس ہول پرستانی مین شاہ جن کو پہچانتے شہزادے وزیرزادے کہ جی مین جی آگئے انجان گھبرا گئے وہ اسکے تخت کو برابر آتے وہ دونون عاشق ومعشوق کو اٹھا

اپنے شغف تپہ بیٹھا سے آزاد باقی ساتھی برہبری فوج شاہ جن پیچھے سے آتے ہر شام تک منتظر رہے
اسکے بعد مدت پھر اس غوث زمانکی زیارت نصیب ہوئی کحل الاقدام سے دیدۂ بخت کور کو بصارت
نصیب ہوئی شاہ صاحب نے شہزادۂ نگار عالم کی پیٹھ ٹھونک کے ارشاد فرمایا کہ مبارک تیری تو آرزو
پوری ہوئی با مراد حاصل حضوری ہوئی اب والدین ناشاد کا دل میں یہ ان آباد کر اپنے کشتۂ شوق دیدینے
ناہید شہید کو یاد کر یہ سنکے نگار عالم کے سینہ پر برچھی سی پڑی جان لب پر آڑی آنسو ڈبڈبا دست لبستہ
ہو عرض کیا کہ فرض کیا والدین میری دید سے صبر یافتہ ہونگے مردے کیونکر زندہ ہونگے اس فقیر نے
فرمایا صاحبزادے قادر قدیر مین سب قدرت ہے یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ
اسکا فرمان واجب الایقان بر صداقت ہے جبل المسیح نام ایک کوہ یہاں سے چند کروہ ہے وہاں ایک
مجذوب حضرت شمس تبریز کا دیکھنے والا صاحب نظر آفتاب محشر ہے انشاء اللہ الملک العلام یہ کام
اسکے قدمون کی برکت سے انصرام پائیگا تو فائز المرام گھر جائیگا یہ فرما شاہ جن کو اشارہ فرمایا بو
نعش ناہید کا اٹھوا منگایا ادھر مجذوب موصوف کر آئینہ مصقل بر قطب الاقطاب کا ارادہ منضمر
منعکس ہوا فوراً حاضر ہوکر نور فیض گنجور غوث شمس الدہور کا مقتبس ہوا قریب نصف شب جیسے شاہ
صاحب سب کے سب حلقہ باندھے بیٹھے تھے کہ دفعتہً ایک ستارہ ملون نہایت روشن ٹوٹا صورت دور دو
پھیل گئی تیرگی لیل گئی وہ مانند جواس سر گریبان کے ہاتھ سے چھوٹا نگار عالم مستقل مزاج نے
آنکھ پھیلا کے نگاہ جو کی دیکھا اس شمس الضحیٰ کے مقابل ایک بدر کامل دست بستہ ادب سے سر جھکائے کھڑا ہے دیدۂ
حق بین کو جنبش نہین گویا پاسے نگہ مین رعب کا لنگر پڑا ہے بر کیصورت رعب دار اسد اللہ الغالب کا
یادگار سات ہاتھہ کا قد بعید رشد و مد جسم کندن رنگ زعفران تہمد سر کے بال کمر میں سر کے بڑھے ناخن
ناخن خم سے بڑھے دیر کے بعد قطب الاقطاب نے سر منکسر بر نگر کو اٹھا اس بالا بلند کو ملاحظہ فرمایا اسلام
کے بعد معانقہ فرمایا پھر پاس کی سمت انگلی اٹھا ارشاد کیا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا کام فرمائیے
اور علما وامثی حدیث قدسی کا استفادہ عام فرمائیے یہ سنکے وہ غرق مہر شمس تبریز مانند نداے ستیخیز
آتش کے گرم خیز ہوا اور بوٹ ٹھکرا کے قم باذن اللہ سے ساغر آب حیات لبریز ہوا سبحان اللہ لا اعلم لہ

مردان خدا خدا نباشند + لیکن ز خدا جدا نباشند + مولوی معنوی رحمہ اولیا را ہست قدرت
از الہ + تیر جستہ باز گرداند ز راہ + لات کھاتے وہ بت نازنین صندوق سنگین سے چھینک کے اٹھ بیٹھی
حسین بیجا پر تیوری چڑھا غصہ آتا بسنے لگی اپنی انا آتو دن کو خفگی سے پکارنے لگی شہزادی نگار ارم دوڑکے
گلے سے لپٹ گئی وہ متعجب ہو بولی ایں آپ ابھی تک یہین ہین نگار ارم نے کہا آپکو کچھ خبر ہے دیکھیے تو کسکا
گھر ہے آپ نے نئی نئی صورتین یہ غور کین خلل دماغ ہو گیا ہذیان بکنے لگی ایک ایک کا منھ تکنے لگی شاہ صاحب نے
اصلاح دماغ کا علاج کیا شربت دیدار نگار عالم پلا کے صحیح المزاج کیا تب وزیر زادی و شہزادی ناہید سے
ملکر ملنے لگے دور و ساری کارگزاری کا احوال کہا شہزادہ نگار عالم کے ہاتھ آنے کا مآل کہا نگار عالم بھی
اُس بزرگ کی آنکھ بچا ناہید کے پاس صورت حواس یا مثل حمائل گل گلے سے لگایا تب آپس مین پیار
ہونے لگے گوہر شکر چار سمت سے نثار ہونے لگے تین دن تک پانچون کا جلسہ بشکل حواس خمسہ
مجتمع رہا تماشے وصال کا ایک ایک خاربِ حال نے صدمہ سہا چوتھے دن اُس محسن سے سب نے رخصت
طلب کی چشم تر ہو ست وعدہ تشریف آوری وطن کا شاہ صاحب سے لیکر آمادہ سفر ہوے بہار عالم وزیر
زادے نے اپنے ملک لشکر مع سامان کر و فر منگایا سب افواج فیروز بہار ارم وزیر زادی دلسوز نے
بھی دار السلطنت سے سامان سفر منگایا بصد شوکت و شان سمت اقالیم ہندوستان کو توجہ ہوا اتفاق
وطن مین شہزادہ عامل المحن کا احوال پوچھ ہوا جسدم سرحد ملک مین پہونچا ایک میدان پر فضا
[illegible] ارم کا قیام ہوا وزیرزادے کو ایک منزل پیشتر جانے کا حکم عام ہوا اب ادھر
کا [illegible] شہزادہ حسن اساس کو عزبا [illegible] سے آڑا تھا جناب ظل سبحانی خلیفہ ربانی
کے [illegible] شاہ ثریا جاہ کو کمینہ کو مرتبہ یاس ہوا تھا گریہ و زاری کا عالم بیقراری کا دھیر ھر
کا [illegible] سلک بخیہ مژگان سے بدغا تھا نور چشم کے غم مین نور بصیرتا نظر مبارک مثل مہر کبرا [illegible] نام
دیکھنے کو رہ گیا مہر سکوت دہن صرف کہنے کو رہ گیا ایک شب کثرت اندوہ سے خاطر شریف مین خیال آیا
کہ صورت یاس تلب لشکر مین جاکر ملک مختار الملک کو سپرد کیجے خود شل آبرد سے خاطر نشین گوشہ انزوا کیجے
یہی تصور تھا کہ دفعۃً شبرنگ نوم سے بے ہوش سر اُس بیدار مغز کا گھبرا کر نکل کھڑا ہوا نفس میرانی وزیر

روح مقامی سیر خرابی شہر کو چل کھڑا ہوا اس عرصہ مین مبصر معلق نے مبشر مشفق کو بھیجا کہ جناب
قطب الاقطاب فقیہ دبدل مدلل لاجواب بہ قدیم قریب از عدیم بعید مولانا شاہ عبدالرشید صاحب
قدس سرہ جنکا اوصاف بالکل افسانہ مین صاف صاف مرقوم ہین سبکو معلوم ہین سیہ خیمہ خواب شاہ
غمگین و بیتاب مین تشریف لائے شیرین زبانان کلمات تسکین و تمکین ادایان مژدہ مبین صدر خاطر
حزین مین مسند نشین فرمایئے ارشاد ہوا کہ خانہ خراب شدہ آباد ہوا اشاد ہو اسیر کار بند ہو جو کچھ ارشاد
ہو شادی کا سامان کر عنقریب وہ کاروان ہے نامرادی کا گھر ویران کر نصیب وہ ارمان ہے یہ مژدہ سنکر
شاہ مانند بخت بیدار ہوئے فکر تشفی دل بیقرار مین پڑے افکار ہوئے بخیال خوردہ گیری مدا معتقدان
روزگار چند سانڈنی سوار خبر رسانی کو پوشیدہ بھیجے بشکل شتر کینہ بطنیتان نہان متر کہی تھے ہوئے
ہرکارے ہوا سے مژدہ بوے مراد مین بطیب خاطر ملک کے سرے شہر کے ناکے پر معین فرمائے اکثر وہ ہوا آ
قریب و جوار مین مانند فکر خارجی دوڑے اس اثنا مین بہار عالم وزیرزادہ بھی مین فرس نسیم بشکل
شمیم آدھمکا غم کی آسمان پر کوکب طرب چمکا شہر پناہ کے نگہبان بحیرت مانند چشم در داشتا آکر جوہر
پر آشوب بولی کہ شہر پناہ مین حصار سنگین کے اندر فوج غنیم مثل خشم لیئم آگھسی قلب صدر مین ہیبت سمائی
یہ سنکے بادشاہ چشم براہ کو یقین آیا کہ اپنا نور بخش دیدہ حزین آیا بیتابانہ زمین پر گر کر سجدہ شکر ادا کیا
وزیر اعظم بہ دیدہ پرنم وا کیا وہ بادشاہ کی آنکھ پاتے مثل اشک بشاشت خرم و خندان نکلا اپنے نور عین
بہار عالم کو پہچان سکے بے چین ہوا گلے سے لپٹا رونے لگا لب پر گذر شیون و شین ہوا مانند درد کھا صورت اشک
پانون پر گرا عجب عالم جانبین ہوا بہار عالم نے اپنی سرگذشت فرقت بر وقت عرض کی تشریف آوری
نگار عالم کی ساری کیفیت عرض کی بعد درخور دبحساب وزیر اعظم بیتاب مع بسیر خود نگار عالم کے استقبال
کو چلا سیماب با جگر پارۂ حسن کے وصال کو چلا نگار عالم مضطر دورے وزیر اعظم کو دیکھ کر فیل فلک شکوہ سے
کودا کالی گھٹا سے برق و دامن شب تار سے تارا ٹوٹا وزیر دلگیر نے دوڑ کے گلے لپٹا لیا داغ جگر پر پھاہا
لگایا نگار عالم وزیر اعظم کا ہاتھ پکڑ ہاتھی پر چڑھ گیا حوضہ مین بیٹھے کا اصرار کیا ندیم فہیم
نے خلاف داب بیچہ برابر بیٹھنے سے انکار کیا اور سرگرم خوشی جتا دونون تو بعیت کو پیش نظر ہٹا

آپ خواصی مین بیٹھا صل علی کیا جوبن تھے شب فکر بلند مین ذہن میین کے سامنے دو مضمون روشن
تھے عجب کر و فر سے شہرستان بیکسی مین آئے جیسے خیال عیش دل مفلس پر ہوس مین آئے
دیکھا سیر بازار چند شتر سوار شکل نگار رابلہ بیہودہ دوردمی دکھاتے ہین باوجود مشاطہ ہر شخص سے پریسان
گیسو کھولے آتے ہین ادھر شہزادے کی فوج سبزی پوش ہشیار ادھر آگئے آگے سوار رنگی قطار سفید
پوش مثل تخیلۂ صوفیان لبریز دبیوش پیچھے ہاتھیون پر عملہ سرکار قلب لشکر مین تخت روان پر شاہ
شگفتہ دل والا تبار گویا تماشائے زعفران زار سے بشاشت کے ہراول مین امواج تبسم شکر لب قریب
پہونچتے دونوان دل کے پیدل و سوار مریض دیدار ایک دل ہوگئے نسخہ مفرح مین گونہ انفراح خاطر
کو ورق نقرہ و طلا حل ہوگئے جسدم دونون غول صورت ہوش و حواس ٹھہرے پیادہ و سوار
ایک پاس ٹھہر سے نگار عالم مضطر والدین تمنا کو دیکھ کر ہاتھی پر تڑپا ابر غم مین اضطرار کا کاندہ شب عید
عاشقان مین وصل کا ستارہ چمکا فیلبان نے ہاتھی بٹھایا جلودار نے زینہ لگایا ادھر شاہزادہ آدھر ظل سبحانی
دل دادہ پیادہ ہوسے دونون آرزومند خمیدہ قامت تا سے زیادہ ہوسے بادشاہ نے لخت جگر
جانکاہ کو مثل شادی عید زخم شہید سینہ سے لگایا آنکھین ٹھنڈیا فرمایا **مؤلف** سہ پھیر دیکھو گا
پلٹ کر پیچھے مین سرگردان ٭ بخت برگشتہ سے اپنے تو یہ امید تھی ٭ شہزادہ نگار عالم کی روتے
روتے ہچکیان لگ گئین بادشاہ از خود فراموش نے پلکون پر اشرفیان یاد فرمائین لائی شر شک
پر موتیان کی لڑیان لٹائین خفتہ بختون کی قسمتین جاگ گئین خرم و خندان مع جملہ مصاحبان
مصاحب منزل مین تشریف لائے طوایفون کے طایفے آئے مبارک سلامت کی دھوم ہوئی
طالب دید بادشاہ بیگم مغموم ہوئی یعنی شہزادہ کو والدہ ماجدہ نے محل مین طلب فرمایا یہ قرۃ العین
عین ایوان مین صورت بینائی تابہ تا ثانی آیا مخدرات معلاتیان گرد اگرد ہوئین صدقہ سلیمان کا
لاکسی نے بائین ہاتھ سے خیرات چھوا تیل مین ماشون کو ڈالا ملکۂ عالم نے آنکھ کے تل کا تیل
اور دانۂ سرشک و مرغ جان و ار انگار عالم نے ورم داغ مساحرت کی نذر دکھا عیث ارادت
زہرہ صورت کو قدمون پر آتار اید آسکے بعد دن محبوب جان پری زاد پرستان کی طلبی ہوئی

نواب ناظرین سنیے آیا ناہید پریزاد دریوین کی رانی زہرہ جبین حورنژاد دونون دیکھی بھالیون کے
سب کی آنکھون مین اقتضاے لیاقت مرتبہ پایا حسب حیثیت خطاب پائے رہنے کو شیش محل رشک
پری غیرت حجاب چشمۂ آفتاب ملے تیسرے مرتبہ سیدہ غنچۂ ناشگفتہ نگار ارم روے وصال ندیدہ
کو کئی کرور کا سامان دعوت تواضع فرما کے پیغام کہلا بھیجا کہ واری صورت تمھاری ایکبارگی دیکھ لے
جسمین فراق دل و شتاق رہے دیدۂ دل دید کا مشتاق رہے کہ رویت ہلال کا ہر ماہ عالم
مشتاق ہے باوجود حسن و ضیا آفتاب کو ایک نظر دیکھنا شاق ہے جب تک آپ باغ بےنظیر مین
رونق افروز ہین شادی کے چند روز مین پھر انشاء اللہ عجب بی رونائی ہے تاعمر یکجائی ہے
یہ کلام پاکے نگار ارم و بہار ارم دونون نازنین باغ بےنظیر مین آ ہین دوسرے بوستان
بےنظیر مین شادی سے ایک ماہ پیشتر بادشاہ بیگم یا نگار عالم و بہار عالم آکر جلوہ فرما ہوئین جابجا
سے شادی کی تیاری ہوئین آرایش جشن کا تزئین و اہتمام باغ کا انتظام تمام خامی سے
زبان پر آ جانے فوراً قلم ہو جاے انوار قدرت الٰہی کی روشنائی پھیلے ظلمت مداد صفحۂ کتاب
سے دھو جاے تیرگی مذمت کفر و جہل کی کونین مین روشنائی ہو جاے نام قوت نامیۂ تختہ
قرطاس تختۂ چمن حدود تقریر گلشن محیط تحریر ایطالہ گلزار گلزمین مین اشعار خاک خطِ غبار کیاریان
قطعہ بند حسان عجم روشن روش قلم خط گلزار گل و بوٹے کی بہار خط سنبل سنبل کی کاکل
خط ریحان کی راستی سے سرو صنوبر سبز خط آزادی رنگین الفاظ کی نشست و برخاست دیکھ
کے سن ہون یا برخاستہ خاطر ہو کر اپنی جڑ کی آڑ چمن مین افسردہ ناخن ہون سنبل الرایح
سے ہر یا دریاے رنگین شاہد معانی اوصاف جوانان چمن کو سلسلۂ گفتگو مین پابند کر سکے نال
گین تسلسل آبشار کلام آبدار درخت شجرۂ نسل باغبان پھل ثمرہ مع خوان خلاصہ یہ کہ جسکی
تحریر تعریف کے وقت اگر گل مضمون شاخ سطر سے پر پھول بلبلون کا ہجوم ہو ظاہرہ صفیر بلبل مفہوم ہو بجہ کاتب
تشکل طاؤس ہزار ہو کر داغ حسرت کو صورت ید بیضا سوے گردش حروف پر سر دست مست ہو کر
رقص کا مزہ دیوے خشت الماس کی چار دیواری مشک و زعفران کی گارے کی جڑائی ساری

پری کی صورت پیاری پیاری ستارہ آذر سنگ تراش جیسے دیکھ کے تب ہو جاہین آنکھین پتھرائین نامی
درخت تامی سے منڈے روشون پر دو رویہ جھاڑ قد آدم ایک ڈال کھڑی کیداس شمعین سبز جابجا
جڑے دل پر اشتیاق کی طرح تیل پانی مین سراسر جلتے تھے راسے روشن ابر پرواز کے پر پڑتے تھے لگتے
پرون قربان دونون باغ کا ایک ہی سامان مانند بہشت شداد دو موقع کے دروازے
یکرنگ مثل مطلع غزل شمس تبریزی بلکہ خط معکوس مین قطعہ فردوسی یا آفتابی دایرون
مین دیباچہ تسمیہ خط گلزار مین نسخہ فردوسیہ دونون کے مابین مین ایک میل کا فصل تھا ہر ایک
مین سامان وصال پنہان مانند آرزوے وصل تھا طبل سبحانی نے یکبارہ پیشانی ہر ایک رفع
پریشانی شاہزادیون کو مجتمع کیا سو کی سنیچر تیرہ اختر کا کل موہوا احوال پوچھا النّاس کاسنانِ
المشط جیوتن سے متفق اللفظ جواب جواب دیا تین تیرہ تئیس آٹھ اٹھارہ اٹھائیس کو
کوتال پال کے بارھوین تاریخ دن دوشنبہ کا مقرر کیا وزیر اعظم کو خومت عمرو ہی ہاتھ آئی
دلھن کیطرف کا کاروبار اسکے اختیار مین ہوا دل کے گھر کا سرانجام سرکار مین ہوا عمر کا نشان
صفحہ جہان سے دھو گیا یہ مژدہ سنکے داروغہ آتش خانہ کی بیٹی تر ہوئی پھول کے گولے کی قطع
ہوگیا گولہ انداز دگلے کسم نباتی ڈٹ ڈات سے گل چھڑے آڑانے لگے رہکلے بیکل ہوے
گردون کا دل اچھلا کینہ و کرد کدورت سینہ مین توپ کر قہر ڈھانے لگی چرخ کا جی چھوڑانے لگے
نوبت باین درجہ رسید کہ شہنا نواز و طبل باز و ان نے تریولیون پر آسو پچاس کوس کیا اطراف
سادات مین جابجا یہ مژدہ پہنچایا عمر کی مان نے کب دھونسا کھایا تھا جو ٹھہرتا کوس رحیل عالم میل
سے پوچھا اب دلھن کیطرف سے یا تجھے کا جوڑا روانہ ہوا متغیر رنگ زمانہ ہوا سبحان اللہ عجب جوڑا
جسے دیکھ کے رنگ صحبت احباب آڑا کہ سبھون نے دوڑ دوڑ کے دیکھا جوڑ کی لون سے رنگ مزاج
معشوق ملون مزاج ذنگ تھا چہرہ بشاش کا رنگ تھا ہنڈیان عبرت کو تر و تند نبات خبر
ساتون کے سرون پر گنگا جمنی خوانون مین گویا معشوقہ مصر کی میٹھی میٹھی باتون کی ٹکیان سامعہ
کی دو کانون مین چو کی جڑاؤ لوٹا جیسے نقش مراد کرسی نشین عقدہ تمنا یا سالک نقرہ الکن حضرت کلیم

بردامن طور سینا یاقوت کے شمعدان کی دان وکٹوری مین رشک مشک سے ناگچی روز بنا گویا دل پر خون شک
مین بوسے دھال نہال شیر نوشی کو کئی سے سینیون مین دینار مین زر سرخ کی تھلیان نو ایجاد
سینہ پر ارمان مین حاصل نقد مراد پردہ چشم شرکی انگی حجاب وصل کی اٹھانے والی علاوہ اسکے
اور بہت سے خوران عطر تیل اور اور سامان کے نہایت دھوم دھام ترک و احتشام سے ساری
آرایش بعد زینت وزیبائی نوشاہ کے گھر آئی ساچق کے دن آئین کن کے سو طلائی و نقرئی تھلیان
دہی سے بھرین آئین مچھلیان شب جبین آئی ماہیت کمائی آخر تنک کم ظرف پر غل ہا سے
مانند دہی بے آب سینہ چاک ہو کے لوٹا لوٹا پھرے رکابی مذمت سا کاسہ گردانی پر تل رہا ہے
سو لاکھ جو گھڑے بڑے بڑے کوزہ ہاے قند میوہ سے بھرے جنکا ایک جو گھونٹ گر کر سپہر کے
خواب خرگوش مین آئے ساری رو سیاہی ہرن ہو جو کڑی چوک ہاے آرایش کی زیبایش
پرستارون کا جھرمٹ ٹٹی باندھکر گرا پڑتا ہر اختر کی متاع جگر گئی لٹ تو تشا [illegible] کی دید سے عاشق
ہاتھ سے چھٹ گئی اور بنا نازک فلک ابرک کے جھاڑ دیکھکر بنات النعش ہکے بکے [illegible] پر پھول کر رہ گئی آہ
پر شہد کا صدمہ سہ گئی منھدی کے احوال مین زبان [illegible] ہے رنگ [illegible] دلگردن اپنے ہاتھ مریخ کا
خون رو سے شفق فق عازم شبخون ہلال ہے برات کی شب شب برات نہین آتا تو ہے زبان درازی
اسکی مدح طرازی مین آتش بازی چھٹ رہی وہ بات نہین [illegible] عالم جہان تلمیع شندلان
کا فروغ کم ہاتھ کے تل کا تیل یا خال دلارام کا تھا روغن فرہنگ [illegible] کا دہن کھوپری کی عوض
مغز بادام چشم سیہ فام کا تھا جھاڑ قدم آدم الماس تراش قدم قدم پائے گاڑ دیے تھے کہ ظلمت
کفر و سیہ کاری کے نشان عرصہ دہر سے جھاڑ دیے تھے تخت روان پر رامشگری ہر رشک پری
لی دیکھ کے بولی فلک ہفت اورنگ پر آسم کھاٹی دولھا کی سیج دھج پر عروس لیل نے لیتے نوشاہ
روز کو چھوڑ کر منھ کالا کیا چراغ قمر داغ جگر کو جلا دیا سیہ خیمہ غم مین آبیٹھی پلٹنون کی قطار دیکھ کے
شہسوارون کو [illegible] داراگین ابلق ایام دہرہ سبزہ فام کی تھام کے پلٹنے پر تیار ہوئی
چھ ہزار خواص بر دار و [illegible] دیکھ کر [illegible] سپاہیان [illegible] پھینک کر روشن ہوا ہوش

قرار ہوے سانڈنی سوار اپنی دوڑ دھوپ کے سامنے گردش گردون گردان کسمند باد ہوائی
کو شتر گو شمار کرتے احمقون کے ذہن گو دار بیش خویش بلند پرواز گنبد جیسے کوڑے نے باندار پرچھی
والے اس نوک جھونک سے کہ کبھی دیکھے نہ بھالے طبل کی ندا نقارون کی صدا سنکے توپ
دمدمہ سانڈنکا ماہی مراتب کی جلوس دیکھنے کو خسرو خاور باجلوس تیرہ وار دان شعاع شکل بید بیانات کمر
آستین سحر نوبتکا آواز شہنائی اور ارغنون کی صدا پر آوازہ بوعلی سینا ... جہل کسر افتداعود سوز
رشک مجمر فلک و دل عاشق پرسوز مین صنع سپہر و سرو بنیارک ... کا گو تدبجا ... شرقی
پچپن سانچے والے زربفت و اطلس پوش گویا دست فلک مین پختہ ساختہ شرقی چرخ کمخواب کے
شب بھر یہ جلسہ خواب و خیال پیش نظر گشت برات کے ساتھ مین تھا صبح کو جو آنکھ کھلی تو پختہ
ہاتھ مین تھا ہاتھی فلک شکوہ شان کفار رشک بخت اصحاب فیل بھی روانی مین آبرو ریزہ رود
نیل تھے نگار عالم ظل آلہ نوشاہ نے اپنی جھول پر عجب رتبہ پایا تھا اقبال فریدون پر اونچا
کا سایہ تھا غرض بڑے اہتمام و احتشام سے گیارہ لاکھ آدمی کی ازدحام سے دلھن کے گھر برات آئی منتظران
کو لوٹ کی گھات ہاتھ آئی مشاطہ نے بڑھکی لولاسی چھوائی کسی نے جھنگلیا مین مہندی لگائی کسی نے
دلھن کی جھوٹی مہندی کا پانی ڈالا حاسد تو تخواز زربانی ڈالا اسکے بعد محفل مین دولھا دلہن آرام بانقا
آیا دیدہ حیا مین شرم و چشم منتظر مین خواب آیا چشمون کی چشمین جھپک گئین دیکھنے والونکی آنکھین
لگ گئین بشکل آواز نوشہ کے بیٹھے صد ہا یعنے بھانڈ بھگتیے قوال
عین اللمال کے مثل جوبن آ گئے ناچنے والونکی تیلی و تیرتی دلہہ کرپا نگہ مین لنگر تھے جگہ ہل
نسکتے تیلیون کے کرشمے مد نظر تھے قریب مجر قاضی مثل قاضی فلک ... مشتری خصال ... پاس آکر ملک
محبت کی مالگزاری پر پھر اس غیرت مہر کا صوت عہد گریبان باندھکر ... فوقیت کی ... کے
دونون کو راضی کیا شادی منانے والے مبارکباد گانے والون ... کا شہر لیا پھر ... مین
جانے کی نوبت آئی ہمسنون نے رسمون کے چلے مین بری گت بنائی ... آرسی ان آیت ... کے
مقابل مین لانا خدا کی زبان ناحق کھلوانا خلاف ادب و امر لاحاصل تھا اودھر ...

آئینہ دل مقابل تھا سورۂ اخلاص آیت جانبین باہم کی مسکوت کلام جانبین بھی کافی تھا زیادہ حوصلہ حیا کا منافی تھا آخر جب سب رسوم مرسوم سے آن الیلی اور دیکھی بھالیون کے ہجوم سے مہلت پائی ڈومنیاں اور چوڑیوالیون نے الکوہن کے میل مین پائوہتی گائی نہی والون کی بگڑی ولد کے لوگون کی بن آئی نوشاد نقش مراد وخشاہد مدعا بوٹا سا گودمین اٹھا لے بیٹھا اسی ترک سے پھر باغ بدرمینہ مین آیا یہان کے رسمون سے فراغت پا جلیسونکے جلسہ مین آبیٹھا ہنسی قہقہہ مین دل بہلایا بہزار انتظار صورت شام نظر آئی پہر رات گذری جب کھانے پینے سے فراغت پائی دولہا کی دائی سالیونکی طرف سے بلانے آئی یہ عندلیب خزان دیدہ جور ہجران کشیدہ ایوان رشک گلستان اندرشل بہار ارم وغیرہ سالیونکے مجمع مین آہنسا کھلکھلایا پہر کے بعد اس گھڑی ساعت کرنا بس آیا اینونکی تانک جھانک سے انگور زخم پر رفو کئے رہا بہ وہ راز چھپنے کی خوب ہنسو ٹھٹہ سے رہا

شاہنشاہ اقلیم شباب کی حملہ آوری کشور زفاف پر جنگ زرگری

لیکن نصف شب کو جب بوقل قمر خستہ جگر شوق وصل لیلا سے لیل مین با سپاہ انجم نجم وحیم بعزم شبخون برودنیل کہلشان پر آٹھکا اور سیستان ظلمت شب کا جتھا مانند قوم لیلا بقصد مجادلہ مقابلہ مین آڈٹا تھا عالم تشنہ زلال وصال نہ رک سکا یعنے شاہنشاہ شہوت نفسانی کہ اقلیم شباب فسحت آباد دماغ مین بمشورت مشیر تحریک شیطانی جسے خناس بھی کہتے ہین اور اس اقلیم کا عقل کل ہے نظم و نسق مین اختیار بالکل ہے چھوٹے بڑے لنگوٹ کے کڑے مقرر رہتے ہین وسائے اعضائے رئیسہ پر حکمرانی کرتا ہے تمام انسان و حیوان تابع فرمان شاہ و گدا کی حاجت روائی بآسانی کرتا ہی عزم تسخیر کشور بکر کی دارد گیر پر بادن اثر ن لیکر حملہ آور ہوا تختہ یونان خرد زیر و زبر ہوا واہ کیسا کیسا جوان پلنگ توڑ حریف مقابل کا جوڑ ہمراہ اس شہسوار کے ہی ناکارہ بین تن تنگ ٹھکن مساس مقدمۃ الجیش پامال کن فوج حسن و جوبن اختلاط مخلعت کا دشمن بوسہ و کنار سے میٹھی جوان جو بات ہی بات انسان کو راہ پر لگا دیتی دیکھتے دیکھتے سے آبرو کر الیکن چھیڑ چھاڑ گالی کھانے کی نشانی دشنام کی دشمن جانی اور خود بدولت

اس ٹھاٹھ سے کہ زرہ حسرت زیر جامہ جرابِ ڈاٹے سلاح صلح سے جسم انور آراستہ کیے دل اُچاٹی چار
آئینۂ اشتیاق رونمائی کی لگائے تمشیر آذری تیسیدہ قامت و فروتنی کی مجوج کج ادائی کا نیم رخسارے
بے اعتنائی کا لہو چاٹنے چمکائے اور سپر عذر خواہی کی پشت گستاخی پر کہ شاید موقع پر بگڑ جائے
تو یہ بات بنائے وار تا ز عزم ادا پائی کی ہاتھوں میں ڈھابنت کی کمر ہمت سے لگی بناوٹ با تو بین کمند و دم
دھاگے کی خوش آمد کی ہرنے پر پڑی ہے یہ حسرت نظر بازی سے ترکش تماشا بھری کمالٹھوں ہم آغوشی کی
قربوس کنارے لگی سنان طعن و تشنیع غمزہ اظہار محبت کی ہاتھ میں چستی پھرتی ساتھ میں چتر سایہ
سیہ مستی بالائے سر گرز حلم و شتام تواری و نازبرداری کا تحمل طلوار کی دوش پر صدائے دورباشی
جھوٹی قسم کی نفیریاں عرض و طلب کی زبان مدہوش پر چابک سواران ہجوم شوق جلوس و جلو میں
خود سبز رنگ مستی پر سواران گرمی تیغ کرنے کی ردین یہاں عادت نسوانی گرامی کی رانی ہستے
عفت عصمت و شرم و حیا انیسیاں لاثانی نے آگے ہی سے اپنے حسن حسین و حصن حصین کا بند و بست
قرار واقعی کر لیا تھا سد حجاب و حیطہ احتیاط کا گرد حصار کھچوا دیا تھا غیرت کو گاڑی میں بٹھلایا الھڑ پن کے
حواس لے رگ و بم کی تڑپ سے تار برقی بند ہوا یا واہمہ مخبر بات بات پر گویندۂ تعلق دربردہ گھات پر مہر
سکوت قفل مرر دست امتناع کی ہاتھ دوربانی گھڑکیا کو عہدۂ دیدبانی نہیں نہیں کی بعد اتعین بہ
زبانی بخیری کو خدمت فریب دہی دریوز سانی تیور تیر اندازی تیوری کماندار ناز بہ انداز سپہ سالار حسن بالکل
فوج کا جرنیل سنگار کا مطلع پیچ و خم اپیلی خنجر گذار و نکا خیل حسن حبیب موج تبسم گیسو کو عہدۂ کمند افگنی
رکھائی کو خدمت خاطر شکنی دشنام خانہ جنگ کی نیام میں گالی کی میٹھی چھری دھری ہاتھ مروڑ کے
کجباز اور کوسنے زبان درازمین کاٹ پیچ کی بات بھری تبسم گلہائے زخم کھلانے پر کلام مردہ دلوں کے
جلانے پر ترحم و اعتنائی کی گھاؤ پر مرہم دھرنے والا بناوٹ کا رونا گرمی میاورت و تولہ سا حسرت کا مقتضا
کر فروالا غمزہ انداز صبر و سکون کی غارتگری پر ممتاز لگاوٹ کو بلی ادا بارنے میں کمال مشتاق کا جیں
ترکسواری میں افراسیاب کی ابلیس مردم فریبی و قزاقی میں اُوذن کی یادگار دلربائی ادا دلبری میں حبیبہ طرار العرش میں کوتیس
ہوتے پہلے سلسلۂ تقریر کے بلیدار و غلیے کردار زبان تیز کی سنبھال میدان فصاحت میں قدم نکال کے شکوہ کر گکر

پھر جھاڑ کر بات کی بات میں سرنگ لگادی باروت شوق بچھا کر پوشیدہ زمین دل میں راہ کی ہستو
ہانک بھانک کا دغدغہ جا بیٹی کا مورچہ تھا کہ اسی آلات سے ایک دوسرا فوراً دم راست کر لیا تھا حیلہ [illegible]
کر دم سے دیکھ بھال کی جھالیان تھیں سقای سینہ کی سقائی پر عرق ریزیان تھیں چھیڑ کا ہو کا لطف
دکھاتا تھا چھینٹے دیدہ لڑاتا تھا خواہش میر آتش ذی جاشنی بوسہ آبدار سے تاکید مزید عقل کے پانچوں پانی
بھروایا سیف قن پر پانی دینے والوں سے پانچوں کی پانچوں میں رال کو گھلوایا نگدھا در ماں تھا جنگ
زرگری کا سامان تھا بادشاہ مذکور [illegible] صورت نے فوج کو خدمت بانٹی شروع کین حسب لیاقت جگہیں دیتا
میمنہ میسرہ آسن شہسوار [illegible] مساس میتر کار کو عنایت ہوا جناح ساقہ و کمینگاہ بوس و کنار اختلاط چھیڑ چھاڑ
کو مرحمت ہوا اور خود دیدہ [illegible] قلب لشکر میں جوشش مستی سے سر میں فیل مست دھینگا مشتی [illegible]
کچھ کچھ آگے تاکوئی معرکہ سے بھاگے ایکبارگی مساس چالاک دست ذی ہوس ہوس کو برچھی سے سلک [illegible]
کروتی تھی دونوں لشکر دیر تک تمام تامی سنیہ سی بقعۂ نور کی صورت روشن تھی اور جوشش انکی سقف [illegible]
محافظت کو متعین تھے [illegible] ساتھ [illegible] صدای اف اف کی نقیب نے ایسا للکارا کہ تیوری کمان ذی قوس
ابرو چڑھا تیر نگہ مارا [illegible] بوس و کنار نے بھی شمشیر شوق کمر سے گھسیٹ قبضہ چوم کر میان سے
بی دھمکی گھرکی چشم نامی ایک بجلی چھیڑ چھاڑ نے گالی سے البتہ منہ کی کھائی اختلاط دید حرکات سب
درکنار رہے رکھائی کی بے اعتنائی سے ناچار رہے آہین آسن شہسوار کر [illegible] کار گذار قرینی جگہ سے
حرکت کی ٹھکنے کو کرکیتو [illegible] ہزار میل کاٹ کاٹا لیکن انکے ہوا خواہوں سے کسی متنفس نے نہ حرکت کی
کسو کی نہ جرات پڑی ہان لگاوٹ ذکسیقدر زبان لڑائی بناوٹ کی ایک ساعت نہوئی تھی کہ
بن پڑی دھینگا مشتی دست فیلوں سے گڑوں سے جوبن کے کنگرے مسکانے گر یا انہیں کھڑے سوار و سکے
رسالے اندر نہ جانے پائے یہ دیکھ کے مساس چالاک سوار نے تنکم قلعہ پر کاوا لگایا پیٹی پر دسترس ہوتے
انزال و مساک نامی گولہ اندازون نے موقع پایا فوراً گھواڑ کی دوراہی پر کہ ایک جھروکا سینک کا قفل کہ ابتدا سے
بنا سے بنایا تھا کبھی کھلنے نہیں پایا تھا دونوں گردون کو جنہیں سنی گراب [illegible] جھیروں سے بھری تھی
رنجھلے [illegible] اسی ڈھالے سے جوڑ کے نشست باندھ کر فیر کیا قفل کا خاتمہ بخیر کیا ٹوٹتے تو محشر بپا ہوا ایک ہی ایک

جھیتر گھسا گو نہین نہین بس بس کے دربان تکرار پر آمادہ ہوے پر کسی ذالک سُنتی تیغ ارادہ خوب چلی حسن و
جوبن شباب کی فوج مانند موج موجزن تھی سج دھج کی کمائی پر گور و کفن تھی طرار حیا کا رنگ نہ جماسی
کا خزانہ کائی لگا دھڑی دھڑی لتا کا چل سینہ کا جور زہر دم ساغر پر چار منھ سے لگائی سرشار رہتا تھا انکو تکی
دھار تیغ آبدار سے کٹ کٹ کے بہتا تھا لاکھون کی جان پر گرد ا آیا چوڑیان چور چیرا ہو ہین جو انکا گنا کھلایا
مآل کار **مصرع** ہوا کچھ ایسی تند ہی گل چراغ خانہ ہوا + یعنی جانبین کے دشمن جانی ناپاک ہمہ دست
ایمانی تہ خاک ہوے مشکل گل چراغ مرود پڑ مردہ چڑھی آتروا افسردہ سینہ چاک ہوے دنیا کا کارخانہ بالکل
طلسم ہے پانی کا حباب فانی اسکا اسم ہے ٹوٹتے ہی و لیکن جیسے زور شور آباد تاب اڑھی آبرو دریا سفینہ
کے ماتھے گئی ناحق خون پانی ایک کیا عاصی ذمت گناہ لیا ایک قطرہ کی جستجو مین دریا در یا الم اٹھایا
زمین کا پانی آسمان چڑھایا فکر مین خستہ دل برشتہ جگر سرگردان خاک بسر رہا بدن گھلایا بقول کسی کے
مصرع ای روشنی طبع تو بر من بلا شدی + خواب خیال مین بلاؤ کیا یعنی تمھاری بات بات
مین غم کیا سوز و گداز دن رات مین باہم صلہ کیا پایا آنکھ کھلی تو بخت خفتہ ہاتھ مین یہ ہاتھ آیا ممدوح آرمید
کا مداح سدا نامراد سوتے لڑکے کا منھ چوپان خوش نہ پا شا دیر مجھیر مثل راست نہین فہم کی کج
فہمی ہے ماہ نخشب کو کاست نہین اس ذرہ بمقدار کا ممدوح کالشمس نصف النہار ہر دیکھیے مطلع
داستان پر کیوان عالم انوار ہے ہمیر فسانہ مین مرح ممدوح مانند درد دوری در دل مجروح نہان
ہے چراغ مہر تہ داماں ہے آہنگ طبع نے اسی پردے مین یہ جنگ چھیڑا ہے ورنہ قصہ بکھیڑا ابھی یہان
سے داستان باقی ماندہ پھر کان لگا سنے نکات حسن و قبح سنیے جب دم جنگ زرگری کی آتش بستری
فرو ہوئی شیر دان خواب کی کارگزاری جو کچھ ان سو ہوئی کہ دونون سرمست کے سر پر مثل سایہ بر بست
آکر آرام کا انتظام کیا مانند طفل سستبد ٹھونک کے سلا دیا دو صاحب جیا ہم آغوش تھے بیہودہ غفلت
مین حواس و ہوش تھے صبح کو جب کشتہ بے ہستی وحشت سے چونک صورت برق حرارت حمام کی
نبض مین دونون جانونکی نہاد ھوا ایک مقام آرام دوسرا دربار عالم کی سمت آیا نصرت و ذلت نصیب
فتح زرتا شکست خوردہ ستے خم کا اٹھایا اسی دن کوکب ہند نے اس کیوان علم ورنج چشم کے

سر پر دیہیم زر مثل تاج قطب کیا تخت غیرت ہفت اورنگ پر بٹھایا اسی سن مین جلوس فرمایا تھوڑے
دنون کے بعد بہار عالم و بہار ارم خزان دیدہ نامراد کو پھلواری پھولی اسی طمطراق سے خزان فراق
سے نجات پائی پھوٹ کھیرے کی باڑی پھولی یہ بھی گلزمین عیش مین بفراغت چین آرام بہ آسانی
کرنے لگے نہر جوہر سے کشت گوہر آب پاشی تخم افشانی کرنے لگی بہار عالم باغ بے نظیر و نگار عالم بوستان
بدر منیر کی سیر ہو حلقہ آغوش وصل کے اسیر ہوے ایک شب شہزادی نگار ارم کو خیال وطن مین جو خواب آگیا
عالم رویا مین دیکھا کہ میرے سر سے میرا سایہ بلند ہو کر صورت ابر مطیر سر پہ چھا گیا اور اسقدر ہیبت سے
کر برسا کہ تمام بدن نہا گیا اسکے دیکھنے سے گھبرا کے آنکھ کھول دی اپنی ہم صحبت سے کیفیت کہی اُس نے
تعبیر فرط فکرت سے کی کہ سایہ سر پہ ستون کا سر پہ ہوتا ہے ادراک رہبر ہوتا ہے کہ ظل سبحانی تمہاری فرقت
مین صورت ابر نیسانی ہین والدین وقت تنگ فشانی ہین ایسے شگفتہ شہزادی بہت روئی اسکا بھی دل امنڈ
آیا جو آب گہر برسایا رات ہی کو تیاریان ہوگئین ارکان دولت مشیران مملکت جانفزا ہو کے ہمراہی ہر چہ جو طلب خاطر ہوے
پہونچتا قافلہ گم گشتہ کا شہر مصر مین ہجوم کثرت سے اور ٹلتا شاہ سکندر بخت کا رکس الدہر کا

دشت وحشت مین اتفاق تقدیر سے

جس دم یوسف شبستان انجم کاروان مانند عزیز مصر رود نیل نیلگون سے عبور کرکے مصر مغرب مین جلوہ گر ہوا اور
صوفی تباشیر سپہر مثل حضرت شیخ فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ گنج مہر تابان جو مین قرص خورشید دشت اخضر مین مہیا
ہوا شہزادہ شیرین کام نے کوچ فرمایا مانند ملاحت فصاحت ساحت دشت و کہسار مین آیا مثل
عندلیب گفتار لب آب بحر دخار مین آشنا شاہ سکندر بخت کا احوال یون سنتے ہین نکات مطلب کی نکتیان
معنے باریکیان یون چنتے ہین کہ جسدن سے نگار ارم رشک شیرین نہر جوے شیرین دریا پر دی تھی سلطنت وارب
شکوہ وار بخت سکندر بخت سے ہمشیرہ زادہ کو سپرد ہوتی تھی خود بدولت ذات کی سکونت واسی نہر دنیا بار کے
گھاٹ پر اختیار فرمائی تھی صور عبادت زیبا پائی تھی تمام شب آسمین آسکے فرق منت جھکا کے عبادت معبود حقیقی
مین مصروف ہوتا تا سحر روتا کہ یا خدایا میر حسن سے ملادے مجھ میرے محبوب سے + نہین تو مراجی
ٹھکانے لگا + سو غیاث المستغیثین جامع المتفرقین نے تسکین کی نشانی بھجوائی کہ بہار ارم زیر زادی

ایک منزل پیشتر باقلیل لشکر ابن رہبشت کی اندر آئی قریب شام کھانڈہ یارہ روہیلونکا دستہ سہرا اتبا وہ دن
کارسالہ شہر پناہ مین پونہچا خیال شریف آسا گلو سے تشنہ جانگاہ مین پہونچا بہار ارم عماری زرنگار زرق
برق سے اُتر گئے در نیم بار خاص مین آئی آغوش سحاب سے بجلی کی چمک دیدہ احوال مین آئی اندر
قدم رکھتے بادشاہ بیگم والدہ نگار ارم سے آنکھین چار ہوئین لبکہ روتے روتے بصارت غم قرہ باصرہ
کو نذر کر چکی تھین نہ پہچان سکین در پے استفسار ہوئین اسنے آتے پانؤن پر سر دھر دیا رونا شروع
کیا وہ سر سر کا جھجک کے بولی یہ کون ہے مصری خانم نے کہا حضور بہار ارم ہین پھر تو تو چل مین
چل محل مین ایک ہلچل پڑ گئی کہرام کے جھنڈے گڑ گئی ہو بیگم نے گلے لگا رو رو کے احوال پوچھا
جلیسون نے شہزادی کے نہ آنے کا مآل پوچھا وزیر زادی مصلیہ ہاتھ جوڑ عرض پیرا ہوئی صاحبو
ذری جی ٹھہرنے دو صبح کو کہونگی جو جیتی رہونگی آخر جب بھیڑ چھٹ گئی اسنے آمد کی خوشخبری
دی ملکہ عالم سنتے غش کر گئین ضعف و نقاہت سے جیتے جی گذر گئین بہار ارم نے کہا کو ذرا
آگے سے سر کو اسی سے مین نہین کہتی تھی سب کے دھکوڑ سہتی تھی یہ کہکے زانو پر سر آنکھا تعلیہ سنگھایا
عرصہ کے بعد ہوش آیا خلیفۃ الرحمانی کی تب ستر سواران کو دوڑایا اُدھر فجر ہوتے ہوتے نگار عالم
بھی مع فوج و حشم اُدھر کا صبح عشرت کا ستارہ چمکا **فلق** سے دو دوپھاتا وقت سحر
اور گلگون نسیم کی فر فر سے رشک کواکب موکب غیرت کہکشان ٹھہر بعد کرو فر رایات لشکر لب نہر پہونچے
کوئی دلاور دلا گہر مانند جوہر کشتی ممشکل شمشیر پر سوار ہو کر پاٹ پر آیا کوئی گھٹنے یا گھٹنون پانی سے اُتر کر
گھاٹ پر آیا کسی نے چوری سے ٹکلی آنکھ بچایا تو ساہی راہ کاٹ کر میٹی پوئی پر دوڑ گھوڑا ڈالا کوئی
سست روی کی دوپہر کی تنگ دو دے پانون چلے جی اسیر وہ سمجھا گویا مین برق ہی جاتا ہون
یکلخت چل نکلا نگار عالم کی رزق نے اتفاق سے اس فضا سے فرحناک کے قریب لنگر کیا جہان
کہ پیڑون کو کیوڑکے سیج دسے ترکام ہوا آتا تھا غیرہ شہدانہ کو گلاب جامونکو دیا جاتا تھا زہر کہ چلو مین جلد
امرتی گر عمل پر گلاب قتلی کی رال ٹپکتی حلوائیونکی ہمزاد غول بیابانی امونیون کے نشے ہرن صحرائی
سبحان اللہ کیا سواد مصر کیسا مصر کا دشت تھا جسکے نواح کا ایک ایک موضع رشک شیراز و تمہ قندہار

غیرت وہ دیہات بنارس و صوبہ اودھ دلپسند مثل وتا شکر اپوڑی اور حلوا پوری خاص ڈیوڑھی کا قابل گلگشت تھا فضای پر فضا میں وہ شیر خدا یعنی شاہ سکندر حشمت دست بدعا تھا ذکر و اشغال میں مشغول بعدہ دیکھا تھا آواز سنکے نگار عالم کی آشنا گھوڑا بڑھا بڑھا سمت صدا آئی دیکھا درخت کھجور و خرموں کے بیچ میں ایک چبوترہ سنگ مرمر کا وہ غورسا جسکی دید سے آنکھ جھپک جاے اسپر شاہ شجرہ آمیں خوف و خطر سے جلوہ فرمایا ہی شہد لب شکر ایزدی سے بیشک کرکے آخر تاہی جدید بیان رطب اللسان کی تاثیر سے ہر دانہ تسبیح الایچی دانہ ہوا ہی شکر خورے کو شکر یہاں بھی ہی سامان تعیش موجود خاک خاکستر رشک قند مکرر و اکسیر اثر جسپر جگر نثار یارا ہی ریگ کی چمک پر دندان مصری نے دانت مارا ہی جنگلی پھلوں میں جو ان لوان کا ذایقہ ایسی نعمت میں کیا مضایقہ سو حال یہ ہے بموجب مثل مشہور اصل تمرکو بنایا میں یہ دو گرد تھیں جو چیونٹی کھائیں حلوا خوردن را را دمی باید جو اسکے قابل ہے اسکو اس دربہشت کی سیر حاصل ہے نگار عالم کی سرداران فوج نے جو یہ نعمت غیر مترقبہ دیکھی لب پر حرص کا ہجوم ہوا الشکر نے انکو ان فواکہات شاداب کے غارت پر اشارہ کیا بقول شخصے حلوائی کی دوکان دادا کا فاتحہ حکم تاراج اس بساط میوہ کی نسبت دیتے بہت اچھا معلوم ہوا جسکا جاتا تھا جاتا تھا دن کا کیا بڑھیا کا کاتا تھا بالاتفاق سب نے دل میں یہ ٹھہرا لیا کہ جو پایا سو کھا جایہ خانہ خراب نہ سمجھے

مصرع

ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے

یہ صحرای طلسم سے دو میوہ وہیں پورے کے لڈو ہیں ہم خرما و ہم ثواب سمجھے ایک تو بجا آوری حکم سردار دوسرے چیز مزہ دار ہر ایک نے آتے بعد اضطراب لوٹ پوٹ کے طمع میں آشاخ تک کھسوٹ لی غور کی تو دانہ بار انار رشک اشک خونی تھی گل داغ دل دردمند تھی شاخیں شاخ نظر تاک انگور سلک در دانہ سر شک تر یا عیان عشق کی پھلواری تھی یادگار ہی باری تواسے کی باری تھی ملکہ نگار ارم نے بھی تصریحاً جو جھانکے دیکھا باپ کو پہچان گئی تو میری جان گئی نہ کہکے بے محابا محافہ سے نکل پڑی اس سراپا محو کے قدموں پر جا گری خاکسار ہمہ تن انکسار کو اچنبھا ہوا کہ یہ کیا ہوا مگر رونے کی آواز سے پہچان گئی کہ اپنی ردنے ڈالی ہی جوش رحمت ایزدی تھا لے سے گلے لگا چشم سفید کر اشکوں سے پلکوں کو تر کیا عرق نیلوفرین مردم گیا کو بھگو دیا مرض مفارقت کا علاج ہوا درد تن کا درست مزاج ہوا گذشت پوچھی یہ آبدیدہ ہو شرما گئی ناہید پریزاد بھی موجود تھی

سامعہ آگہی کیفیت پوست کندہ مودبانہ گذارش کی نگار ارم کی شوخ چشمی عرض سفارش کی وہ تصویر کی عاشقی کا ذکر اُسکا ابلیناس کا لے آنا شاہ مصر کی توجہ سے رہائی حیرت پانا پھر انھین کے حکم سے اس غم دوسری مین مبادرت کرنا از روی قدمبوسی والدین مین ترک حکومت کرنا جیسا کچھ دیکھا سُنا تھا سب مِن و عَن بیان کردیا ناشاد کو شادمان کردیا شہزادہ نگار عالم نے مشہر بانو کے روبرو آکے نذر دکھائی ظل اللہ نے قبول فرمائی محلسرا سے حبشی خوجہ بلانے آیا بادشاہ رشک شاخ نبات دلگار ثمر قندی کو ہمراہ لیکر خاص محل کی سمت رجوع ہوا ماہ مہر کا ایک ساتھ طلوع ہوا اندیرے دل ل روز لگے شادیانہ بجنے لگی نگار عالم نے خطاب و خلعت پایا بہار عالم اپنے وزیر اعظم مسر کے پاس بخوشی خویش آیا یہان بھی یہی معاملہ پیش آیا دونون نے خوشنودی کا جوڑا پایا جانبین کے والدین نے اپنے حوصلے نکلنے کے لیے از سر نو شادی کا اہتمام کیا بڑی دھوم سے بیاہ کر خیرخواہان شیرین کام کو خلعت و انعام دیا بعد چندے دونون جوڑے فراق وطن کی تلخ رنجی سے پھر جوڑ سے تو حلاوت ہوش عیش بصورت مگس پر مقراضی ہوی تماشاے مغزی ہرن ہو کر کعب غزالی ہوی بادشاہ کی حضور مین آکر نگار عالم نے رخصت چاہی ناچار سکندر تخت دل فگار نے مرخص کیا جہیز مین علاوہ اور اسباب کے جواہرات اتنا دیا کہ اگر صفت اُسکی تحریر کرون تو صدف دوات قلم قطرات پانی کی بوندون رشک دُر دانہ سے ہیرا کھائے شکل موتی چور نظر آئے طوطی شکر خائی خامہ لال ہو جای سو اللہ بس باقی ہوس **حضرت اُستاد الاستاد** یادگار زمانہ مین ہم لوگ سُنتے کہو تم فسانہ ہین ہم لوگ + **محمد تقی** در دار دار خاطر شاد خویش خوش کا این حد از فتحہ منصوبہ پر سیرست + شکر صد شکر شکور مطلق کی حضور مین کہ قرز عہ شکر خامہ آبیاری حوض کتاب سبحوزہ مین المسطوری تحفہ کا غذ بیراب جا کر ثمرہ نورس لایا کہ آغاز و انجام داستان ایک ہی رعایت مین انصرام پایا عمر کو وہم تھا کہ خاطر مرات ناثر حلاوت گفتار و تلخی انکار مین پڑ کے شہد شکر سے ناکام رہجایگی حاصل تحریر واصل تقریر ناتمام رہجایگی مگر بعنایت ایزدی جس فکر کی تاثیر سے دود آہ حاسد بد طن زہر ناگن ناموثرہ ہو وہ قول از بر ہے کھانڈی و کھاری قند مکرر ہے هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي ءَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ وَمَن شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ عاصی کو

آرزو کی مقبولیت افسانہ و خاتمہ تحریر ہونگی ختم ہین تسبیح الٰہی دانہ بدانہ بروز ثمل و نخل کو پہنچی گرچیلا افیونی کا شاگرد ہے

خاتمہ

قطعۂ تاریخ چکیدۂ قلم عطارد رقم ناثر بے عدیل ناظم بے بدیل جناب جعفر علی صاحب کاکوروی مؤلف افسانہ طلسم حیرت

چو کردم ختم این مرغولہ شیون
کہ نمودی طلسم حیرت عقل
چگویم دہ فسون سازا چگویم

رسید این نغمہ از دل کلک نے را
کشودی قفل گنج ملک کے را
بجز این نکتہ احسن کہ دے را

عفاک اللہ عن ستر النوائب
جزاک اللہ فی الدارین خیرا

چو خواہی سال تاریخت شود دال
بخور دالے تو از دارین خیرا

خاتمۃ الطبع

ہزاران ہزار شکر خالق انس و جان کا کہ اندنون داستان مرغوب محبوب اہل خبرت مسمی بہ **طلسم حیرت** جو نئی داستان ہے فسانہ رنگین بیان ہے عبارت کی رعنائی کا عجیب ڈھنگ ہے ہر فقرے کی نوکل چال و بندش کا نیا رنگ ہے تصنیف دبیر بے نظیر زمن منشی **جعفر علی صاحب شیون** جو تین مرتبہ اس سے پہلے مطبع منشی نول کشور مقام لکھنؤ مین چھپ چکی ہے اب حسب خواہش شائقین چوتھی مرتبہ شاخ مطبع موصوف واقع کانپور مین ماہ جولائی ۱۸۸۹ء مطابق ماہ شوال ۱۳۰۶ ہجری مین چھپکر اشاعت پذیر ہوئی۔

اور واضح ہو کہ کاپی رائٹ اس کتاب کا بحق مطبع محفوظ ہے

قصہ گوپی چند۔ بھرتری۔

سیر مقبول۔ نادر عبارت مصنفہ سید غلام حیدر خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کھیری۔

سنگاسن بتیسی۔ قصہ راجہ بھوج با تصویرات

بیتال پچیسی۔ قصہ راجہ بکرم مع تصویرات

گل بکاولی۔ مولفہ نہال چند شاہجہان آبادی

طوطا کہانی۔ تصنیف سید حیدر حسین۔

قصہ گل وصنوبر۔ مولفہ منشی ہیم چند۔

طوطی نامہ۔ مع قصہ ابراہیم ادہم مولفہ شاہ غلام حیدر۔

فسانہ نظم

الف لیلہ منظوم۔ چار جلد تصنیف مختلف

۱۔ جلد۔ بنظم دلکش مرزا اصغر علی خان نسیم دہلوی سخنور نامی۔

۲۔ جلد۔ نتیجہ طبع شاعر خوش فکر منشی طوطا رام شایاں

۳۔ جلد۔ منہ

۴۔ جلد۔ از منشی شادی لال شاگرد مرزا نسیم دہلوی۔

مجموعہ قصص۔ مشمولہ پانچ قصہ مولف مختلف ۱۔ قصہ سوداگر بچہ ۲۔ قصہ ماہی گیر ۳۔ قصہ جمجمہ ۴۔ قصہ منصور ۵۔ قصہ شاہ روم فقط اور یہ قصہ ہر ایک علیحدہ علیحدہ بھی چھپا ہے۔

سنگاسن بتیسی۔ منظوم منشی رنگین لال۔

گلزار ابراہیم۔ ابراہیم ادہم کا سچا فسانہ مولفہ حسن تخلص۔

چشمہ شیریں۔ فرہاد و شیریں کا قصہ۔

مخزن ہمت۔ تصنیف منشی جے گوپال ثاقب تخلص۔

ایجاد رنگین۔ مختصر مختصر حکایات مصنفہ سعادت یار خان رنگین دہلوی۔

مجموعہ۔ چوہے نامہ۔ بلی نامہ۔ و افیونی نامہ۔

جوگن نامہ۔ مصنفہ میاں بالن اکبرآبادی۔

قصہ مقتول جفا۔ معروف باسم تاریخی فسانہ غم مولفہ حافظ محمد امیر الدین۔

پدماوت بھاکھا۔ محشی باحل معانی از ملک محمد جائسی۔

ایضاً۔ بھاکھا سے اردو میں شعر بشعر نظم فرمایا مولوی قاسم علی بدایونی نے۔

ایضاً۔ از عبرت و عشرت۔

مجموعہ۔ قصہ قاضی جونپور۔ و قصہ بندر۔ و قصہ حفاظت شیطان۔ و قصہ چار لڑکیوں کا دل لگی کا قصہ۔ عقل حمق کا مقابلہ مولفہ مولوی لطافت حسین

مثنوی گلزار نسیم۔ قصہ گل بکاولی منظوم از دیا شنکر نسیم لکھنوی۔

نل دمن۔ راجہ نل اور دمن کا فسانہ منظوم

فسانۂ عجائب منظوم مولفہ منشی بھولاناتھ فراغ تخلص — ۱

ہدیۂ انتظار — از مولوی ممتاز علی سندیلوی

مثنوی میر حسن —

یوسف زلیخا — اردو منظوم تصنیف نگار —

شیرین خسرو — باتصویر مصنفہ منشی گوبند پرشاد فضا

بنجارہ نامہ — مصنفہ میاں نظیر اکبرآبادی

لیلیٰ مجنون — تصنیفہ میر تقی ہوس —

بہار دانش — منظوم تصنیف طپش —

مجموعۂ قصہ سپاہی زادہ — باتصویر بارہ قصہ

۱ — قصہ سپاہی زادہ — ۲ قصہ چار باغ رنگین ۳ قصہ محمود شاہ — ۴ — قصہ سوداگر بچہ — ۵ عاشق کا جنازہ — ۶ قاصد نامہ — ۷ ہنس نامہ — ۸ تندرستی نامہ — ۹ دکھ سکھ نامہ — ۱۰ دولت نامہ ۱۱ بھوچال نامہ — ۱۲ — رنگین نامہ —

بحر دانش — یعنے قصہ سوداگر بچہ —

شاہنامہ اردو — منظوم تصنیف منشی مولچند

طلسم شایان — یعنی داستان امیر حمزہ منظوم ناظم طارام شایان —

قصہ شاہ روم —

مثنوی ابر کرم ۱

نالہ منظور منظوم — مولفہ سید منظور احمد —

مجموعہ — قاصد نامہ و قصہ شاہ روم وغیرہ گیارہ قصہ —

۱ — قصہ شاہ روم — ۲ قاصد نامہ — ۳ ہنس نامہ ۴ رنگین نامہ — ۵ آٹا دال نامہ — ۶ — گرہ بند نظیر — ۷ پیسے نامہ ۸ کوڑی نامہ — ۹ بنجارہ نامہ ۱۰ جوگن نامہ — ۱۱ — روٹی نامہ —

بکٹ کہانی تصنیف مولوی الٰہی بخش بلند مطبوعہ

سراپائے تصویر غم نظم و نثر مین سراپا کا بیان ہے تصنیف اشرف علی تخلص بسمل —

باغ عاشق — قصہ گل و صنوبر مصنفہ پنڈت کنھیا لال صاحب —

سکندر نامہ — بری و بحری اردو ترجمہ نظم سکندر نامہ نظامی از خوش فکری سخنور کامل مولوی غلام حیدر گوپاموی ضلع ہردوئی —

داستان عبرت افزا —

سراپائے پیری —

بوستان راحت — قصہ دلچسپ شاہزادہ ختن و مہرور بالوجہ نہایت لطافت اور حسن بیانی سے موزون ہوا ہے —

ایک روسی زمیندار کا قصہ نثر —

جو انگریزی سے اردو مین ترجمہ ہوا یہ قصہ عجب عبرت افزا ہے